سالانہ نمبر

ماہنامہ خالد ربوہ

"خدا بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبت ڈالے گا"
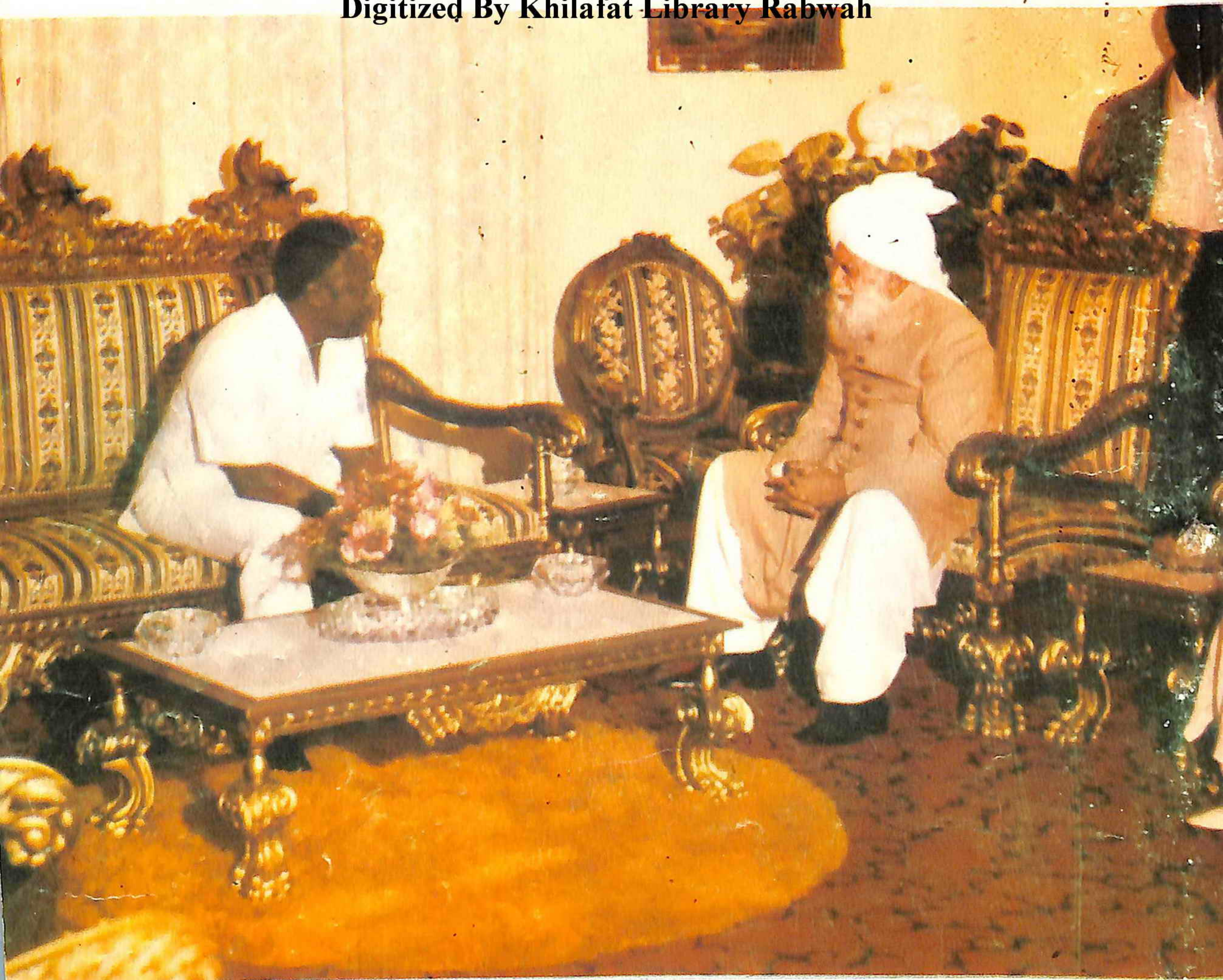
حضور ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت غانا کے صدر ڈاکٹر ہلّا لیمن ہز کو شرفِ ملاقات بخشا۔ اس موقعہ کی ایک یادگار تصویر

نومبر۔ دسمبر ۱۹۸۰ء

ایڈیٹر
محمد الیاس منیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

- "تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"
- قوموں کی اصلاح، نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جلد ۲۸ شمارہ ۱-۲

ماہنامہ

خالد

ربوہ
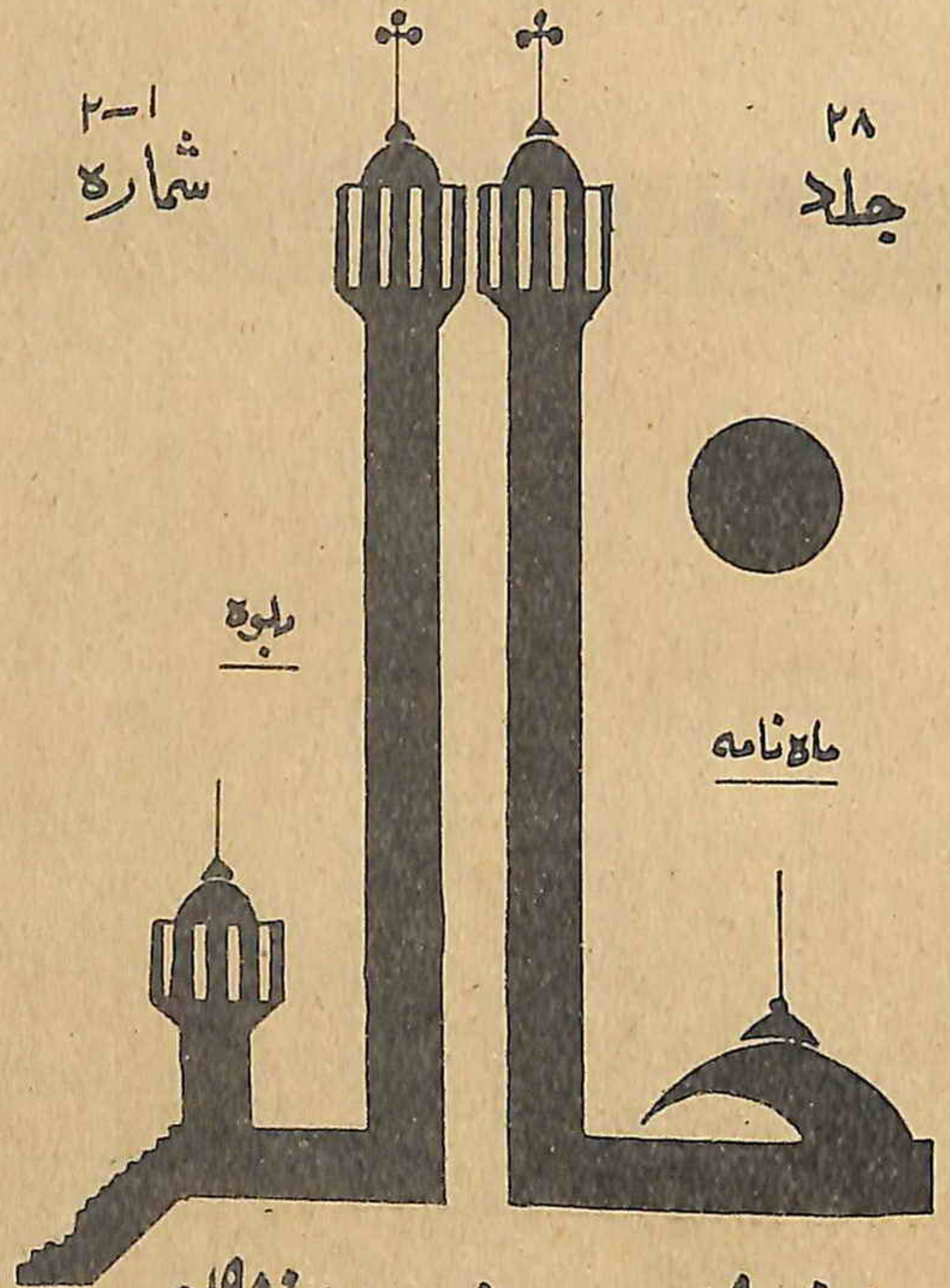
نبوت و فتح ۱۳۵۹ ہش ○ نومبر و دسمبر ۱۹۸۰ء

ایڈیٹر

محمد الیاس منیر

نائبین

اخلاق احمد انجم - منصور احمد عارف

ترتیب

• پبلشر: مبارک احمد خالد • پرنٹر: سید عبدالحی

• مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

• مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد۔ دارالصدر جنوبی ربوہ

قیمت پرچہ ہذا پانچ روپے

خالد

نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۸۰ء

اَے فاتح الدّین!

اے دکھی انسانیت کے غم کو اپنا غم بنانے والے!

اے محبّت کے سفیر!

اللہ تعالیٰ کی نصرت کے ساتھ تین براعظموں کا کامیاب دورہ مکمل کر کے کامیاب مراجعت مبارک ہو اور ان تینوں براعظموں کو بھی مبارک جن میں تیرے قدوم میمنت لزوم سے سچی اور ابدی زندگی کی لہر دوڑ گئی۔

اے نافلۂ موعود!

اے مسیح محمدی کے قافلہ سالار!

مبارک ہو کہ تُو چودھویں صدی کے دل ہلا دینے والے طوفانوں اور مصائب کی تند و تیز آندھیوں میں مسکراتا ہوا آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور پندرھویں صدی کو اپنے وجود باجود کی برکات سے بھرنے لگا۔

تجھے دنیا بھر کے خدامِ احمدیت کی طرف سے پندرھویں صدی مبارک ہو!

اللہ کرے تیرا پرنور چہرہ یونہی تبسم بکھیرتا رہے۔ تیری مقدس قیادت ہمیشہ ہی ایسی پرعزم اور ہمت اور مخلص نسلیں جنم دیتی رہے جو حضرت سیدِ ولدِ آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا ابدالآباد تک سربلند رکھیں!

اللہ کرے تیرے اس دورہ کے ثمرات سے نسلِ انسانی حقیقی طور پر بہرہ ور ہو!

اللہ کرے تیرے دورِ خلافت میں کائنات کا ہر ذرہ صوتی لہروں کی صورت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے شیریں نغمے الاپنے لگے!

اللہ کرے تیرا پیغامِ محبت ہر روح کا مسکن ہو جائے!

اللہ کرے ہم خدامِ احمدیت ہر آنے والے لمحہ میں پہلے سے بڑھ کر خلافت سے وفا کرنے والے ہوں اور ہم میں سے ہر ایک تیری غلامی میں بھی فخر سمجھے! آمین!

قارئین! زیرِ نظر شمارہ دو حصوں پر مشتمل ہے ـــــ ابتداء میں چودھویں صدی کے آخری سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی مختصر روئداد پیشِ خدمت ہے۔ اس اجتماع کی جان حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے روح پرور اور پُرجلال تین خطاب تھے۔ ان میں سے پہلے دو کا اپنے الفاظ میں خلاصہ اور تیسرے کا متن پیش کیا جا رہا ہے۔

اس شمارہ کا دوسرا حصہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے براعظم یورپ، افریقہ اور امریکہ کے طویل تبلیغی و تربیتی دورہ ۱۹۸۰ء سے متعلق ہے ـــــ اس دورہ کا نقطۂ عروج وہ تاریخ ساز واقعہ ہے جو ۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو سرزمین سپین میں ہوا۔ چنانچہ اس نسبت سے سپین کے متعلق خصوصی مضامین شاملِ اشاعت کئے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں حضور ایدہ اللہ کے اس بابرکت دورہ میں شامل ہونے والے خوش قسمت افراد میں سے بعض کے تاثرات و مشاہدات بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس مساعی میں برکت ڈالے اور ہماری یہ کوشش مقبول ہو! آمین!

ادارہ خالد اس شمارہ کی تیاری میں خصوصی تعاون کرنے پر جناب یوسف سہیل شوقی اور جناب نسیم مہدی کا نہایت درجہ ممنون ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

محمد الیاس منیر

چودھویں صدی رخصت ہوئی

جناب ڈاکٹر حمید الرشید تبسمؔ
ایم اے پی ایچ ڈی

شبِ گزشتہ وہ ہاؤ ہو تھی کہ حال ہر رند کا زبوں تھا
شراب خانے میں لاکھ ہنگامہ ہو چکا ہے مگر نہ یوں تھا

بدل رہا تھا نظامِ میخانہ، جام تبدیل ہو رہے تھے
نگاہِ ساقی کے تازیانے سے ایک اک رند بے سکوں تھا

خود اپنے خوں میں نہا کے رخصت ہوا جہانِ کہن یہاں سے
یہ سب نے دیکھا کہ کل کا خورشید ڈوبتے وقت لالہ گوں تھا

بجا رہی تھی جب اینٹ سے اینٹ عقل خود اپنی بستیوں کی
نئے زمان و مکاں کی تعمیر کے لئے فکر میں جنوں تھا

قلم تھا مصروف، لوح پر تازہ قسمتیں نقش ہو رہی تھیں
پھر ایک آدم کے سامنے عرش پر فرشتوں کا سر نگوں تھا

رہا ہے ہر دور منتظر ایک تیشہ بردار کوہکن کا
کہ ہر زمانے میں حسنِ شیریں تھا، مکرِ پرویز بے ستوں تھا

میں نوکِ نشتر کو چومتا ہوں کہ وقت پر اس نے خوں بہایا
تھی کھلنی قوموں کی فصد لازم، رگوں میں ان کے فسادِ خوں تھا

افق پہ اک نقرئی لکیر اب ابھرتی دیکھو یہ صبحِ نو ہے
گزشتہ ساعت جو تم نے دیکھا وہ صبحِ کاذب کا اک فسوں تھا

شمار پاؤں کے آبلوں کا وہاں ہے معیارِ سربلندی
یہی سبب ہے وقار تیرا تبسمؔ! اس دشت میں فزوں تھا

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ۷ اور ۸ نومبر کو جو تقاریر فرمائیں ذیل میں بالترتیب ان کا خلاصہ ادارہ خالد کے اپنے الفاظ میں اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

"چودھویں صدی نے ہمیں ہمارا خدا ملا دیا"

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے اس خطاب میں یہ واضح فرمایا کہ ہم چودھویں صدی ہجری کو الوداع اور پندرھویں صدی ہجری کا استقبال کیوں کر رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ تیرھویں صدی ہجری کے اختتام پر ہندوستان میں عیسائیت اس تیزی سے بڑھ رہی تھی کہ عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ اگر ہندوستان کے رہنے والے کسی باشندہ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ مرنے سے پہلے کسی مسلمان کا منہ تو دیکھ لے کہ وہ کیسا ہوتا ہے تو اس کی یہ خواہش پوری نہ ہوگی۔ سارے ہندوستان میں ایک بھی مسلمان نہ رہے گا۔

پھر انہوں نے اعلان کیا تھا کہ عنقریب مکہ پر خداوند یسوع مسیح کا جھنڈا لہرایا جائے گا۔ چنانچہ جھوٹی خوشیوں سے معمور، فخر سے گردنیں تانے ہوئے بڑے جوش کے ساتھ وہ بڑھتے ہوئے چودھویں صدی میں داخل ہوئے تو ان کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو خدا تعالیٰ کے زبردست جلالی جرنیل تھے۔ کا ایک شاگرد۔ روحانی فرزند کھڑا تھا جس نے کہا۔ بس! آگے نہیں بڑھنا۔

اس پس منظر کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مندرجہ ذیل پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا جو تیرہ سو سال قبل آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے متعلق فرمائی تھیں اور اس چودھویں صدی نے انہیں پورا ہوتے دیکھا۔

(۱) اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ یعنی اس عالمین کے حقیقی سورج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر غفلت اور عدم شناخت کا پردہ دیکھا۔

(۲) وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ۔ یعنی جن کے ذمہ سنتِ نبوی کو زندہ رکھنا تھا ان کو اسلام کے آسمانِ رفعت سے ٹوٹتے ہوئے تاروں کی طرح گرتے ہوئے دیکھا۔

(۳) وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۔ حضور نے فرمایا کہ اس پیشگوئی کے تین پہلو ہیں۔ (۱) اس آخری

جائے گا۔ اور جہاں پہلے خال خال کہیں کوئی
کتاب ملتی تھی۔ بڑی کثرت سے کتابیں ملنے
لگیں گی۔ (ii) جو لوگ علم کی طرف توجہ چھوڑ
بیٹھے تھے وہ اس صدی میں پھر توجہ کریں گے۔
(iii) میدانِ تحقیق میں انسان کی کاوش پھر
اپنے عروج کو پہنچے گی۔

چنانچہ یہ پیشگوئی آج پوری شان کے ساتھ
پوری ہو چکی ہے۔ مثلاً امریکہ میں ہم نے قرآن مجید کا
ترجمہ شائع کرنا چاہا تو امریکن فرم نے دو تین ہفتوں
میں قرآن کریم کے ۲۰ ہزار نسخے ہمارے ہاتھ میں دے
دیئے۔

(۴) وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ۔ یعنی وحشی
قوموں کو متمدن بنایا جائے گا۔

اس سلسلہ میں حضور نے امریکہ کی مثال دی۔
جہاں افریقہ کے غلاموں سے بدترین سلوک کیا جاتا
تھا اور آج یہ حال ہے کہ واشنگٹن کا میئر افریقی ہے
اور ان میں سے ہزاروں احمدی بھی ہو چکے ہیں جنہیں
قرآن سے حقیقی پیار ہے اور وہ اسلام کے پابند ہیں۔

(۵) سمندر پھاڑے جائیں گے۔

(۶) ایسی سواریاں نکل آئیں گی جن کے پیٹ میں
روشنی ہوگی۔

پھر حضور نے بڑے جلال سے فرمایا کہ اس
چودھویں صدی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت
کو ہر آن محسوس کیا اور آپؐ کی عظمت کو ظاہر کیا۔ اس
سلسلہ میں حضور نے اس پیشگوئی کو بطور مثال بیان فرمایا:

"ان لمهدینا آیتین لم تکونا
منذ خلق السمٰوٰت والارض
ینکسف القمر لاول لیلة من
رمضان وتنکسف الشمس فی
النصف منه"

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ اس پیشگوئی کے
عین مطابق دنیا میں چاند گرہن دو دفعہ ظاہر ہوا۔
ہندوستان میں چاند کو ۲۱ر مارچ ۱۸۹۴ء اور سورج
کو ۶ر اپریل ۱۸۹۴ء اور امریکہ میں چاند کو ۱۱ر مارچ
۱۸۹۵ء اور سورج کو ۲۶ر مارچ ۱۸۹۵ء کو رمضان
کے مہینہ میں گرہن لگا۔

حضور نے اس نشان کی عظمت پر زور دیتے
ہوئے فرمایا کہ یہ ایک ایسا لاثانی نشان ہے جس
کی مثال نہ تاریخ میں ملتی ہے نہ عقل میں۔ نہ کسی کی
طاقت اور ہاتھ میں اسے ظاہر کرنا ممکن تھا۔

آپ نے فرمایا کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم انسان تھے۔ جنہوں
نے تیرہ سو سال پہلے اس قسم کی پیشگوئی فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں کہ چودھویں
صدی نے کیا دیکھا۔ فرمایا کہ اس صدی میں علم کلام میں
ایک رفعت پیدا ہوئی اور حضرت مسیح موعودؑ نے
ایسا علم کلام دیا کہ کیتھولک ازم کو یہ کہنا پڑا اور
ہدایت دینی پڑی کہ نہ تم نے کسی احمدی سے بات
کرنی ہے نہ اس سے کوئی رسالہ لے کر پڑھنا ہے۔
پھر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ چودھویں

صدی نے ہمیں مہدیؑ دیا جسے ہم نے محمدؐ کے قدموں میں بیٹھے پایا اور محمدؐ کے محبوب اس مہدیؑ نے ہمیں وہ قرآن پھر دوبارہ دیا جو دوسروں نے کپڑوں میں لپیٹ کر طاقچوں میں رکھا ہوا تھا۔

- محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا
- زندہ خدا کے ساتھ زندہ رشتہ عطا کیا۔
- محمدؐ کے محبوب نے محمدؐ کی محبت عطا کی۔
- یہ علم عطا کیا کہ ہر آنے والی نسل نئے مسائل کو لے کر آتی ہے اور دنیا میں یہی کتاب ہے جو دنیا کے تمام مسائل کو حل کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔
- اسلام کے لئے ایک زندہ جوش عطا کیا۔
- محمدؐ کا حسن واضح کر دیا۔

پھر آخر میں حضور نے فرمایا۔

"وہ ساری کمزوریاں تیری اُسے
چودھویں صدی! جو ہمیں نظر آتی ہیں
آج ہم نے معاف کیں تجھے۔ اور تیری
عظمتوں کو ہماری نسلیں بھی یاد رکھیں گی"

"ثمراتِ باغِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رہیں گے"

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے اس خطاب میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے وِرد کی تحریک کا پس منظر بیان فرمایا۔ اس کے بعد حضور نے احمدیت کے حق میں اسپین میں بپا ہونے والے عظیم الشان انقلاب کا تفصیلی تذکرہ فرمایا۔ اور آخر میں ایک علمی بحث فرماتے ہوئے کہا کہ ثمراتِ باغِ محمدؐ تا قیامت جاری و ساری ہیں اور کوئی نہیں جو ان کو روک سکے۔

حضور نے فرمایا کہ حالیہ دورہ کے دوران مجھے دو مرتبہ کشف میں ایک نظارہ دکھایا گیا کہ کائنات کی ہر شے خدا کی تسبیح اور اس کی وحدانیت کا وِرد کر رہی ہے۔ وہ واقعہ یوں ہے کہ میں سونے کی تیاری میں تھا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ورد کر رہا تھا۔ آنکھیں میری بند تھیں مگر کشفی آنکھوں نے یہ نظارہ دیکھا کہ میرے آگے سے سمندر کی طرح کائنات کی ہر چیز ہلکے انگوری رنگ کے مائع کی صورت میں بہتی ہوئی گزر رہی ہے اور اس میں چھوٹے چھوٹے سفید چمکدار حصے تھے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی صوتی لہریں تھیں۔

حضور نے اس کشف کی یہ تعبیر بیان فرمائی کہ اب وقت آگیا ہے کہ خدا کی توحید بنی نوع انسان کے دلوں میں گاڑی جائے۔

حضور نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ خدا کی عجیب شان ہے کہ اسی قسم کا الہام آج سے

۹۸ سال قبل ۱۸۸۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا تھا کہ :-

" وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَلصَّلٰوۃُ هُوَ الْمُرَبِّیْ اِنِّیْ رَافِعُكَ اِلَیَّ وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاکْتُبْ وَلْیُطْبَعْ وَلْیُرْسَلْ فِی الْاَرْضِ خُذُوا التَّوْحِیْدَ التَّوْحِیْدَ یَا اَبْنَاءَ الْفَارِسْ "

حضور نے فرمایا کہ جب یہ الہام ہوا اس وقت اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سامان نہ تھے اور آج جبکہ ۹۸ سال گزر چکے ہیں اور اس کے سامان بھی پیدا ہو چکے ہیں خدا تعالیٰ نے اس طرف پھر توجہ دلائی ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ محمدیہ کی شان اور عظمت واضح فرمائی اور فرمایا کہ اس میں خدا نے بڑی نرمی۔ لچک اور سہولت کے سامان رکھے ہیں مثلاً بیمار کو نماز با جماعت سے رخصت دی۔ پھر روزہ دار کو کہا کہ سفر میں روزہ نہیں رکھنا۔ خواہ تمہیں اس میں کتنی ہی سہولت محسوس ہو کیونکہ جو برا اثر سفر میں روزہ رکھنے سے پیدا ہو سکتا ہے اسے انسان نہیں پہچانتا۔ خدا جانتا ہے اسی ضمن میں صحیح بخاری کے ابن مسعود کی ایک روایت بھی حضور نے سنائی جس میں بیان ہے کہ ایک صحابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور جب نماز شروع ہوتی تو میں انتظار کرتا رہتا ہوں کہ کب امام رکوع میں جائے اور میں نماز میں شامل ہو جاؤں کیونکہ وہ لمبی لمبی تلاوت کرتے ہیں۔ اس پر حضور کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمانے لگے۔ تم میں وہ لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو مسلمانوں کو دین سے نفرت دلاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا یہ ہے صحیح اسلام کی تعلیم کہ کسی پر سختی نہیں کرنی۔ کسی کو تکلیف نہیں دینی۔ مگر آج یہ حال ہے کہ پاکستان کے بعض حصوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہونے والی مخلوق ساری ساری رات ربِّ محمدؐ سے فریاد کرتی رہتی ہے کہ انھیں سکون اور اطمینان نصیب ہو۔

اس کے بعد حضور نے سپین میں مسجد کے سنگِ بنیاد رکھے جانے کی تفاصیل کے بیان میں فرمایا کہ ۱۹۷۰ء میں جب میں سپین گیا تو وہاں کی ایک رات خدا تعالیٰ نے اپنے تصرف سے مجھے بے چین رکھا۔ چنانچہ ساری رات دعا کرتے گزری کہ خدایا! تیرے یہ بندے اپنے اعمال کی وجہ سے تجھ سے دور ہو گئے ہیں۔ اب ان پر رحم فرما۔ چنانچہ صبح کے وقت میں نے اپنے پیارے رب کی پیاری آواز سنی :

" وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا۔ "

کہ جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لئے

(بقیہ صلا پر)

مجلسِ خدّام الاحمدیہ مرکزیہ کا

چھتیسواں ۳۶ سالانہ اجتماع

مختصر روئیداد

خدا تعالیٰ کے خاص فضل و رحم کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سہ روزہ سالانہ اجتماع مرکزی سلسلہ ربوہ میں نہایت ہی بابرکت۔ روحانی اور وجد آفریں ماحول میں ۷، ۸، اور ۹ نومبر ۱۹۸۰ء کو بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ!

یہ اجتماع کئی لحاظ سے تاریخی اہمیت اور شان کا حامل تھا۔

- یہ اجتماع چودھویں صدی ہجری کا آخری اجتماع تھا۔
- خدام الاحمدیہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جبکہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تین بار خدام سے اجتماع میں خطاب فرمایا ہو۔
- خدام الاحمدیہ کا یہ وہ پہلا اجتماع تھا جس میں ادائیگی حقوق کے تعلیمی منصوبہ کے تحت ذہین طلباء میں تمغہ جات تقسیم ہوئے۔
- سالانہ اجتماع انصار اللہ کے موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار سے فرمایا تھا کہ وہ خدام کے اجتماع میں شریک ہوں کیونکہ میں بعض بنیادی باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں چنانچہ انصار بزرگوں نے بھی اس اجتماع میں شرکت فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے افتتاحی خطاب میں "چودھویں صدی نے کیا پایا؟" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس سلسلہ میں حضور نے قرآن کریم میں جو علامات حضرت مسیح موعودؑ کے لئے بیان کی گئی تھیں کہ اُن کا ظہور چودھویں صدی میں ہوگا بیان فرمائیں۔

دوسرے روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام کی تعلیمات کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اسلام نہایت ہی لچکدار اور آسانی پیدا کرنے والا مذہب ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضور نے سپین کی مسجد

کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تفصیلی روئیداد سنائی اور آخر میں ایک علمی بحث کہ مسلمان وہ ہے جسے خدا مسلمان کہے۔ سے متعلق سیر حاصل تشریح فرمائی۔

تیسرے روز کا خطاب "پندرھویں صدی ہجری میں کیا ہونے والا ہے۔" کے موضوع پر تھا۔ اس میں پہلے حضور نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعض پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا جو پوری ہو چکی ہیں اور آخر میں خدام سے یہ عہد لیا کہ وہ اس صدی میں غلبۂ اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار رہیں گے۔

اس اجتماع میں شمولیت کے لئے ملک کے طول و عرض سے خدام بسوں اور سائیکلوں پر مرکزِ سلسلہ ربوہ میں تشریف لائے۔ علاوہ ازیں انصار نے بھی کافی تعداد میں اس اجتماع میں شرکت فرمائی۔ کل تعداد ۱۸۔۲۰ ہزار کے لگ بھگ تھی باوجودیکہ امسال پنڈال میں بھی توسیع کی گئی تھی۔ پھر بھی احباب کی اتنی کثرت تھی کہ بالآخر قناتیں اٹھانی پڑیں۔ تمام خدام نے مقامِ اجتماع میں نصب شدہ خیموں میں رہائش رکھی اور دورانِ اجتماع ربوہ کے تمام اور بیرونِ ربوہ کے بعض خدام نے اپنے خود ساختہ خیمے نصب کئے تھے۔ ان خیموں کو گیارہ بلاکس میں تقسیم کیا گیا تھا۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس سال پہلی مرتبہ مجلس خدام الاحمدیہ ہنسلو (لندن) کا بھی وفد اجتماع میں شریک ہوا اور یہ خدام بھی اپنا خیمہ ساتھ لائے تھے جسے باقاعدہ نصب کیا گیا اور اسی میں رہائش رکھی۔

ایامِ اجتماع میں خدام کو باقاعدہ نمازِ تہجد کے لئے علی الصبح بیدار کیا جاتا رہا۔ خدام نمازِ تہجد کیلئے تشریف لاتے رہے اور غلبۂ اسلام کی عظیم الشان مہم کی خاطر خدا کے حضور عاجزانہ دعائیں کرتے رہے۔

اس اجتماع میں علماءِ سلسلہ نے بھی خدام سے مختلف موضوعات پر خطاب فرمایا۔ خصوصاً مقامِ حضرت امام مہدی علیہ السلام۔ بعثت، مقصد۔ کام اور مشن سے متعلق ایمان افروز تقاریر ہوئیں۔ روزانہ درسِ قرآن مجید کے علاوہ درسِ حدیث کا اہتمام رہا۔ درسِ حدیث سے بھی خدام نے استفادہ کیا علاوہ ازیں درس ملفوظات از حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے بھی خدام کو اصلاحی امور کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی تلقینِ عمل کا پروگرام بھی زیرِ عمل رہا۔ ایک دلچسپ پروگرام "مجلسِ سوال و جواب" بھی منعقد کیا گیا۔ جس میں علماء کے بورڈ نے خدام کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

اس اجتماع میں علمی سرگرمیوں کے علاوہ ورزشی مقابلوں کا بھی اہتمام تھا جن میں کبڈی، فٹبال، والی بال کلائی پکڑنا۔ رسہ کشی۔ وزن اٹھانا۔ تھالی پھینکنا۔ وغیرہ مقابلے شامل تھے۔ ان مقابلوں میں خدام نے خوب دلجمعی کے ساتھ حصہ لیا۔

علمی مقابلوں میں تقریری مقابلہ۔ مقابلہ نظم خوانی۔ مقابلہ حفظِ نظم۔ مقابلہ ترجمہ قرآن، مقابلہ مطالعہ احادیث۔ مقابلہ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مقابلہ حفظِ قرآن شامل تھے۔ ان مقابلوں میں بھی خدام نے بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔

تیسرے روز مکرم و محترم نائب صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے خدام سے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حالیہ دورہ کے بعض ایمان افروز واقعات سنائے۔ آپ کے خطاب کے بعد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے خدام سے الوداعی خطاب فرمایا اور خدام کو اصلاحی امور کی طرف توجہ دلائی۔ خصوصاً اس امر کی طرف کہ مجالسِ عاملہ کے اراکین کو اپنے خدام سے نرمی و محبّت کا سلوک روا رکھنا چاہیئے۔

علاوہ ازیں مجلس شوریٰ کے تین اجلاس ہوئے جن میں نمائندگان شوریٰ نے ایجنڈا کی تجاویز پر غور کیا اور بحث و تمحیص کے بعد پیش کردہ سالانہ میزانیہ کو پاس کرنے کی حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس سفارش کی۔ اسی طرح ایجنڈا میں شامل دوسری تجاویز پر بھی غور ہوا۔

الغرض یہ تین ایام خدام نے نہایت بابرکت اور مقدس روحانی کاموں میں بسر کئے جو تمام خدام کے لئے پُرکیف اور وجد آفرین نظارہ تھا۔

آخری روز حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بابرکت اور تاریخی خطاب کے بعد دعا کے ساتھ اس اجتماع کا اختتام ہوا اور خدام اپنے اپنے گھروں کو واپس تشریف لے گئے۔

بقیہ از صفحہ ۸

کافی ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اس وقت ہم نے وہاں کی حکومت سے ایک مسجد میں بیس سال نماز پڑھنے کی اجازت مانگی۔ جو اس نے دے دی مگر لاٹ پادری نے اسے رد کر دیا کیونکہ اس کا وقت ابھی نہیں آیا تھا لیکن اس کے صرف دس سال بعد اللہ نے وہاں ایسا عظیم انقلاب بپا کیا کہ وہاں کی حکومت نے ہمیں نہ صرف زمین دی بلکہ وہاں مسجد تعمیر کرنے کی تحریری اجازت بھی دے دی اور علاقہ کے لوگوں نے بھی اس سے رضامندی ظاہر کی۔

آخر میں حضور نے ایک علمی بحث فرماتے ہوئے ۶۱ھ کا وہ واقعہ بیان فرمایا جس میں کہ کوفہ کے گورنر ابن زیاد کے کہنے اور لالچ دلانے پر قاضی شریح نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کا فیصلہ کیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ امتِ مسلمہ آج تک اس فیصلہ کو بڑی شدّ و مد سے رد کرتی چلی آ رہی ہے۔ اور متفقہ موقف رکھتی ہے کہ حکومت یا کوئی اور انسان کسی کے متعلق ایسا فیصلہ کرے تو اسے ردّ کر دو کیونکہ اسلام کوئی فلسفہ نہیں خدا کا دین ہے۔ خدا کے جاں نثاروں نے ہر صدی میں اسے خون دے کر سینچا ہے۔

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر۔ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نئی تاریخ رقم ہوتی ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا تین براعظمی دورہ

ہدیۂ سلام

ثاقب زیروی

سلام اے پاسبانِ دینِ حق اخلاص کے پیکر
سلام اے مہدیٔ مسعود کی تنویر کے مظہر
ترے فیضِ قدم سے پھول صحرا میں بھی مہکے ہیں
پرندے موسمِ گل کے خزاؤں میں بھی چہکے ہیں
اندھیری وسعتوں کو جابجا روشن کیا تُو نے
بجا ہے غربِ افریقہ کو نورِ حق دیا تُو نے
فراست نے تیری اسلام کی پرچم کشائی کی
بصیرت نے تری انسانیت کی رہنمائی کی

سلام اے صاحبِ عزم و عمل اے ناصرِ ملّت!
سفیرِ دینِ حق اے رازدانِ جذبۂ اُلفت
تری آنکھوں میں کیفِ صبحِ روشن رقص کرتا ہے
ترے الفاظ میں رنگینِ گلشن رقص کرتا ہے
سلام اے عالمِ ہستی کو عظمت بخشنے والے
سلام اے زندگی کو نور و نکہت بخشنے والے

سلامِ دل تجھے دیتا ہے ثاقبؔ فرطِ اُلفت سے
سلامت اُس کی عظمت ہے جہاں میں تیری عظمت سے

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

دورہ ۱۹۸۰ء پر ایک طائرانہ نظر

- ۲۶ رجون ــــــ ربوہ سے روانگی اور کراچی میں ورود مسعود
- ۲۷ " ــــــ قیام کراچی۔
- ۲۸ " ــــــ روانگی برائے فرینکفورٹ
- ۲۹ " ــــــ فرینکفورٹ (مغربی جرمنی) میں ورود مسعود
- ۳۰ " ــــــ قیام فرینکفورٹ
- یکم جولائی ــــــ دفتر میں تشریف فرما رہ کر ڈاک ملاحظہ فرمائی
- ۲ " ــــــ " " " " " "
- ۳ " ــــــ " " " " " "
- ۴ " ــــــ خطبہ جمعہ۔ فرینکفورٹ اور قرب وجوار کی جماعتوں سے اجتماعی ملاقات۔
- ۵ " ــــــ مغربی جرمنی کے وسطی اور جنوبی علاقوں کی جماعتوں سے اجتماعی ملاقات۔
- ۶ " ــــــ مغربی جرمنی کے شمالی علاقوں کی جماعتوں سے اجتماعی ملاقات۔
- ۷ " ــــــ پریس کانفرنس
- ۸ " ــــــ دفتر میں تشریف فرما رہ کر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دیگر دفتری امور انجام دیئے۔
- ۹ " ــــــ " " " " " " " " " "
- ۱۰ " ــــــ احمدیہ مسلم مشن مغربی جرمنی کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت۔
- ۱۱ " ــــــ خطبہ جمعہ۔ مجلس سوال وجواب۔
- ۱۲ " ــــــ زیورک (سوئٹزرلینڈ) تشریف آوری۔
- ۱۳ " ــــــ عام ملاقات۔ احمدیہ مشن کی طرف سے استقبالیہ میں شرکت۔
- ۱۴ " ــــــ آسٹریا کے جنوبی علاقوں کا دورہ۔

- ۱۵ر جولائی ——— قیام سوئٹزرلینڈ
- ۱۶ " ——— پریس کانفرنس سے خطاب، زیورک کے میئر کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت۔
- ۱۷ " ——— زیورک سے روانگی اور فرینکفورٹ میں ورود
- ۱۸ " ——— نماز و خطبہ جمعہ
- ۱۹ " ——— فرینکفورٹ سے روانگی اور ہمبرگ میں ورود۔
- ۲۰ " ——— احبابِ جماعت سے اجتماعی ملاقات اور خطاب۔
- ۲۱ " ——— پریس کانفرنس
- ۲۲ " ——— ہمبرگ سے کوپن ہیگن (ڈنمارک) کے لئے روانگی۔
- ۲۳ " ——— ڈینش احمدیوں اور مقامی مہمانوں سے ملاقات و خطاب۔
- ۲۴ " ——— کوپن ہیگن کے احمدی احباب سے ملاقات و خطاب۔
- ۲۵ " ——— نماز جمعہ۔ عام ملاقات۔
- ۲۶ " ——— دفتر میں تشریف فرما رہ کر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔
- ۲۷ " ——— احمدی احباب سے انفرادی ملاقات فرمائی۔
- ۲۸ " ——— کوپن ہیگن سے روانگی اور گوٹن برگ (سویڈن) میں ورودِ مسعود۔
- ۲۹ " ——— پریس نمائندگان سے ملاقات۔ اور بعض ترکی اور لبنانی باشندوں سے ملاقات۔ استقبالیہ میں شرکت۔
- ۳۰ " ——— گوٹن برگ کے ڈپٹی میئر سے ملاقات۔ احبابِ جماعت سے انفرادی ملاقات۔
- ۳۱ " ——— گوٹن برگ سے روانگی اور اوسلو (ناروے) میں ورودِ مسعود۔
- یکم اگست ——— پریس کانفرنس سے خطاب۔ احمدیہ مسلم مشن اور مسجد اوسلو میں جمعہ کی افتتاحی نماز اور خطبہ۔ نماز جمعہ کے بعد افتتاحی تقریب میں شرکت کرنے والے مختلف ممالک کے سفارتی نمائندوں کے ساتھ گفتگو۔
- ۲ " ——— قیام اوسلو۔
- ۳ " ——— احبابِ جماعت سے اجتماعی ملاقات اور خطاب۔
- ۴ " ——— احمدی مبلغینِ یورپ سے ملاقات اور خطاب، اوسلو سے روانگی اور ہیگ (ہالینڈ) میں ورودِ مسعود۔

- ۵ اگست ——— ہالینڈ کی پارلیمنٹ کے پریس روم میں پریس کانفرنس سے خطاب۔ انفرادی ملاقات۔ سورینام اور انڈونیشیا کے دو باشندوں کی بیعت۔
- ۶ " ——— اجتماعی ملاقات و خطاب۔
- ۷ " ——— ہیگ سے روانگی اور لندن میں ورود مسعود۔
- ۸ " ——— مسجد فضل لندن میں نماز جمعہ۔
- ۹ " ——— مشن ہاؤس میں تشریف فرما رہ کر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔
- ۱۰ " ——— محمود ہال میں درس القرآن۔
- ۱۱ " ——— دفتر میں تشریف فرما رہ کر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔
- ۱۲ " ——— مسجد فضل لندن میں عید الفطر کی تقریب سعید۔
- ۱۳ " ——— ڈاک ملاحظہ فرمائی۔
- ۱۴ " ——— پریس کانفرنس
- ۱۵ " ——— خطبہ جمعہ۔
- ۱۶ " ——— دفتر میں تشریف فرما رہ کر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔
- ۱۷ " ——— نائیجیریا کے لئے روانگی اور راستہ میں ایمسٹرڈم (ہالینڈ) میں ایک رات قیام۔
- ۱۸ " ——— ایمسٹرڈم سے روانگی اور لیگوس (نائیجیریا) میں ورود مسعود۔
- ۱۹ " ——— مجلس عاملہ نائیجیریا سے ملاقات۔ پریس کانفرنس سے خطاب۔ ری پبلک آف بینن کے احمدی وفد سے ملاقات۔ استقبالیہ میں شرکت۔
- ۲۰ " ——— ایموسان میں احمدیہ ہسپتال کی نئی عمارت کا افتتاح اور معائنہ اور مختصر خطاب۔ اجیبواوڈے کے احمدیہ ہسپتال کا معائنہ۔ احمدیہ مسجد ابادان کا افتتاح و احباب جماعت سے ملاقات۔
- ۲۱ " ——— مبلغین نائیجیریا سے ملاقات۔ ریڈیو نائیجیریا کے نمائندہ سے انٹرویو۔ احمدیہ مسجد لیگوس کا افتتاح۔ ڈوگولینڈ ری پبلک آف نائیجر و بینن کے احمدی وفود سے ملاقات۔ احمدیہ پرنٹنگ پریس لیگوس کا معائنہ۔ معائنہ مشن ہاؤس۔
- ۲۲ " ——— احمدی اطفال کی تربیتی کلاس سے خطاب۔ احمدیہ ہسپتال کے لیبارٹری بلاک کا سنگ بنیاد الارو روانگی۔ نماز جمعہ احمدیہ ہال الارو (نائیجیریا) کا سنگ بنیاد۔ الارو سے واپسی۔

- ۲۲ر اگست ــــ احباب جماعت سے انفرادی و اجتماعی ملاقات۔ مرکزی و مقامی مبلغین نائجیریا سے ملاقات۔
- ۲۴ ؍ ــــ نائجیریا سے روانگی اور غانا میں ورودِ مسعود۔ فقید المثال استقبال اور سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں قیام۔ ائیرپورٹ کے VIP لاؤنج میں اخباری نمائندوں سے گفتگو۔ صدر مملکت سے ملاقات۔ زیر تعمیر احمدیہ مشن ہاؤس کا معائنہ اور دس ہزار احمدی احباب سے خطاب۔ مشن ہاؤس میں نو تعمیر شدہ احمدیہ مسجد کا افتتاح۔ احمدیہ مشن ہاؤس اور مسجد پر یادگاری تختیوں کی نقاب کشائی۔ جماعت احمدیہ غانا کی قومی مجلس عاملہ کے اراکین سے ملاقات۔ استقبالیہ تقریب میں شرکت اور اہم شخصیات سے ملاقات۔
- ۲۵ ؍ ــــ اکرا سے کماسی کے لئے روانگی۔ راستہ میں احمدیہ ہسپتال اسوکورے کا معائنہ۔ احمدیہ سیکنڈری سکول اور میڈیکل انچارج آفیسر احمدیہ ہسپتال اسوکورے کے نو تعمیر شدہ مکان پر یادگاری تختیوں کی نقاب کشائی۔ مسجد احمد اسوکورے میں ظہر و عصر کی نمازوں کی باجماعت ادائیگی۔ ایک خصوصی تقریب میں اسوکورے کے پیراماؤنٹ چیف کی حضور کی خدمت میں حاضری اور استقبالیہ ایڈریس کے جواب میں حضور کی تقریر۔ کماسی میں ورود اور اہل شہر کی طرف سے زبردست استقبال۔ استقبالیہ تقریب میں صوبائی وزیر اعلیٰ اور دیگر عمائدین شہر سے ملاقات۔
- ۲۶ ؍ ــــ کماسی سے کوکوفو کے لئے روانگی۔ بیکوائے میں احمدیہ مسجد میں یادگاری تختی کی نقاب کشائی۔ کوکوفو میں ورود اور والہانہ استقبال۔ احمدیہ ہسپتال کوکوفو کا معائنہ۔ کوکوفو میں پیراماؤنٹ چیف کا استقبالیہ ایڈریس۔ کوکوفو سے کماسی میں واپسی۔ تعلیم الاسلام احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی میں دس ہزار احباب جماعت سے خطاب۔ زیر تعمیر احمدیہ مسجد پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی۔ نو تعمیر شدہ احمدیہ مشن ہاؤس کماسی کا معائنہ۔ تعلیم الاسلام سکول کماسی کے گراؤنڈ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کی باجماعت ادائیگی۔ دس ہزار احباب نے نماز ادا کی۔
- ۲۷ ؍ ــــ کماسی سے اکرا کے لئے واپسی۔ اکرا واپس پہنچ کر جماعت ہائے احمدیہ ویسٹ افریقہ

کے امراء کی میٹنگ سے خطاب۔

- ۲۸ اگست —— جماعت احمدیہ واکے ڈیڑھ صد سے زائد احباب سے ملاقات۔ جو ۵۰۰ میل سے چل کے آئے تھے۔
- ۲۹ " —— سالٹ پانڈ کے لئے روانگی۔ پوٹسن میں ورود و استقبال۔ احمدیہ سیکنڈری سکول کے احاطے میں حضور نے پودا لگایا۔ سکول کے نئے بلاک کا سنگِ بنیاد رکھا۔ احمدیہ سیکنڈری سکول پوٹسن کے پرنسپل کے نو تعمیر شدہ مکان کا افتتاح۔ سویڈرو میں ورود اور استقبال۔ دوپہر کا کھانا۔ احمدیہ مسلم مشن ہسپتال کا معائنہ ایسیام میں احمدیہ مسجد پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی۔ سالٹ پونڈ میں ورود اور شہر کی پوری آبادی کی طرف سے زبردست استقبال۔ خدام الاحمدیہ غانا کے مرکزی اجتماع کا افتتاح۔ کھلے میدان میں نماز جمعہ کی ادائیگی۔ ۲۵ ہزار احباب و مستورات نے نماز میں شرکت کی۔ اسارچر میں احمدیہ سیکنڈری سکول کی نئی عمارت پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی۔ ایکرافو میں حضرت مولانا عبدالرحیم نیرؔ کے ذریعہ قبول حق کی سعادت حاصل کرنے والے سب سے پہلے احمدی محترم مہدی آپا کی قبر پر دعا۔ اکرا میں واپسی۔
- ۳۰ " —— اکرا سے بذریعہ ہوائی جہاز ایمسٹرڈم واپسی
- ۳۱ " —— ایمسٹرڈم سے لندن روانگی۔
- یکم تا ۳ ستمبر —— لندن میں قیام۔
- ۴ ستمبر —— لندن سے براستہ ایمسٹرڈم ٹورنٹو روانگی۔ ٹورنٹو میں ورودِ مسعود اور استقبال اور ROYAL YORK ہوٹل میں قیام۔
- ۵ " —— نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ احبابِ جماعت سے انفرادی ملاقاتیں۔ ایک میئر کی تشریف آوری اور حضور سے ملاقات۔
- ۶ " —— پریس کانفرنس سے خطاب۔ کینیڈا میں مقیم احمدی خاندانوں سے ملاقات۔ ۱/۲ ۳ سے لے کر ۵ بجے تک کینیڈا میں مقیم ٹرینیڈاڈ۔ ماریشس اور گی آنا کے احمدیوں سے ملاقاتیں۔ جماعت احمدیہ ٹورنٹو کی طرف سے دی گئی دعوتِ طعام میں شرکت
- ۷ " —— مسجد کمیٹی کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ روانگی برائے کیلگری۔ کیلگری میں ورود مسعود

اور استقبال۔ جماعت احمدیہ کیلگری کی طرف سے دعوتِ طعام میں شرکت۔

• ۸۔ستمبر ——— پریس کانفرنس سے خطاب۔ انفرادی ملاقاتیں۔ جماعت ہائے احمدیہ ایڈمنٹن اور ونیکوور کی طرف سے دی گئی۔ دعوتِ طعام میں شرکت۔ احمدیہ مشن ہاؤس کیلگری کا معائنہ اور فوٹو کاپنگ مشین کا افتتاح۔

• ۹ " ——— البرٹا رپورٹ کے نامہ نگار سے انٹرویو۔ یونیورسٹی پروفیسروں اور دیگر دانشوروں کے وفد سے ملاقات۔ استقبالیہ دعوت میں شرکت۔ میئر کی طرف سے حضور کی خدمت میں پیش کئے گئے ایڈریس کے جواب میں حضور کا خطاب۔

• ۱۰ " ——— پکنک۔ جماعت احمدیہ کیلگری کے احباب کے ساتھ۔

• ۱۱ " ——— کیلگری سے بذریعہ ہوائی جہاز سان فرانسسکو روانگی اور ورودِ مسعود اور استقبال۔

• ۱۲ " ——— احمدیہ مشن ہاؤس میں نماز جمعہ پڑھائی۔ نماز کے بعد ویسٹ کوسٹ ریجن کے احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا اور جملہ احباب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ بعد ازاں احباب کو انفرادی ملاقات کا شرف بخشا۔

• ۱۳ " ——— سیر کو تشریف لے گئے۔ لاس اینجلز سے کثیر تعداد میں احبابِ جماعت کی آمد۔ مغرب اور عشاء کی باجماعت نمازوں کے بعد انہیں مصافحے اور ملاقات کا شرف بخشا۔

• ۱۴ " ——— ویسٹ کوسٹ ریجن کی جماعت ہائے احمدیہ کی طرف سے دی گئی دعوت استقبالیہ میں شرکت۔

• ۱۵ " ——— واشنگٹن تشریف آوری۔ ورود و استقبال۔

• ۱۶ " ——— ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

• ۱۷ " ——— پنسلوانیہ میں لانگ وڈ گارڈنز دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔

• ۱۸ " ——— ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

• ۱۹ " ——— احمدیہ مشن ہاؤس میں خطبہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت مولانا قاضی محمد نذیر کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعد ازاں ایسٹ کوسٹ اور مڈویسٹ ریجنز کے ایک ہزار افراد نے ۱۲ گروپس میں ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

• ۲۰ " ——— ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدرانِ جماعت کی میٹنگ کی صدارت فرمائی۔ شام کو

استقبالیہ میں شرکت۔

- ۲۱ ستمبر ـــــــ امریکہ کے ۸۰۰ احباب کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور ایڈریس کے جواب میں تقریر ارشاد فرمائی۔
- ۲۲ " ـــــــ ڈاک ملاحظہ فرمائیں۔
- ۲۳ " ـــــــ امریکہ سے لندن کے لئے روانگی۔ لنڈن میں ورودِ مسعود اور استقبال۔
- ۳۰ " ـــــــ مانچسٹر اور ہڈرزفیلڈ (انگلستان) میں احمدیہ مشنوں کا افتتاح۔
- ۲ اکتوبر ـــــــ بریڈفورڈ میں احمدیہ مشن ہاؤس کا افتتاح اور اس سے قبل پریس کانفرنس سے خطاب۔
- ۹ " ـــــــ حضور نے سپین میں اسلام کے دورِ ثانی کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔
- ۱۸ " ـــــــ ساؤتھ ہال انگلستان میں مشن ہاؤس کا افتتاح۔ پریس کانفرنس سے خطاب۔ احباب جماعت سے خطاب۔
- ۲۶ " ـــــــ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ کی اس عظیم الشان دورہ سے کامیاب مراجعت۔ ربوہ میں ورودِ مسعود اور استقبال۔

●
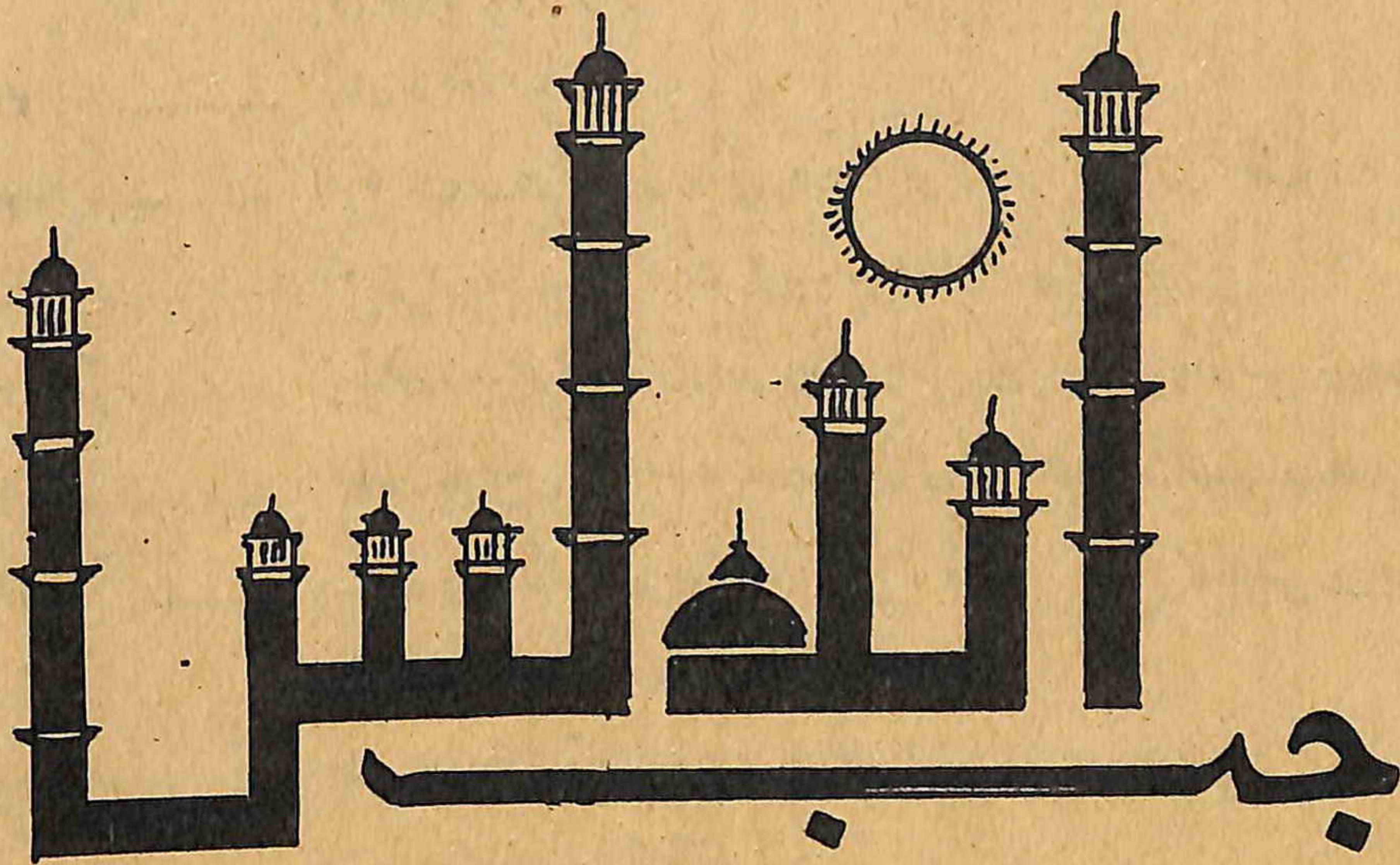
جب اندلس ڈوب رہا تھا

یہ مرثیہ ابوالبقاء الرندی کا ہے جو ساتویں صدی ہجری کے شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ انہوں نے اس وقت کہا جبکہ فردیناند ثالث (۶۴۵ھ / ۱۲۴۸ء) اشبیلیہ پر قابض ہوا اور اس سے قبل مسلمانوں کے بڑے بڑے شہر قرطبہ جو بنی امیہ کا پایۂ تخت رہا ہے اور جیان، شاطبہ، مرسیہ، بلنسیہ یکے بعد دیگرے درخت کے پتوں کی مانند ان فرنگیوں کی گود میں گرتے گئے۔ اور اس مرثیہ میں مسلمانانِ اندلس کی آہ و بکا اپنے ہم مذہب اہلِ مغرب کو دعوت دے رہی ہے کہ وہ اسلام کی گم گشتہ عظمت کی بازیابی کے لئے کوشش کریں:

سقوط إشبيلية

لكلّ شىء إذا ما تمّ نقصانُ   فلا يُغرّ بطيب العيش إنسانُ

هى الأمورُ كما شاهدتَها دولٌ   مَن سرّه زمنٌ ساءته أزمان

وهذه الدارُ لا تُبقى على أحدٍ   ولا يدومُ على حالٍ لها شان

وللحوادثِ سُلوانٌ يُهوّنها   وما لما حلّ بالإسلام سُلوان

دهى الجزيرة أمرٌ لا عزاء له   هوى له أُحُد وانهدّ ثهلان (١)

أصابها العينُ فى الإسلام ، فامتُحنت   حتى خلت منه أقطارٌ و بلدان

فاسأل بلنسيةً ما شأن مُرسيةٍ   وأين شاطبةٌ أم أين جيان

وأين قرطبةٌ دارُ العلوم فكم   من عالمٍ قد سما فيها له شان

وأين حمصٌ (٢) وما تحويه من نُزَهٍ   ونهرُها العذبُ فياضٌ وملآن

قواعدٌ كنّ أركانَ البلاد ، فما   عسى البقاءُ إذا لم تبقَ أركان

تبكى الحنيفيةُ (٣) البيضاء من أسفٍ   كما بكى لفراق الإلف هيمان

على ديارٍ من الإسلام خالية   قد أقفرت ولها بالكفر عُمران

حيث المساجد قد صارت كنائسَ، ما   فيهن إلا نواقيسٌ وصُلبان

يا غافلاً وله فى الدهر موعظةٌ   إن كنت فى سِنةٍ فالدهرُ يقظان

وماشياً مرحًا يُلهيه موطنُه   أبعد حِمصٍ تغُرُّ المرءَ أوطان

تلك المصيبةُ أنستْ ما تقدّمها   وما لها مَع طُول الدهر نسيان

يا راكبين عِتاقَ (١) الخيلِ ضامرةً   كأنها فى مجالِ السبق عِقبان

وحاملين سيوفَ الهند مُرهَفةً (٣)   كأنها فى ظلام النقع (٤) نيران

وراتعين وراء البحر فى دَعة   لهم بأوطانهم عزٌّ وسلطان

أعندكم نبأ من أهل أندلس   فقد سرى بحديث القوم رُكبان

ماذا التقاطعُ فى الإسلام بينكمُ   وأنتم يا عبادَ الله إخوان

ألا نفوسٌ أبيّاتٌ لها هِممٌ ... أما على الخير أنصارٌ وأعوان
يا مَنْ لذلة قومٍ بعد عزّهمُ ... أحال حالهمُ كفرٌ وطُغيان
بالأمس كانوا ملوكاً فى منازلهمْ ... واليومَ هم فى بلاد الكفر عُبْدان (٥)
ولو تراهم حيارى لا دليلَ لهم ... عليهمُ من ثياب الذلّ ألوان
ولو رأيتَ بُكاهمْ عند بَيعِهمُ ... لهالَكَ الأمرُ واستهوتك أحزان
يا رُبَّ أمٍّ وطفلٍ حِيلَ بينهما ... كما تفرّقُ أرواحٌ وأبدان
وطفلةٍ مثلِ حسن الشمس إذ طلعت ... كأنما هى ياقوتٌ ومَرجان
يقودها العِلج (٦) للمكروه مُكْرَهَةً ... والعينُ باكيةٌ ، والقلبُ حَيران
لمثل هذا يذوب القلبُ من كمد ... إن كان فى القلب إسلامٌ و إيمانُ

ترجمہ

(۱) ہر چیز اپنے کمال کو پہنچنے کے بعد زوال پذیر ہو جاتی ہے۔ پس انسان کو خوشگواری زندگی سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔

(۲) میرا تجربہ و مشاہدہ ہے کہ حالات ایک سے نہیں رہتے بلکہ بدلتے رہتے ہیں۔ جس کو زمانہ نے خوش رکھا تو زمانوں کے کئی دور ایسے بھی آئے جو اسے دکھ اور مصیبت میں مبتلا رکھا

(۳) یہ عارضی دنیا کسی پر بھی رحم نہیں کرتی اور کسی وقت بھی ایک جیسی نہیں رہتی۔

(۴) حادثات زندگی پیش آنے کے بعد انسان کو کسی نہ کسی ذریعہ سے تسلّی حاصل ہو جاتی ہے جس سے اس کے غم کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے لیکن اسلام پر جو مصائب آئے ہیں ان کی نسبت تسلّی کی کوئی صورت نہیں

(۵) اس جزیرہ کو ایک ایسی آفت نے آگھیرا ہے کہ اس کے لئے اس مصیبت کی شدت سے تو اُحد اور ثہلان پہاڑ بھی گر کر ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں۔

(۶) اسلام کی وجہ سے اس ملک کو نظر لگ گئی ہے۔ پس وہ ابتلاء میں ڈال دیا گیا ہے اور اس وجہ سے ملک کے کئی شہر اور علاقے خالی ہو گئے ہیں۔

(۷) پس بلنسیہ (شہر) سے پوچھو کہ مرسیہ (شہر) پر کیا گزری یاد رکھو کہیں مشہور شہر شاطبہ اور جیان نظر بھی آتے ہیں۔

(۸) وہ قرطبہ کہاں ہے جو کبھی علوم کا گہوارہ تھا۔ پس کتنے ہی یہاں کے عظیم الشان علماء تھے جن کی شان بلند و بالا ہوئی۔

(۹) کہاں ہے حمص اور اس کی سیر گاہیں اور اس کا شیریں دریا کہاں ہے جو پانی سے بھرپور اور جاری رہتا تھا۔

(۱۰) یہ شہر ملک کے ستون تھے پس جب ستون گر جائیں تو عمارت کب رہتی ہے۔

(۱۱) دین اسلام ان حالات کو دیکھ کر رو رو کر یوں بے حال ہو رہا ہے جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کی محبت میں دیوانہ ہو جاتا ہے۔

(۱۲) ہاں ان علاقوں اور گھروں پر آہ و بکا کرتا ہے جو مسلمانوں سے خالی ہیں اور ویران اور کھنڈر بن گئے ہیں اور کفار سے آباد ہیں۔

(۱۳) اور وہاں کی مساجد۔ گرجوں میں بدل چکی ہیں اور انہیں صرف ناقوس اور صلیبیں نظر آتی ہیں۔

(۱۴) اے غافل! تیرے لئے اس زمانہ میں بڑی سبق آموز باتیں ہیں۔ اگر تو محوِ خواب ہے تو یاد رکھ کہ زمانہ شب بیدار ہے۔

(۱۵) اور اے وہ مسلم جو اپنے علاقے میں اکڑ اکڑ کر چل رہا ہے اور غفلت کا شکار ہے کیا حمص کے ہاتھ سے جانے کے بعد بھی تجھے تیرا وطن دھوکہ دے رہا ہے اور تو اس پر خوش ہو رہا ہے۔

(۱۶) یہ ایسی عظیم مصیبت ہے کہ اس نے سابقہ مصائب کو بھلا دیا ہے اور یہ کبھی نہیں بھولے گی۔ خواہ زمانہ کتنا لمبا ہو جائے۔

(۱۷) اے عمدہ نسل اور پتلی کمر والے گھوڑوں پر جو گھوڑ دوڑ کے میدان بازوں کی طرح اڑائے جا رہے ہیں۔ سوار ہونے والو!

(۱۸) جو تیز ہندی اندھیرے میں آگ کی طرح چمکتی ہوئی تلواروں کو اٹھائے ہوئے ہو۔

(۱۹) اور اے وہ لوگو! جو سمندر پار اپنے ملکوں میں بڑے امن و آرام اور عزت اور سطوت میں بڑے خوش خوش زندگی کی بہاریں لوٹ رہے ہو۔

(۲۰) کیا تمہیں اہالیانِ اندلس کے حال کی بھی کچھ خبر ہے۔ "قافلے ان کے قصے" کا ہی تذکرہ کر رہے ہیں۔

(۲۱) تم مسلمان ہو کر کیوں ایک دوسرے سے قطع تعلق کئے ہوئے ہو۔ اے اللہ کے بندو! تم تو بھائی بھائی ہو

(۲۲) کیا تم میں ایسے بلند ہمت نفوس نہیں ہیں جو اس ذلت کو قبول کرنے سے انکار کر رہے ہوں۔ کیا اس نیکی کے کام میں مدد اور تعاون کے لئے تم میں سے کوئی بھی تیار نہیں۔

(۲۳) اس قوم کو ذلت سے بچانے والا کون ہے۔ جسے پہلے عزت حاصل تھی۔ کفر و سرکشی کے لشکروں نے کیسے ان کی حالت بدل کر رکھ دی ہے۔

(۲۴) کل تک ان کی یہ شان تھی کہ اپنی فرودگاہوں میں بادشاہوں کی حیثیت سے رہتے تھے اور آج بلادِ کفار میں وہ غلاموں کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

(۲۵) اگر تمہیں ان کو اس حال میں دیکھنے کا موقع ملے کہ وہ بالکل حیران و ششدر پھر رہے ہیں اور ان کا کوئی راہ نما نہیں۔ تو سمجھ لو کہ وہ ذلت کے رنگا رنگ کے لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں۔

(۲۶) اور جب ان کو بطور غلام بیچا جاتا ہے تو ان کی آہ وزاری کو دیکھے تو یہ نظارہ تیرا دل ہلا دے اور تجھ پر رنج وغم کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں۔

(۲۷) کتنی ہی مائیں اور بچے ہیں جن کے درمیان یوں جدائی ڈال دی گئی جیسے روح وجسم الگ الگ کئے جاتے ہیں۔

(۲۸) اور کتنی ہی لڑکیاں ہیں جو حسن میں طلوع آفتاب کی مانند ہیں اور گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔

(۲۹) انہیں مسلمانوں کے دشمن ہوس کا نشانہ بنانے کی غرض سے زبردستی لے جا رہے ہیں۔ ایسے حال میں اُن کی آنکھیں آہ وزاری کر رہی ہیں اور دل مارے غم کے حیران و پریشان ہیں۔

(۳۰) ایسے روح فرسا نظارے دیکھ کر دل مارے غم کے گھلا جاتا ہے۔ ہاں وہ دل جو ایک حقیقی مسلمان اور حقیقی مومن کا دل ہو۔

(الادب والنصوص صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ ۱۹۶۱ء)

یہ ماتم کسی شاعر کی شاعری نہیں تھی یہ ابوالبقاء الرندی کی آواز نہیں تھی — یہ ہر اُس مسلمان دِل کی چیخ تھی جو گزشتہ پانچ صدیاں جنم لیتا رہا یہ وہ آنسو تھے جو ساری کائنات پانچ سو سال سپین میں گم ہوتی ندائے نعرہ تکبیر پر بہاتی رہی — لیکن —

ایمان جو ثریا پر تھا — زمین پر اُتر آیا —
رُوح کی گھائل چیخ — نغمہ بن گئی —
آہ — تحسین کا رُوپ دھار گئی —
فریاد — عمل کا پیغام ہو گئی — جب —
پانچ سو سال کی تاریک رات کے بعد —

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے — ۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو اِن دُعاؤں کے ساتھ سرزمین طارق میں۔
پہلی مسجد کا سنگِ بُنیاد رکھا!

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

رَبَّنَا اسْتَجَبْتَ دُعَاءَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) وَبَعَثْتَ فِيْنَا رَسُوْلًا مِّنَّا - تَلٰى عَلَيْنَا آيَاتِكَ وَ عَلَّمَنَا الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ - وَزَكَّانَا بِقُوَّتِهِ الْقُدْسِيَّةِ وَاَحْيَانَا بِحَيَاتِهِ الْاَبَدِيَّةِ - وَنَوَّرَنَا بِنُوْرِهِ الَّذِيْ وَسِعَ الزَّمَانَ وَالْمَكَانَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - رَبَّنَا بِفَضْلِكَ اَعْطَيْتَنَا عَقْلًا سَلِيْمًا وَّ قَلْبًا مُّنِيْبًا - فَنَجْهَدُ جُهْدَنَا اَنْ لَّا نَرْغَبَ عَنْ مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَلَا عَنْ دِيْنِ مُصْطَفٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ -

رَبَّنَا قُلْتَ لَنَا اَسْلِمُوْا : اَسْلَمْنَا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
اَسْلَمْنَا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
اَسْلَمْنَا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا - رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ج

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○

ترجمہ:-

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ابراہیمؑ اس گھر کی بنیادیں اُٹھا رہا تھا اور (اس کے ساتھ) اسماعیلؑ بھی (اور وہ دونوں کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے رب ہماری طرف سے (اس خدمت کو) قبول فرما تو ہی (ہے جو) بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب اور (ہم یہ بھی التجا کرتے ہیں کہ) ہم دونوں کو اپنا فرماں بردار (بندہ) بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک فرماں بردار جماعت (بنا) اور ہمیں ہمارے (مناسب حال) عبادت

کے طریق بتا اور ہماری طرف (اپنے) فضل کے ساتھ توجہ فرما یقیناً تو (اپنے بندوں کی طرف) بہت توجہ کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اے ہمارے رب! تُو نے حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل (علیہما السلام) کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ہم ہیں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا عظیم رسول ہم میں مبعوث فرمایا جس نے تیری آیات ہمیں پڑھ کر سنائیں اور ہمیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دی اور اپنی قوتِ قدسیہ سے ہمارا تزکیہ فرمایا اور ہمیں اپنی جاودانی حیات سے زندہ کیا اور ہمیں ایک کامل نور سے منور کیا جس کا زمانہ قیامت تک زمانی و مکانی اعتبار سے پھیلا ہوا ہے۔ اے ہمارے رب! تو نے ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائی اور قلب منیب عطا کیا۔ اے ہمارے رب! ہم پوری کوشش کریں گے کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین سے نہ ہٹیں اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے جو کہ خاتم النبیین ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے ہمیں حکم فرمایا کہ فرمانبرداری اختیار کرو۔ اے ہمارے رب! ہم فرماں برداری اختیار کرتے ہیں۔ ہم فرماں برداری اختیار کرتے ہیں۔ ہم فرماں برداری اختیار کرتے ہیں۔

اے ہمارے رب! ہم نے یقیناً ایک ایسے پکارنے والے کی آواز جو ایمان (دینے) کے لئے بلاتا ہے (اور کہتا ہے) کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سُنی ہے۔ پس ہم ایمان لے آئے اس لئے اے ہمارے رب تو ہمارے قصور کو معاف کر اور ہماری بدیاں ہم سے مٹا دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ (ملاکر) وفات دے۔

اے ہمارے رب ہمیں وہ (کچھ) دے جس کا تو نے اپنے رسولوں (کی زبان) پر ہم سے وعدہ کیا ہے اور قیامت کے دن ہمیں ذلیل نہ کر تا تو اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ چنانچہ ان کے رب نے (یہ کہتے ہوئے) ان کی (دعا) سُن لی کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ مرد ہو یا عورت۔ ضائع نہیں کروں گا۔

اے ہمارے رب! تو ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت (کے سامان) عطا کر۔ یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔

سپین
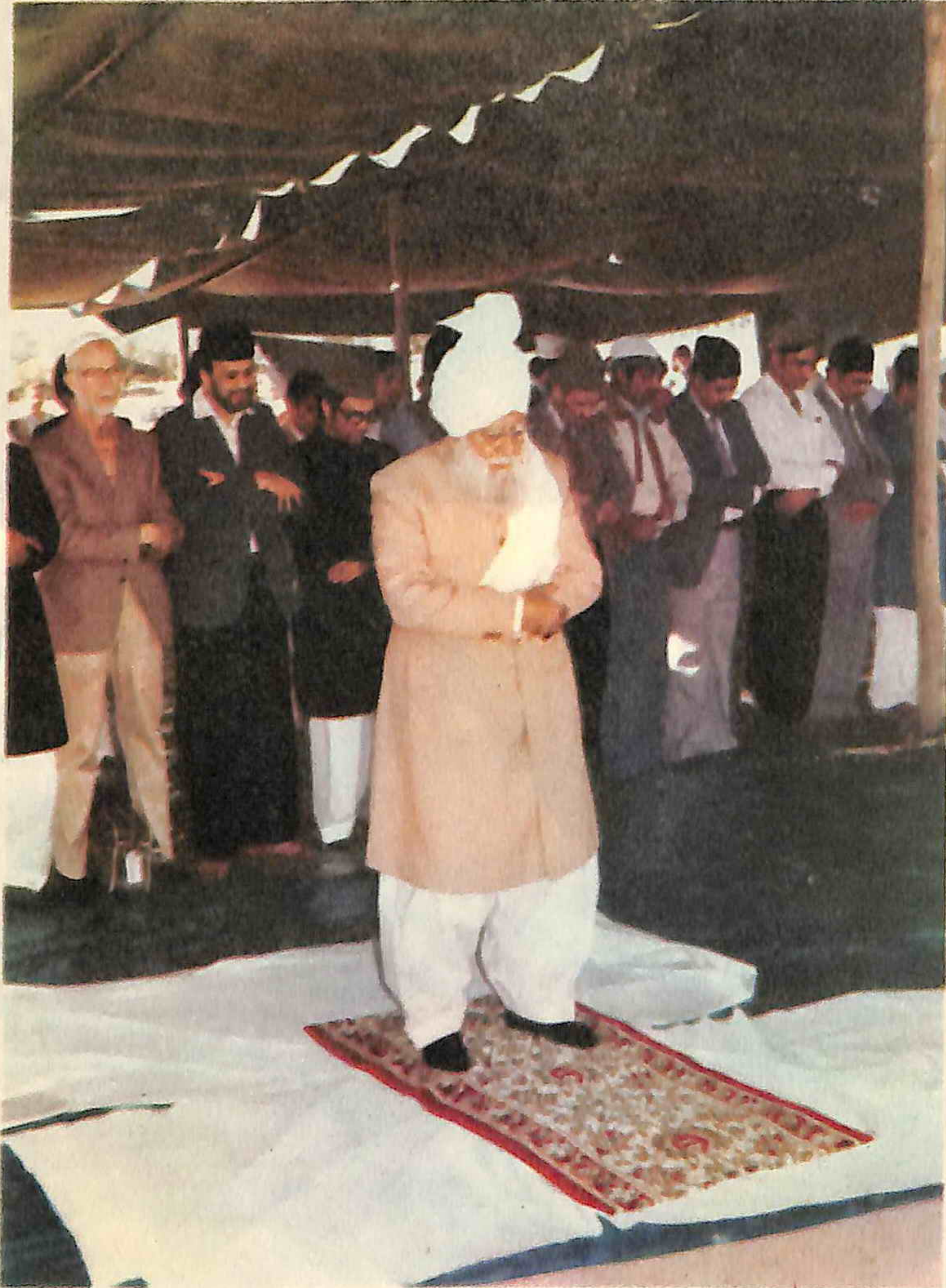
پیڈرو آباد میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھے جانے سے قبل نمازِ ظہر کا ایک منظر

کی مسجد کے پلاٹ پر
یدہ اللہ اپنے خدام
ہمراہ۔ حضور کے بائیں
مسجد کے آرکیٹکٹ
اور مقامی گورنر
کا نمائندہ ہے۔

مسجد کے سنگِ بنیاد سے قبل حضور ایدہ اللہ ایک سِل پر ہاتھ رکھ کر دعاؤں کا ورد فرما رہے ہیں۔
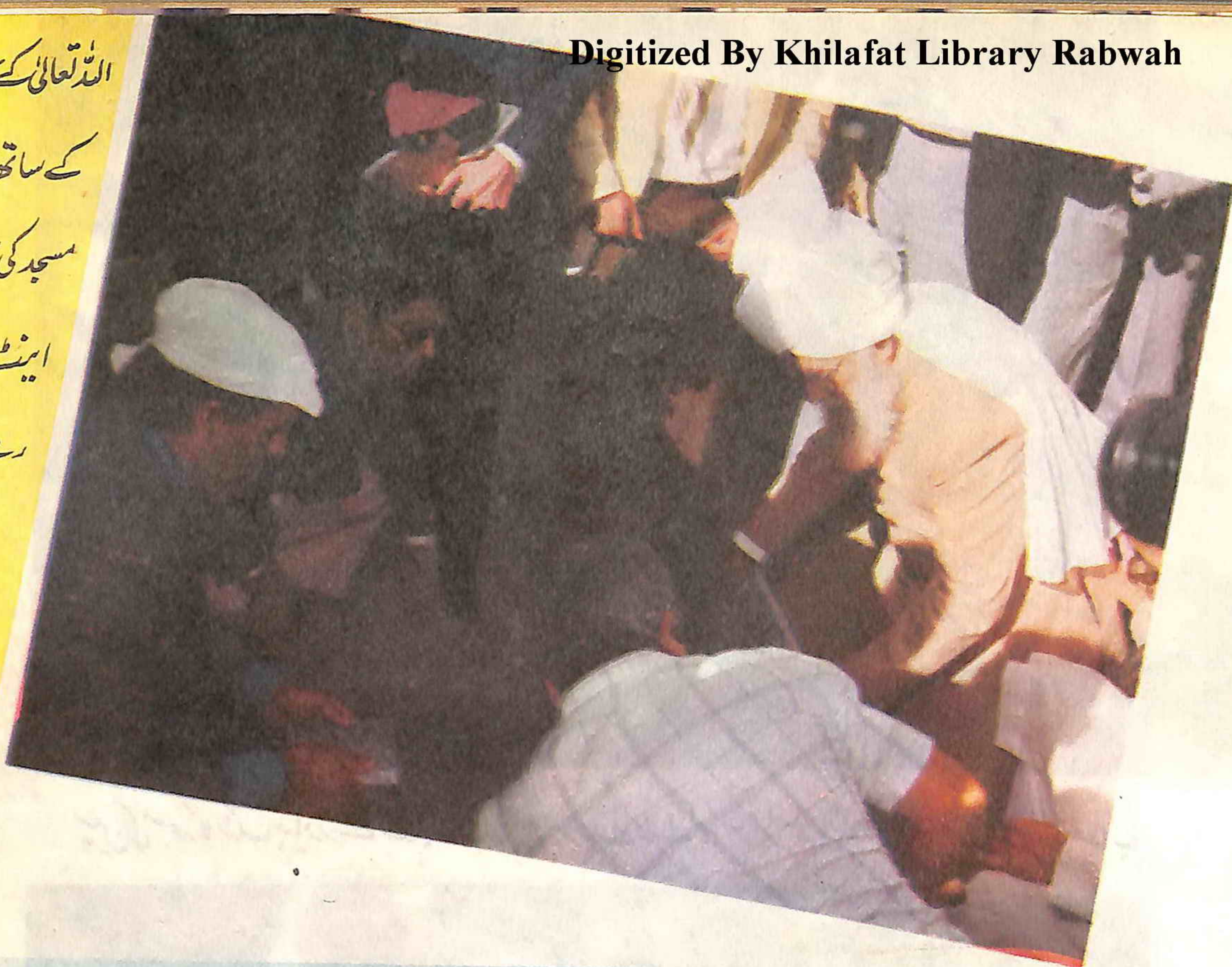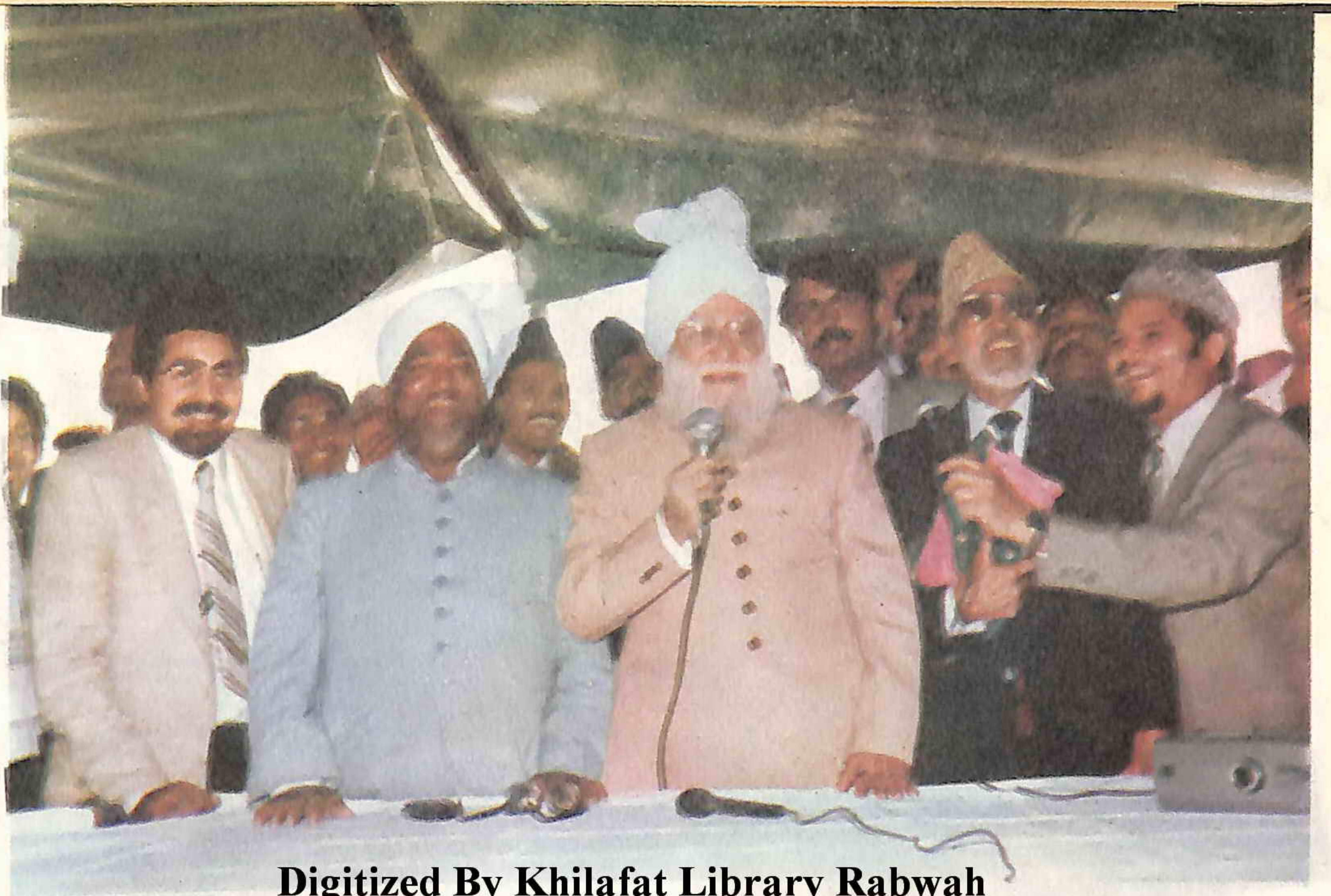
سپین کی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد وہاں جمع ہو جانے والے کئی سو غیر مسلم باشندوں سے حضور ایدہ اللہ کا خطاب۔
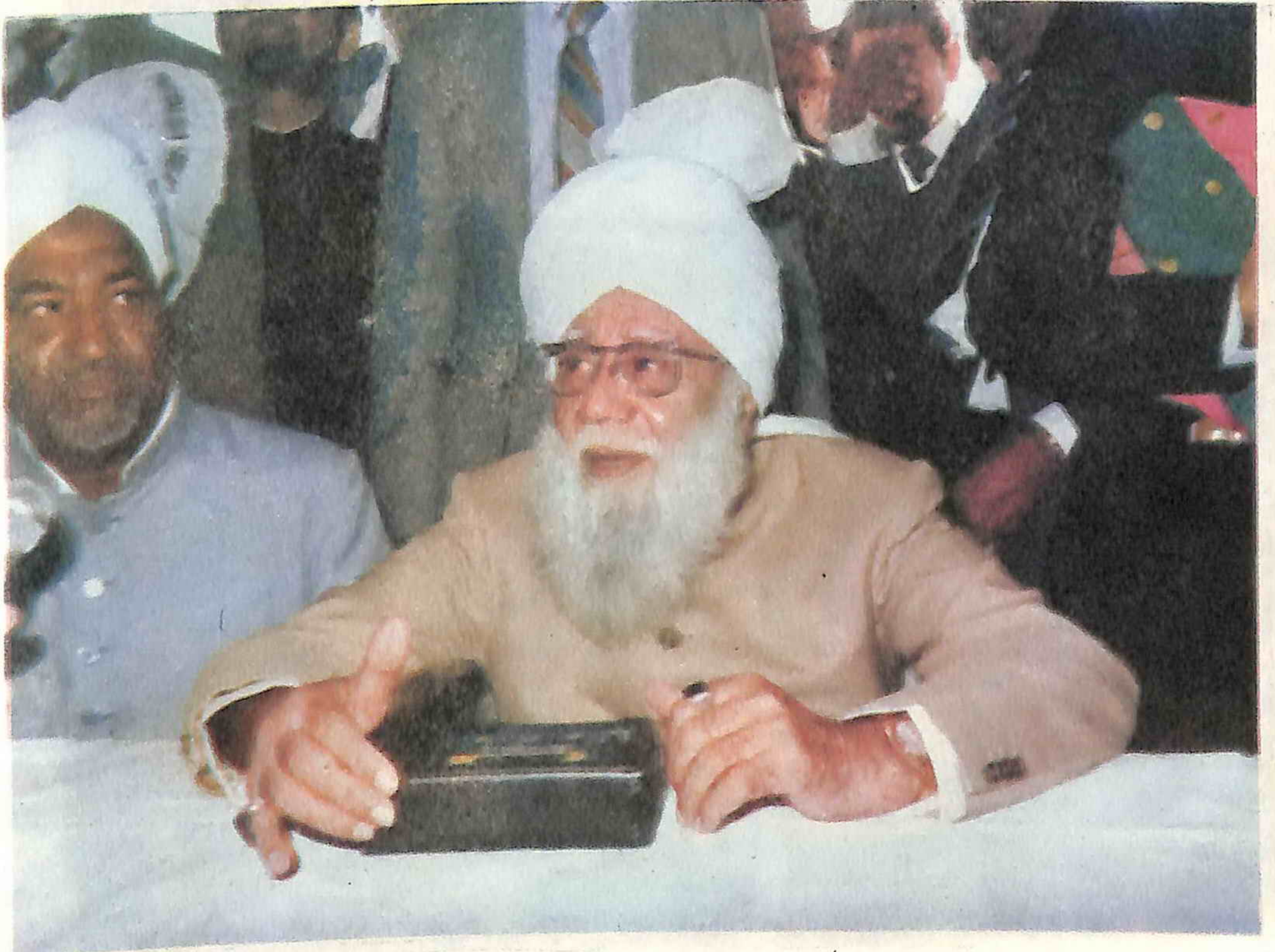
مسجد کے سنگِ بنیاد کے بعد حضور ایدہ اللہ پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں۔
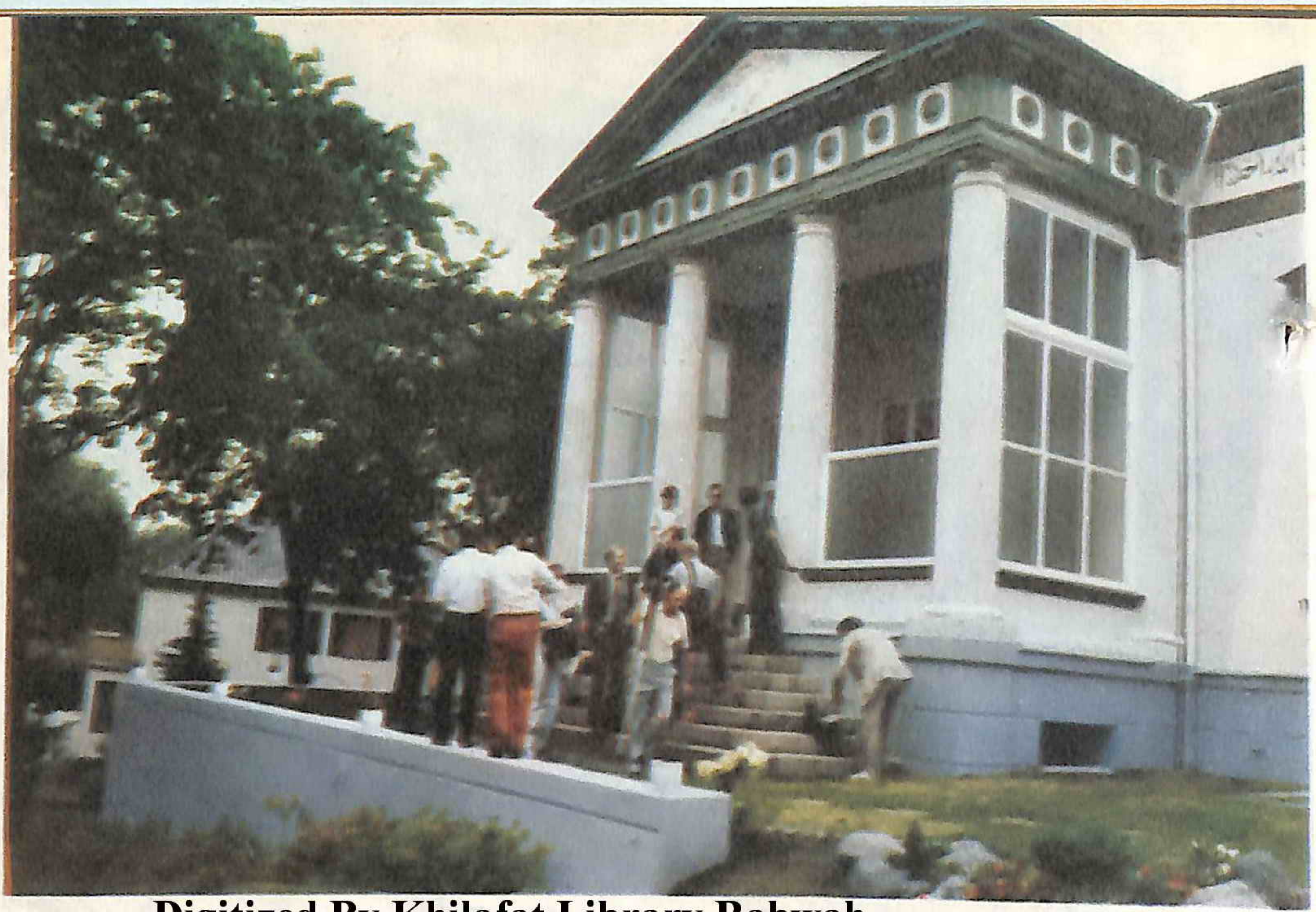
ناروے میں پہلی مسجد جس کا افتتاح حضور ایدہ اللہ نے حالیہ دورہ میں فرمایا۔
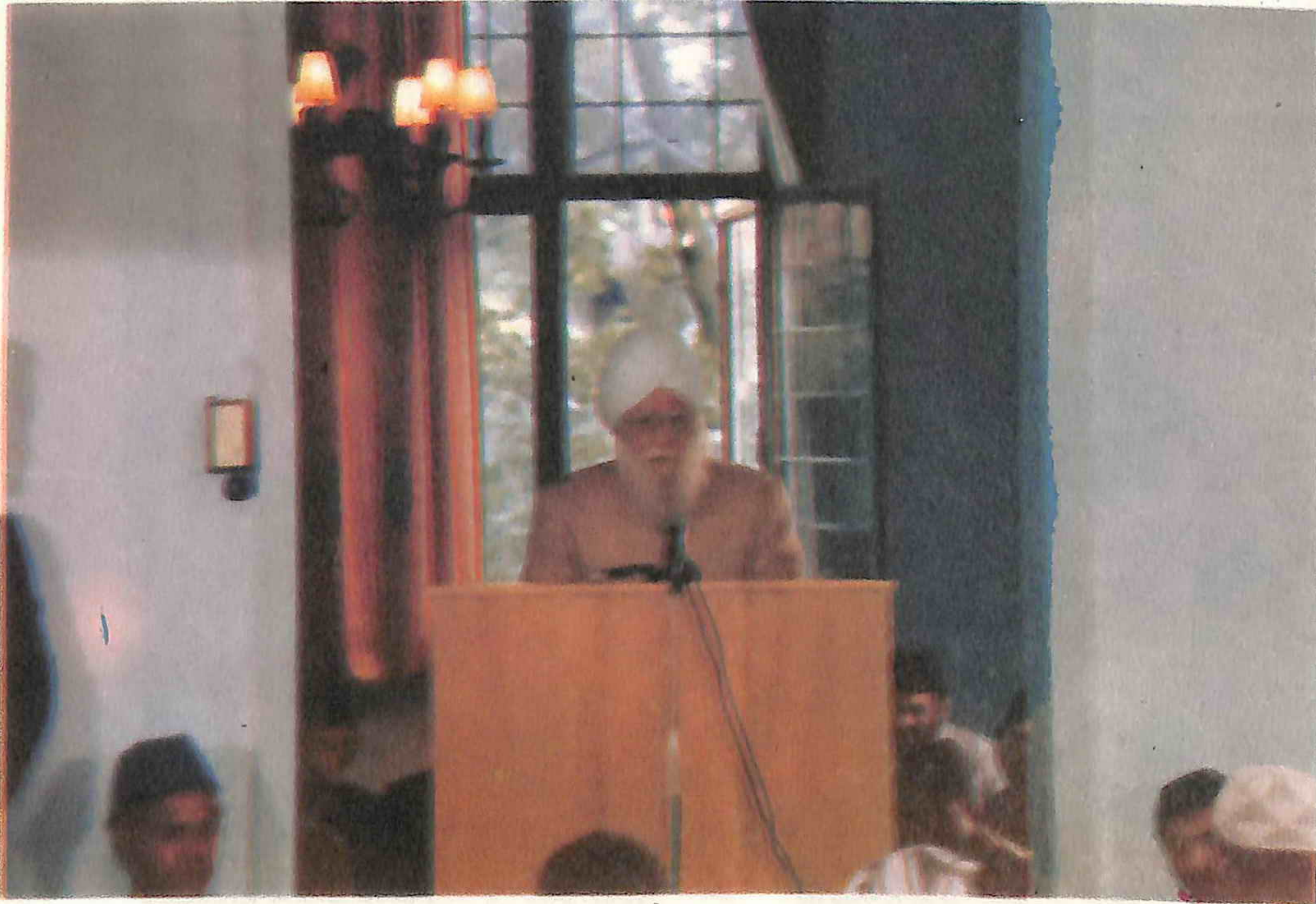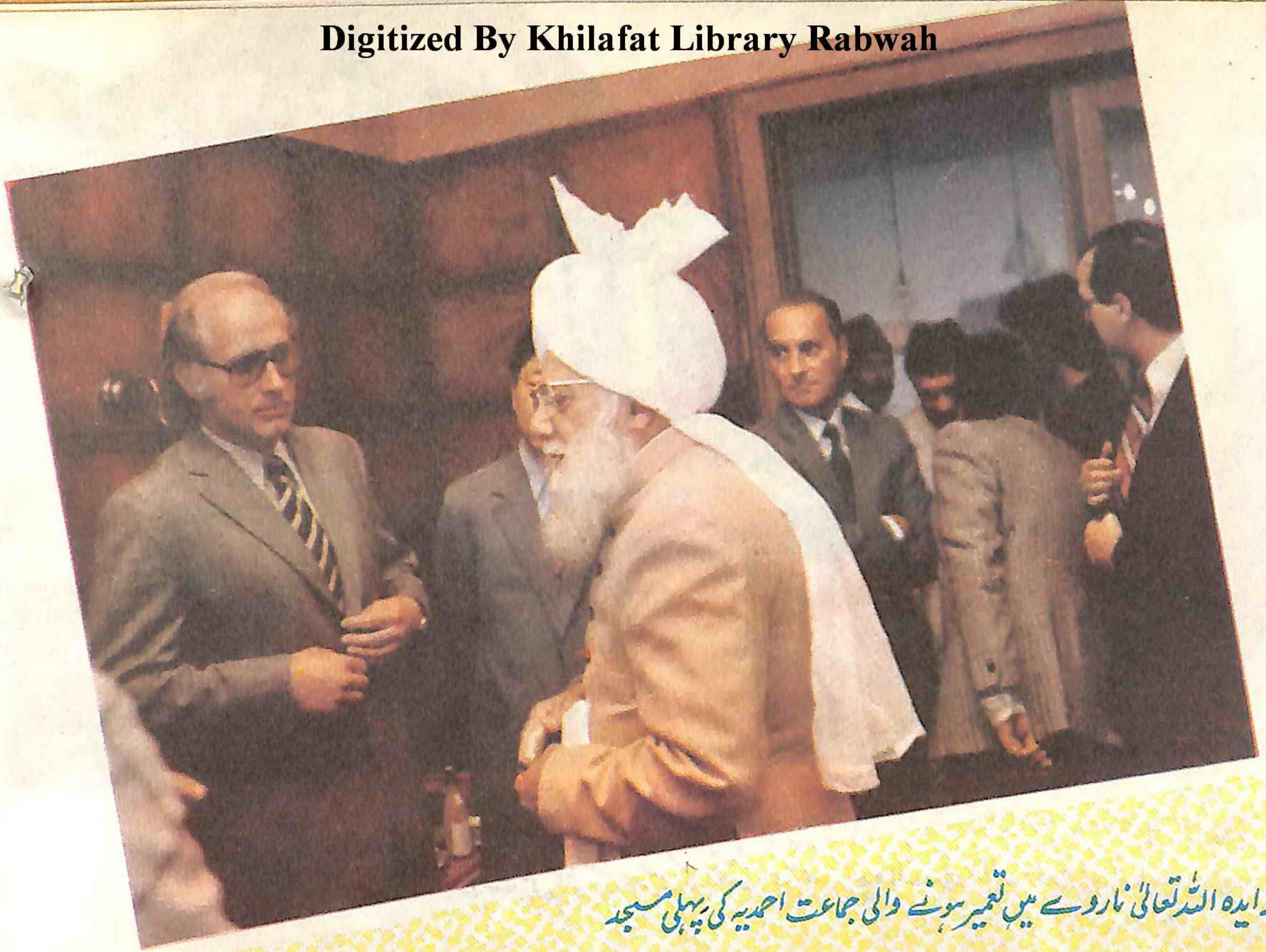
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ناروے میں تعمیر ہونے والی جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد
کے افتتاح کے موقعہ پر مہمانوں کے ساتھ۔
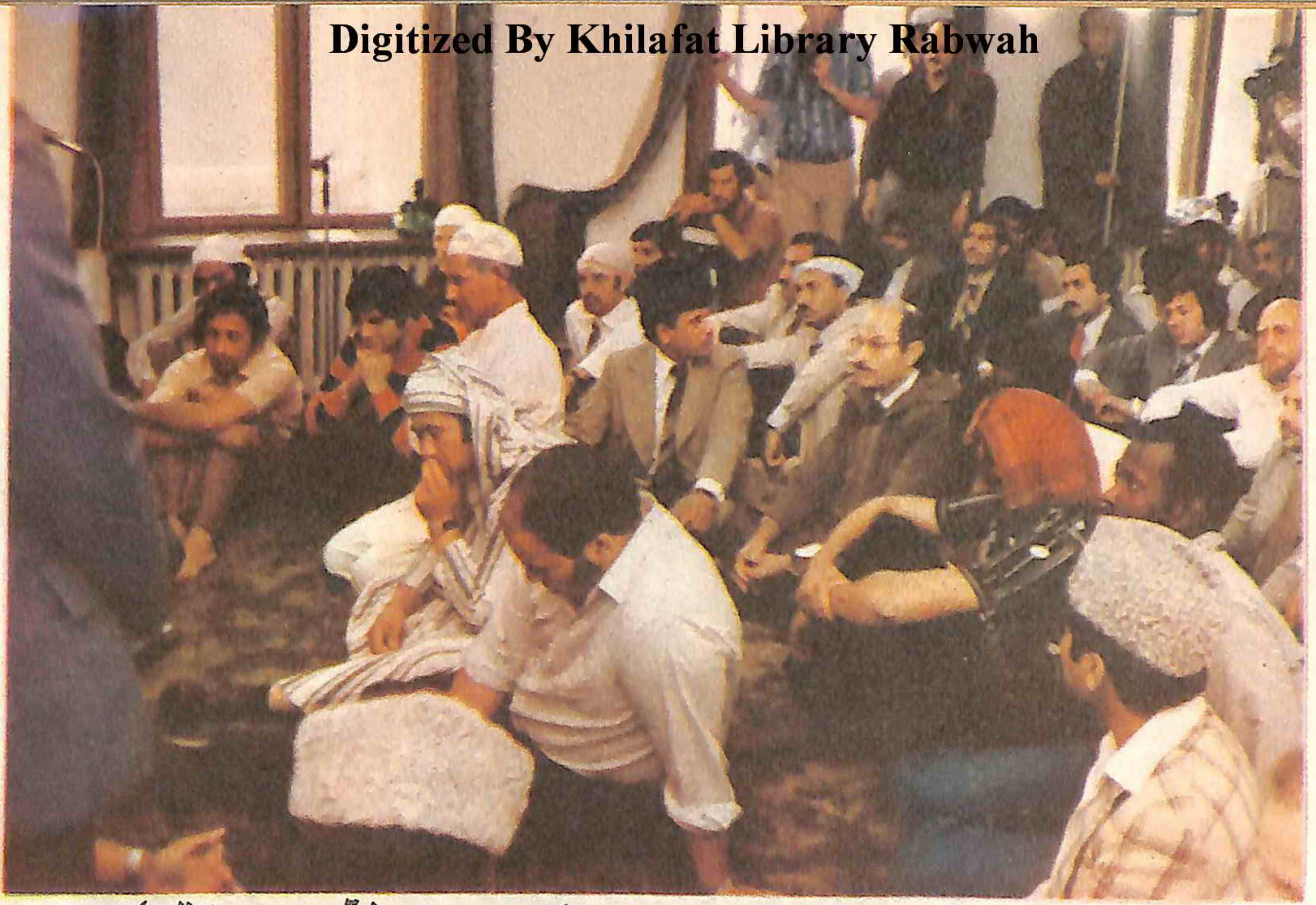
یکم اگست ۱۹۸۰ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناروے میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا افتتاح فرمایا۔ افتتاح کے موقعہ پر
احباب جماعت خطبہ جمعہ سُن رہے ہیں۔

اوسلو (ناروے) کے میئر سے ملاقات کا ایک منظر
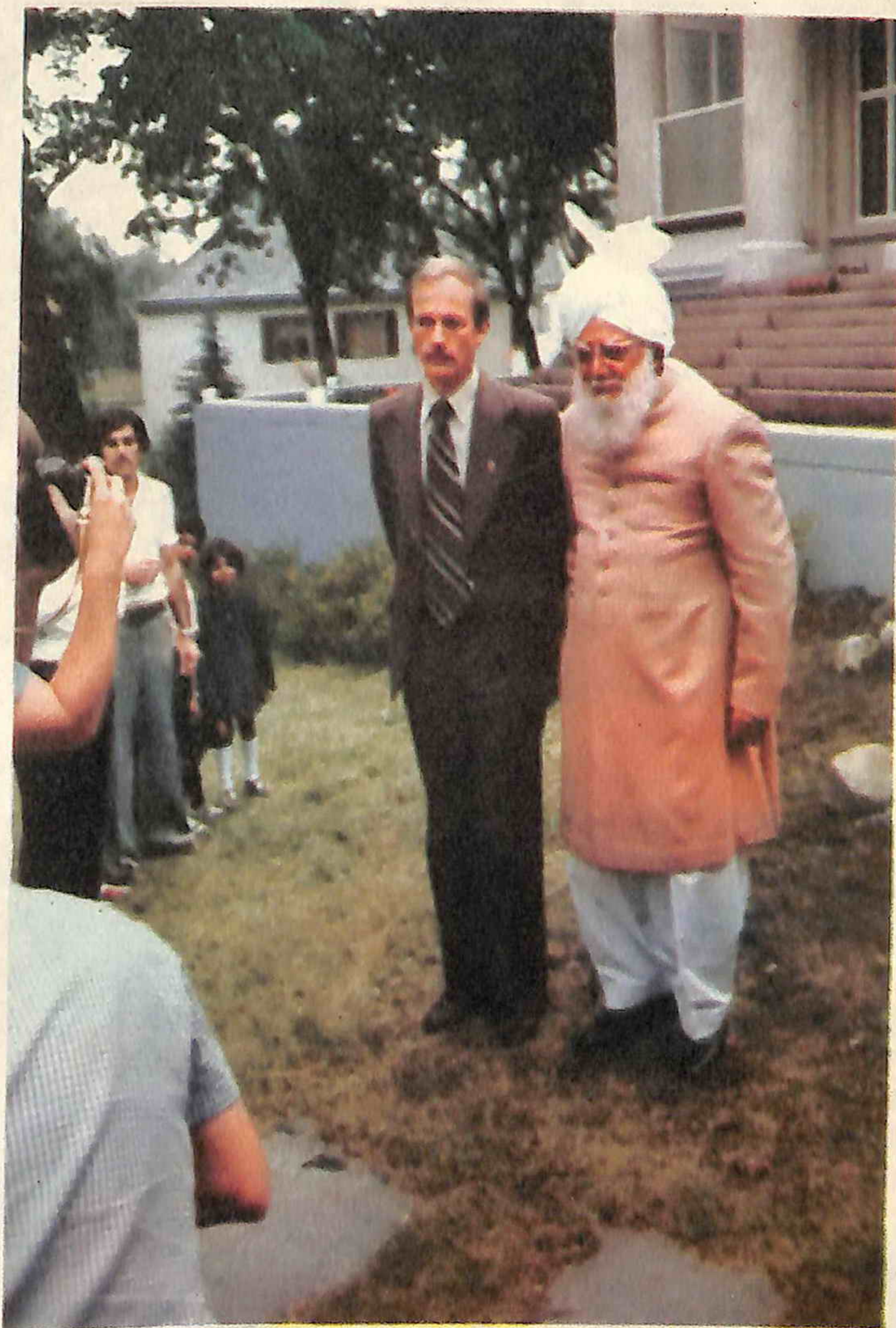
جماعت احمدیہ ناروے کے پریذیڈنٹ اپنے آقا کے ساتھ۔

ہسپانیہ

جناب اقبال احمد نجم

براعظم یورپ کے انتہائی جنوب مغربی کنارہ پر واقع جزیرہ نما خوبصورت ملک گوناگوں صفات کا حامل ہے۔ اس کی مٹی بڑی زرخیز اور اس کا پانی نہایت شیریں ہے۔ اس کی ہوائیں عنبر و ریحان کی خوشبوؤں سے معطر ہیں۔ یہ سرزمین اپنی آب و ہوا میں شام کی مانند ہے تو اپنی ہمواری اور اعتدال کی وجہ سے یمن کی طرح یہ اپنی خوشبو اور ذکاء میں ہندوستان ہے تو اپنی عظمت و جبابت میں اہواز ہے۔ اور معدنیات کے لحاظ سے اگر چین کی طرح ہے تو ساحلی نفع رسانیوں کے باعث عدن کا حکم رکھتی ہے۔ اور علماء و حکماء اور فلاسفروں کے لحاظ سے یونان سے بھی کہیں بڑھ کر ہے ۵۰۳۰۰۰ مربع کلومیٹر پر مشتمل اس خطہ ارض کی تاریخ بہت پرانی ہے۔

اس کی وجہ تسمیہ کے باب میں لکھا گیا ہے کہ یہاں کسی زمانہ میں اندلس بن طول بن یافث بن نوح آکر آباد ہوئے تھے اور ان کی طرف ہی اس ملک کو منسوب کر دیا گیا۔ بعد میں ایک رومن بادشاہ اشبان بن نیطش نے یہاں قبضہ جمایا تو اس کی نسبت سے یہ اشبانیہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اور ہسپانیہ اسی کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ کتاب صفۃ جزیرۃ الاندلس میں یہ بھی لکھا ہے کہ زمانہ قدیم میں اس کا نام ابارِیہ تھا۔ پھر باطقہ ہوا جس کے بعد اشبانیہ ہو گیا اور بعض مورخین اس کا ابتدائی نام اصبہان بتاتے ہیں۔

یہاں مختلف زمانوں میں حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے "ای بے رونر" نام کی عبرانی قوم فرانس کی طرف سے آنے والی "سلتا پیرا" قوم جنوبی علاقوں سے آنے والی فونیشیا نسل جرمنی سے تعلق رکھنے والی گاتھ قوم اور یونانیوں کے علاوہ یورپ کی ایک وحشی قوم ونڈال آباد رہی۔ یہاں تک کہ مسلمان یہاں آئے اور سات سو برس تک بڑی شان و شوکت کے ساتھ رہے۔ ان کے نقوش آج بھی ان کی عظمتِ رفتہ کا

بڑی شدت سے احساس دلاتے ہیں۔

مسلمانوں کے عہد میں یہاں کے مشہور شہر مندرجہ ذیل تھے جو مختلف عجیب و غریب صفات اور خوبیوں کے حامل تھے:۔

طلیطلہ:

یہاں کا گیہوں برس تک خراب نہیں ہوتا کئی پشت کے بعد ویسا ہی نکلتا ہے۔ زعفران کثرت سے ہوتا ہے۔ دریاؤں میں عنبر بہت ہوتا ہے۔ پانچ قسم کی خوشبوئیں یہاں پائی جاتی ہیں اس کا نام قیصر نے اپنی زبان میں طلیطلہ رکھا تھا جس کے معنی خوش رہنے والے کے ہیں۔ طارق کو طلیطلہ میں بہت ذخائر ملے تھے۔ ۱۷۰ تاج یاقوت اور جواہرات۔ سونے چاندی کے برتن وغیرہ۔

غرناطہ:

اندلس کی زبان میں اس کے معنے انار کے ہیں۔ سمندر کے نزدیک یہ شہر اندلس کا دمشق ہے۔ یہاں بہت قلعے ہیں۔ یہ دریائے شنیل (جنیل) پر آباد ہے سیرگاہیں بہت ہیں۔ زراعت بہت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں سرقسطہ کی نہر خلق کا پانی موسیٰ بن نصیر نے پیا تو کہا کہ ایسا پانی اندلس بھر میں کہیں نہیں پیا۔

امالقہ:

یہاں کا انار اعربی اور ایاقوتی مشہور تھا۔ بادام اور انجیر تمام بلاد میں جاتے تھے۔ جبل الطارق کے پاس بندرگاہ ہے اور نہایت اہم مقام ہے۔

قرطبہ:

یہاں ایک مسجد اور پُل خاص طور پر مشہور ہیں۔ ابن حیان کے نزدیک پُل حضرت عمر بن عبدالعزیز رض کے حکم سے بننا شروع ہوا تھا۔ اُن ہی کے حکم سے یہ مقام دارالسلطنت قرار پایا۔ تیسری چیز قصر زہرا ہے اور چوتھی چیز علم ہے جو سب سے بڑی چیز ہے۔
قرطبہ مرکز اسلام اور دنیا بھر کے علماء کا مجمع تھا۔ تمام سیاحوں کا مرجع اور علما کا معدن

اشبیلیہ:

ہوا معتدل۔ عمارات خوبصورت۔ دریا بہت بڑا۔ بادشاہان عجم قیامگاہ کے طور پر اشبیلیہ۔ قرطبہ۔ طلیطلہ اور قرمونہ کو ہی پسند کرتے تھے۔ زیتون اور انجیر بہت ہے۔ ابن مفلح نے لکھا ہے کہ اشبیلیہ بلاد اندلس کی دلہن ہے۔ اس کے سر پہ شرف کا تاج ہے اور دریا اعظم گلوبند ہے۔

سرقسطہ:

لکھا ہے کہ یہاں سانپ نہیں آتا۔ کھانا نہیں سڑتا۔ سو برس کے گیہوں چھ برس کے انگور۔ چار برس کے آڑو۔ انجیر۔ حب الملوک۔ سیب خشک۔ آلو بخارہ اور بیس برس سے باقلہ اور نخود رکھا ہوا دیکھا گیا۔

اور کپڑے میں کیڑا نہیں لگتا۔

موجودہ جغرافیائی تقسیم:

موجودہ سپین کو ہم آٹھ حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ یہ تقسیم اس کی آب و ہوا اور موسم۔ پہاڑوں اور جنگلات اور سمندروں کے اثرات کی وجہ سے کی جاتی ہے:۔

(۱) شمال مغربی پہاڑی علاقہ
(۲) درمیانی میدانی علاقہ۔
(۳) پرانا کاستیجا۔
(۴) نیا کاستیجا
(۵) عبرو دریا کی وادی۔
(۶) شمالی کتالونیا۔
(۷) اندلسیہ
(۸) شمالی علاقے اور جزائر۔

دو اطراف سے ہوائیں چلتی ہیں۔ بحیرہ روم کی طرف سے اور بحیرۂ اوقیانوس کی طرف سے۔ بحیرہ اوقیانوس کی ہواؤں سے زیادہ بارش ہوتی ہے اور بحیرہ روم کی ہواؤں سے کم بارش ہوتی ہے۔ بحیرۂ روم گرم سمندر ہے اور بحیرہ اوقیانوس سرد۔ ان ہواؤں سے موسموں میں اعتدال پیدا ہوتا ہے۔ گالیسیا اور باسکو کے علاقہ میں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ فرانس کے ساتھ والے علاقوں میں کوہ پائرنین کی وجہ سے سردی خاصی ہوتی ہے۔ بحیرہ روم کا خطہ معتدل ہے۔ پھولوں اور پھلوں کی بہتات ہے۔ درمیانی علاقہ کم بارش والا میدانی علاقہ ہے۔ اندلسیہ میں موسم معتدل ہے۔ زراعت کے لئے بہترین علاقہ ہے۔ اراغون۔ بالینہ۔ مرسیہ۔ اشبیلیہ اور غرناطہ زرخیز میدانی علاقے ہیں۔

سواحل سمندر تینوں طرف پائے جاتے ہیں۔ خلیج باسکے کی طرف کا ساحل اونچا ہے اور پہاڑی ہے خلیج باسکے اور کھاڑیاں خوبصورت اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ بحیرۂ اوقیانوس کی طرف پانچ بڑے دریا گرتے ہیں۔ مینو۔ دوالے رو۔ تاخو۔ گوادیانا۔ گوادالکبیر۔ یہ ساحل ریتلے ہیں اور زیادہ سیاح اس طرف ہی آتے ہیں۔ بحیرہ روم کا ساحل اونچا بھی ہے اور نیچا بھی اس طرف کریے اوس۔ ناؤ۔ پالوس۔ گاتا اور بالنیا کی کھاڑیاں ہیں اور دریائے عبرو گرتا ہے۔ معتدل ہونے کی وجہ سے یہ بھی سیاحوں کا مرکز ہے۔

بحیرۂ روم میں بالنیا سے ۵۸ کلو میٹر کے فاصلے پر " بالے اراش کے جزائر " ہیں جن میں میہ رقہ۔ مینورقہ ابیس۔ فورمینتے را۔ کابریرا کے جزائر سیاحوں کا مرکز ہیں۔

بحیرۂ اوقیانوس میں جزائر لاس پالما۔ تنرفیے ہیرو۔ گومیرا۔ فورتے بنتورا۔ لانزاروتے پائے جاتے ہیں۔ جو بہت خوبصورت ہیں اور سیاحوں کا مرکز ہیں۔

انتظامی لحاظ سے سپین کو ۱۵ ریجن اور انہیں ۵۳ ضلعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

یہ دریاؤں اور جھیلوں کی سرزمین ہے۔ زراعت ماہی گیری۔ ریوڑ بانی۔ جنگلات۔ شکارگاہیں اور سیاح ان کے ذرائع آمدنی ہیں۔ ریشم کے کیڑے بھی پالے جاتے ہیں اور گھوڑوں کی پرورش بھی کی جاتی ہے۔ معدنیات کی بھی کثرت ہے۔ زرعی پیداوار میں گیہوں۔ چنا۔ مسور آلو۔ مکئی۔ چاول۔ جو۔ ترکاریاں اور پھل ہیں۔ دودھ سے عمدہ پنیر تیار کیا جاتا ہے۔ زیتون کا تیل اور انگور کی پیداوار بھی بہت زوروں پر ہے اون بھی بکثرت ہوتی ہے۔

وادیٔ عبرو میں کاربن اور لوہا پایا جاتا ہے اندلس کے علاقہ میں روئی بھی پیدا ہوتی ہے۔ پیارروجا اور پوٹرتوجانو میں کاربن۔ الماون میں پارہ اور الدوّور میں سکّہ نکالا جاتا ہے۔ المریہ میں زنک۔ فولاد اور سکہ پایا جاتا ہے۔ معدنیات ملک سے باہر بھی بھجوائی جاتی ہیں۔ پوٹرتوجانو میں یہاں کی ریفائنری ہے اور یہ ادرباسکو کا علاقہ انڈسٹری کا علاقہ ہے۔ طلیطلہ میں سامان حرب اب تک تیار ہوتا ہے۔ سپین میں زرعی آلات بھی تیار کئے جاتے ہیں۔ بحیرۂ روم کے خط میں کثرت پھول پائے جاتے ہیں اور پھولوں کی سالانہ نمائش ملک کے بڑے بڑے شہروں میں لگائی جاتی ہے۔ کناریاز اور بالیارس جزائر۔ خوب صورتی زرخیزی کے اعتبار سے بے مثل ہیں۔ گنّا اور کیلے وہاں ہی سے سپین میں آتے ہیں۔

سپین کا ملک رہائش اور خوراک کے اعتبار سے یورپ میں سستا ترین ملک ہے۔

جنوبی امریکہ کے ساتھ خاص تمدنی اور معاشرتی اور جذباتی لگاؤ ہے اور وہ بھی سپین کو قابل عزت سمجھتے ہیں کیونکہ جنوبی امریکہ کے موجودہ بائیس ملک ان کی نوآبادیات رہی ہیں۔ وہ سب سپینش بولتے ہیں اور رومن کیتھولک عقائد رکھتے ہیں۔ سپینش لوگوں کے تہوار مناتے ہیں۔ سپین کے لوگ خوش اخلاق۔ ہنس مکھ۔ مہمان نواز اور زندہ دل ہیں۔ یہاں آپ مغرب اور مشرق کا حسین امتزاج پائیں گے۔

سپینش نسل مخلوط نسل ہے یہ یورپ میں سب سے زیادہ خوبصورت اور انسانی خصائل کے حامل ہیں۔ نئی نسل میں چرچ کی قیود سے آزاد ہونے کا شدید رجحان ہے یہی وجہ ہے کہ گرجوں میں عام طور پر بڑی عمر کے لوگ نظر آتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ مسجد ناصر (گوٹن برگ) میں شہر کے ڈپٹی میئر کے ساتھ محوِ گفتگو ہیں۔ تصویر میں بائیں طرف مکرم منیر الدین احمد صاحب مبلّغ سویڈن ہیں۔
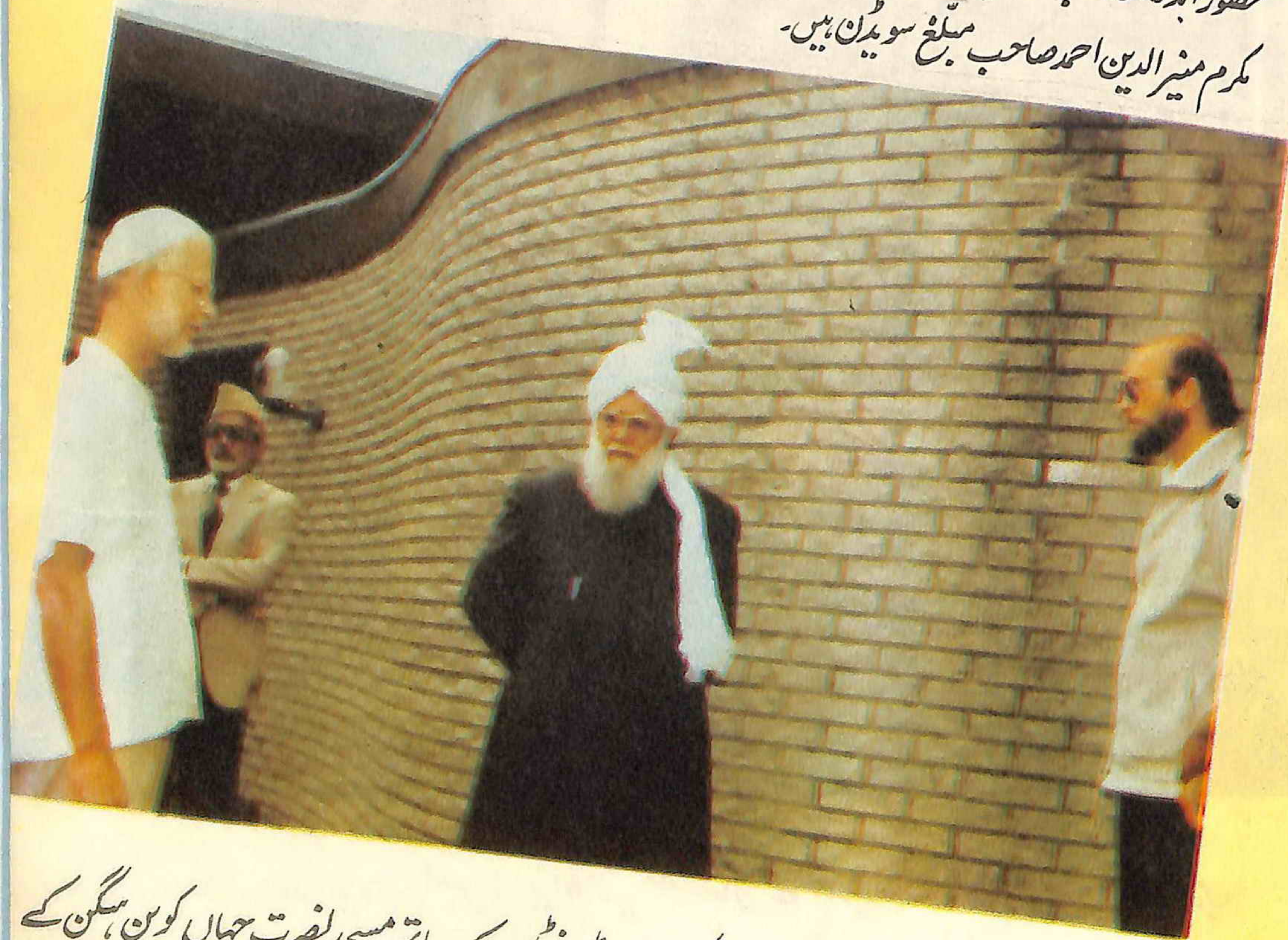
حضور ایدہ اللہ دو ڈینش نومسلموں مسٹر کمال، مسٹر ہینڈسن کے ساتھ مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن کے باہر گفتگو فرما رہے ہیں۔
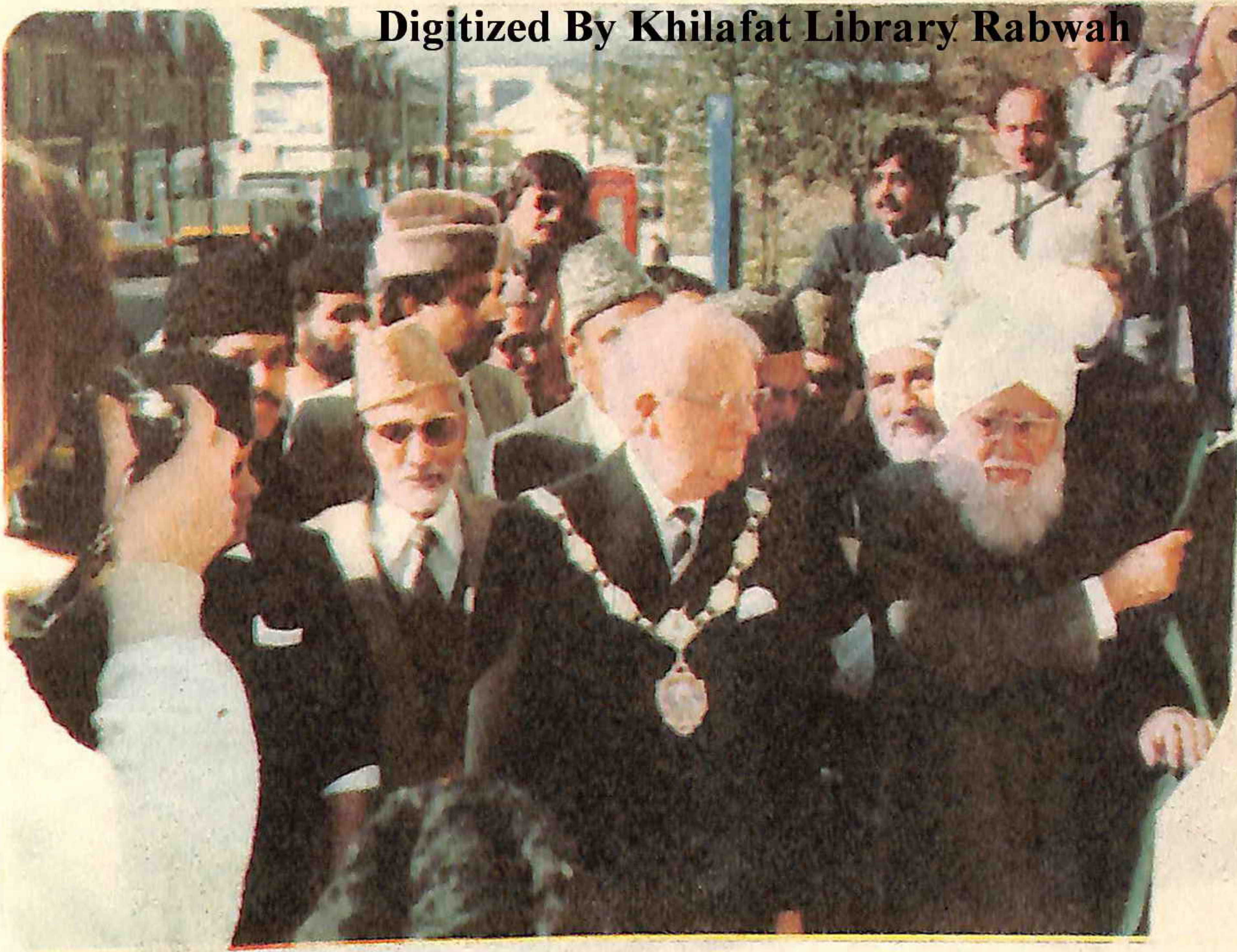
ڈفورڈ (انگلستان) میں
ور ایدہ اللہ نے احمدیہ
ن ہاؤس کا افتتاح
دگاری تختی کی نقاب
کشائی کے ساتھ فرما
رہے ہیں۔ حضور کے
دائیں طرف شہر کے
ٹی میئر کھڑے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان کے عہدیداروں سے خطاب فرما رہے ہیں۔
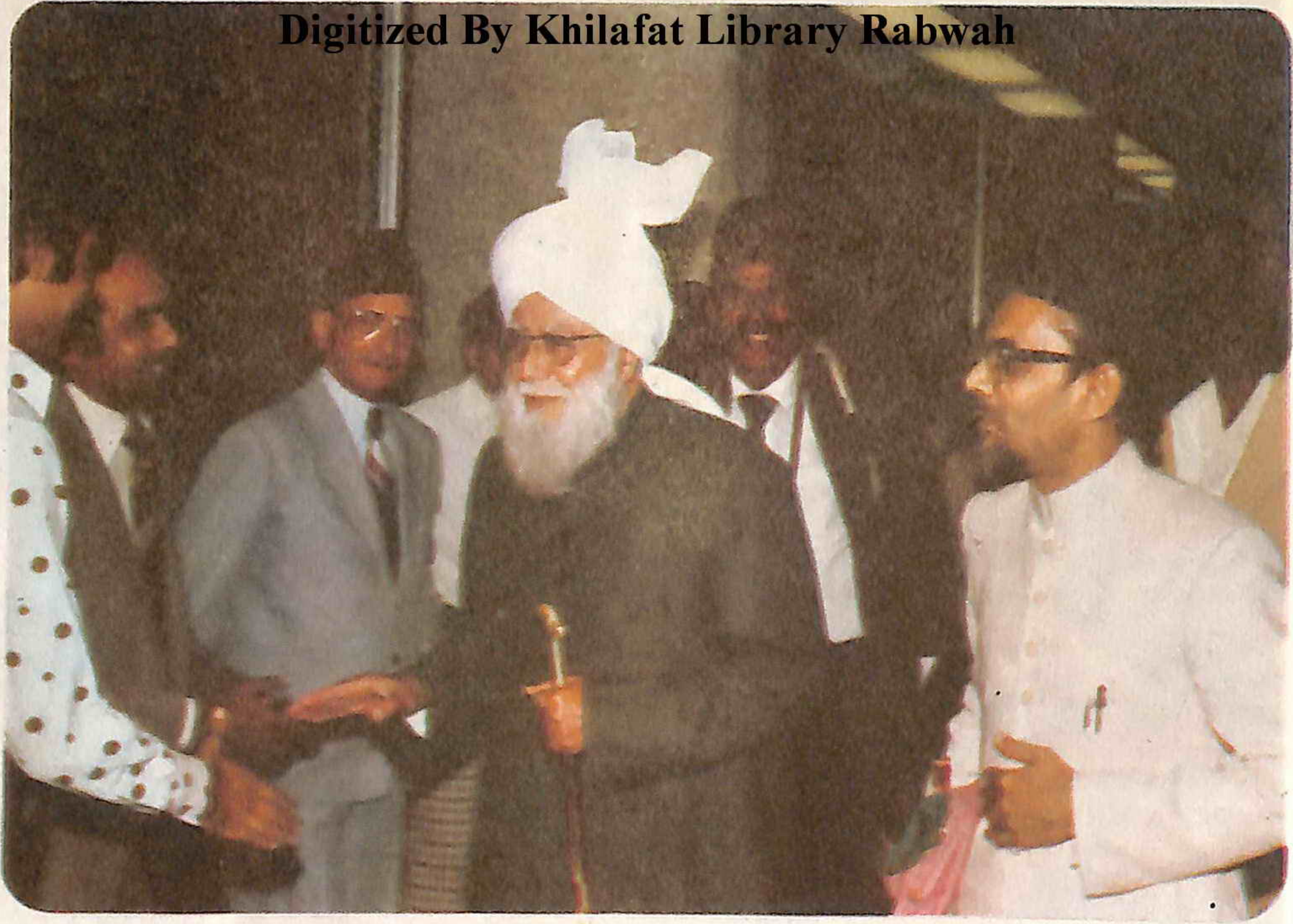
واشنگٹن ڈی سی (امریکہ) میں حضور ایدہ اللہ کا استقبال
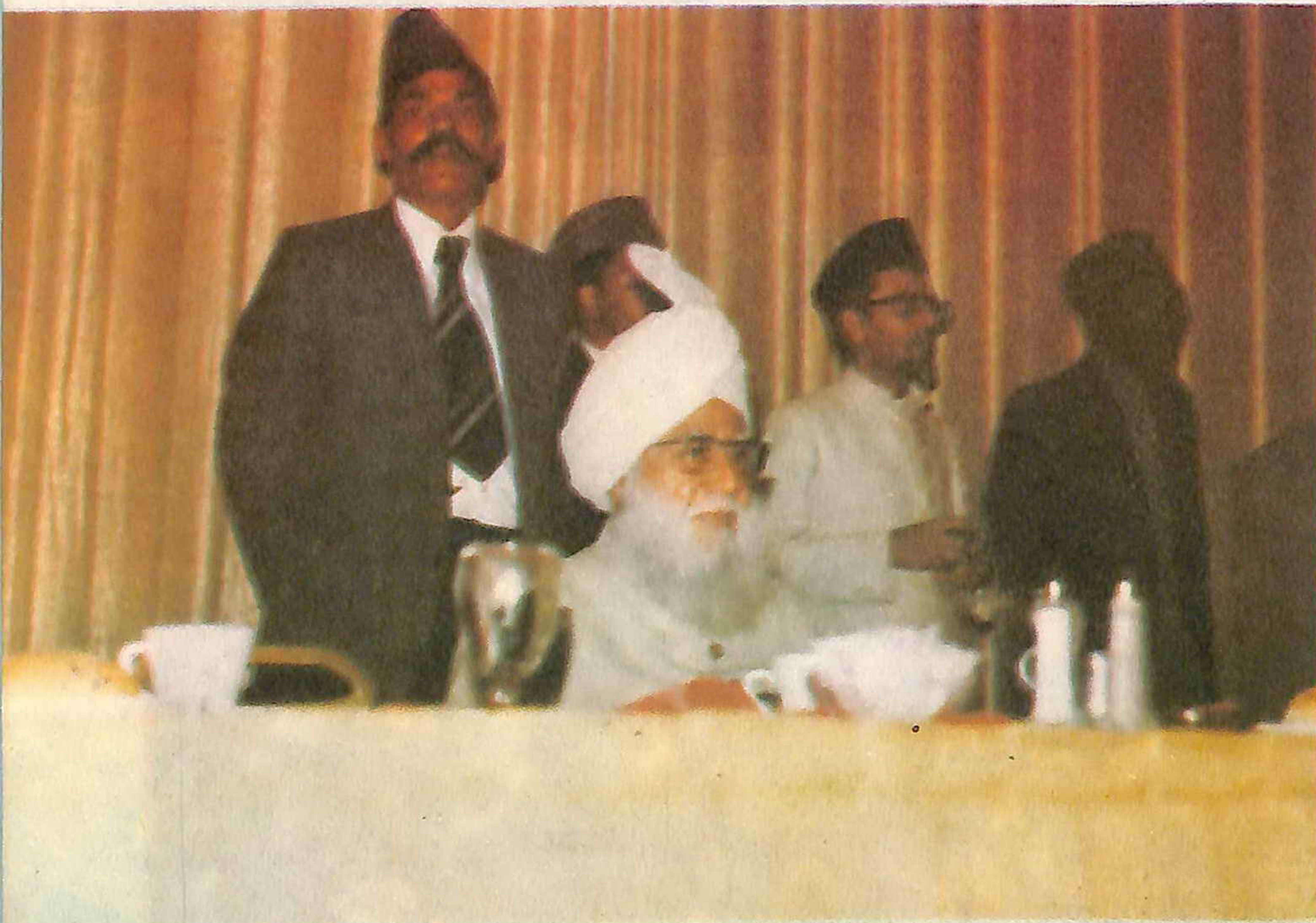
جماعت احمدیہ واشنگٹن ڈی سی (امریکہ) کی طرف سے دیئے گئے ایک استقبالیہ میں حضور ایدہ اللہ تشریف فرما ہیں۔
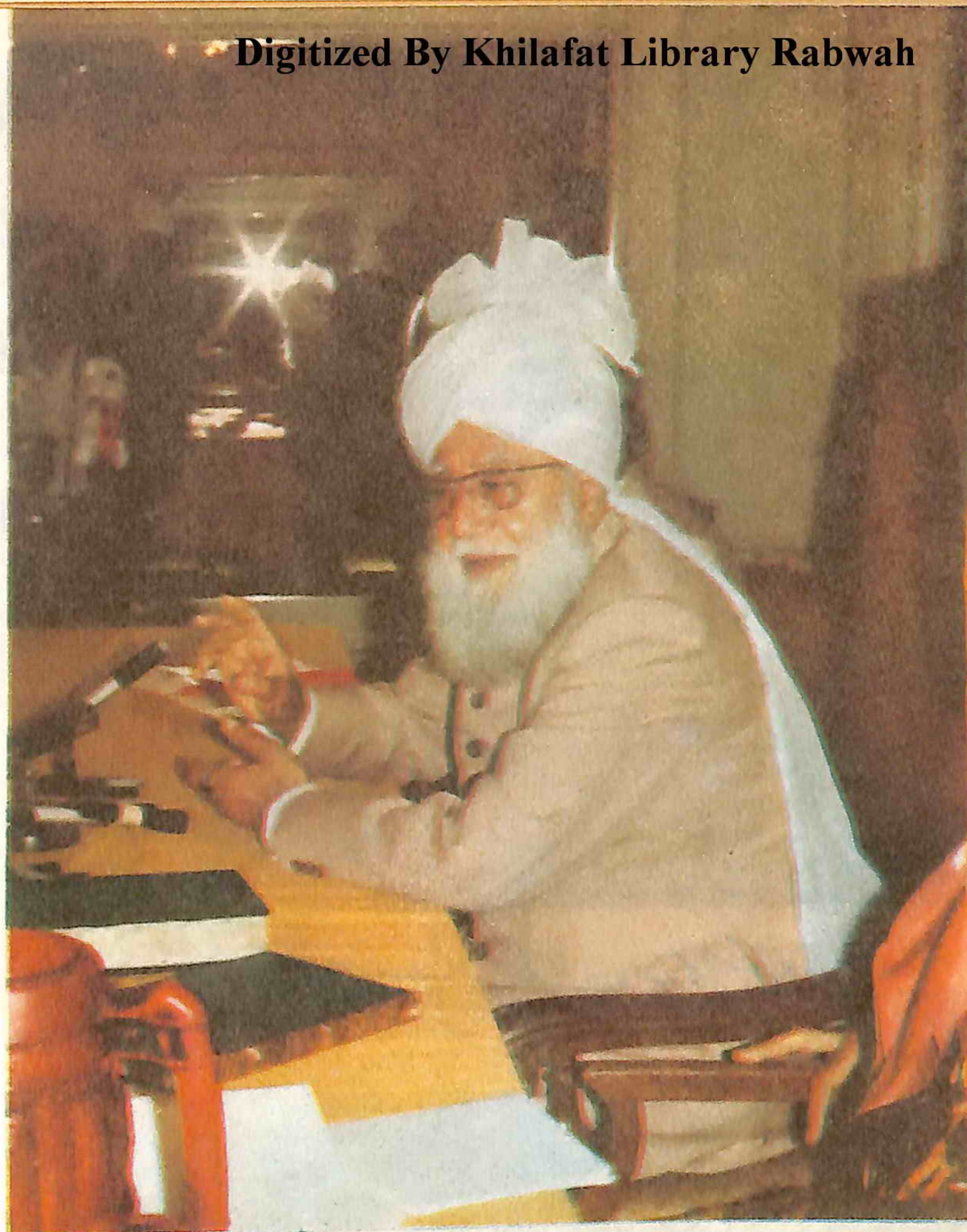
ٹورنٹو (کینیڈا) میں
پریس کانفرنس سے خطاب۔

غانا کے ایک احمدیہ ہسپتال
کے صحن میں احباب جماعت
حضور ایدہ اللہ کی ایک جھلک
دیکھنے کے لئے بے تاب ہیں۔
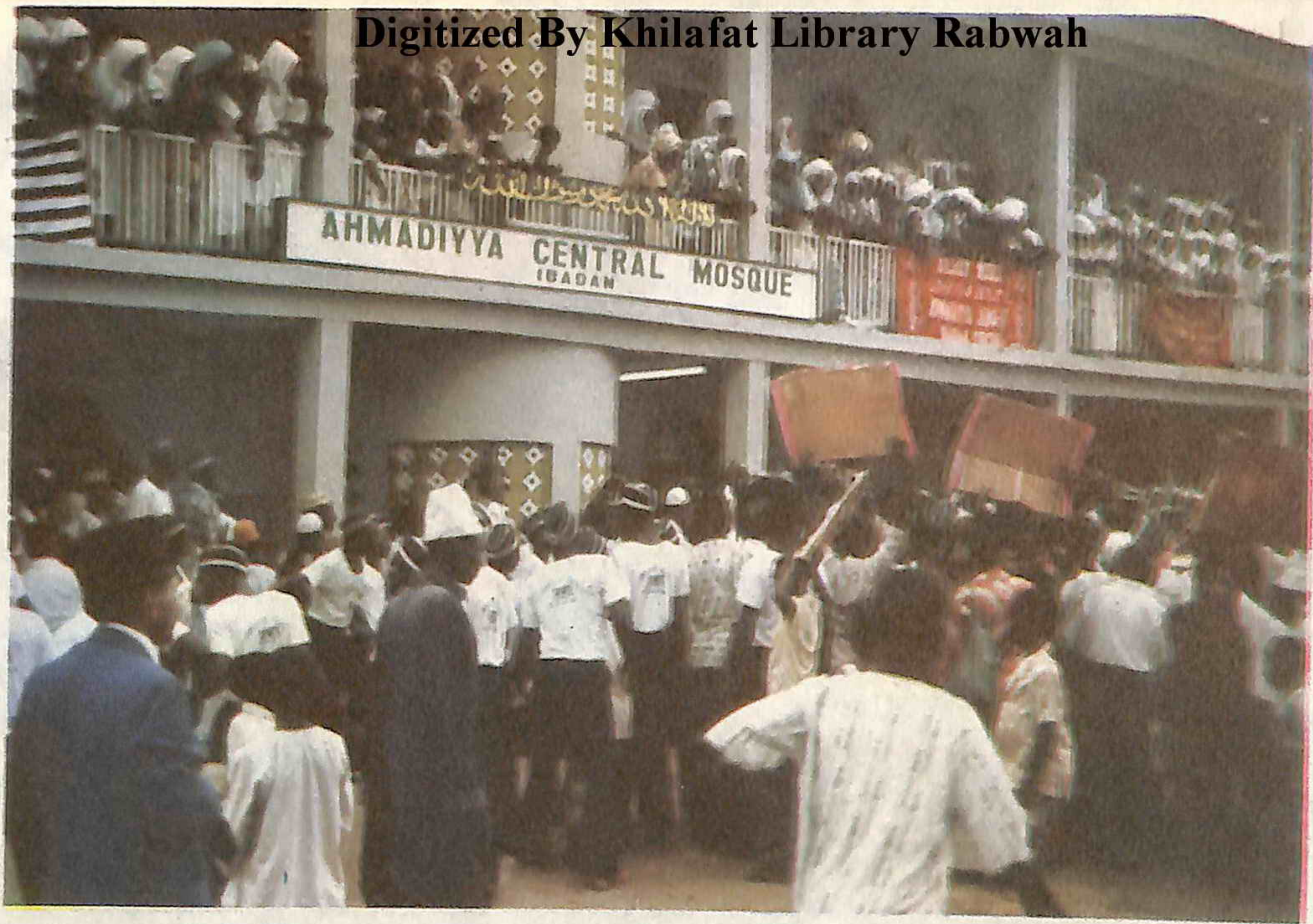
حضور ایدہ اللہ نے ابادان (نائجیریا) میں نئی تعمیر شدہ مرکزی احمدیہ مسجد کا نماز جمعہ پڑھا کر افتتاح فرمایا۔
نماز جمعہ کے بعد مسجد کے بیرونی حصہ کا ایک منظر۔
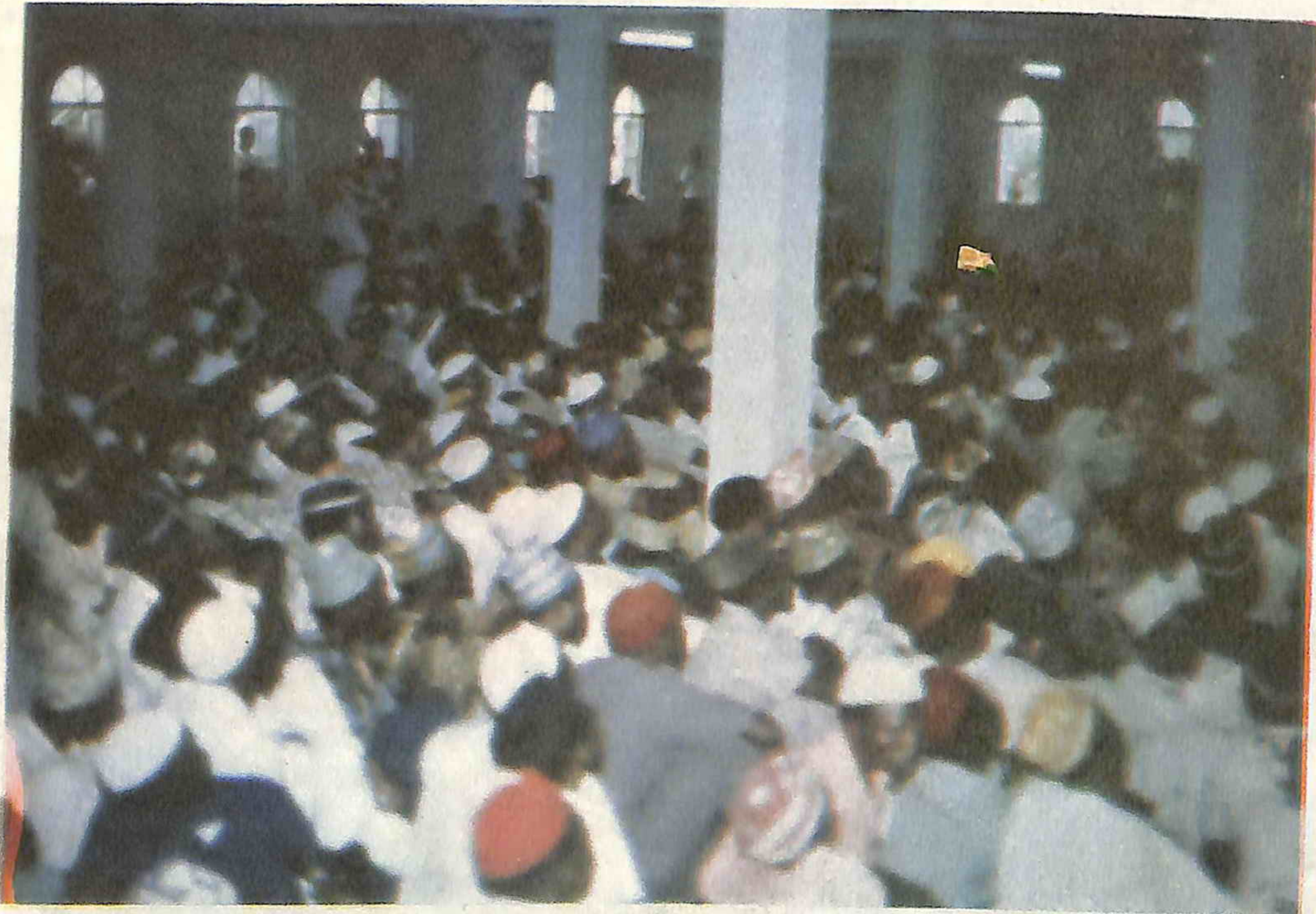
الارو (نائجیریا) کی مسجد میں جماعت سے حضور کے خطاب کے دوران سامعین۔

حضور ایدہ اللہ اکرا (غانا) کے ایئرپورٹ پر استقبال کرنیوالوں کے نعروں کا
ہاتھ ہلا کر جواب دے رہے ہیں۔
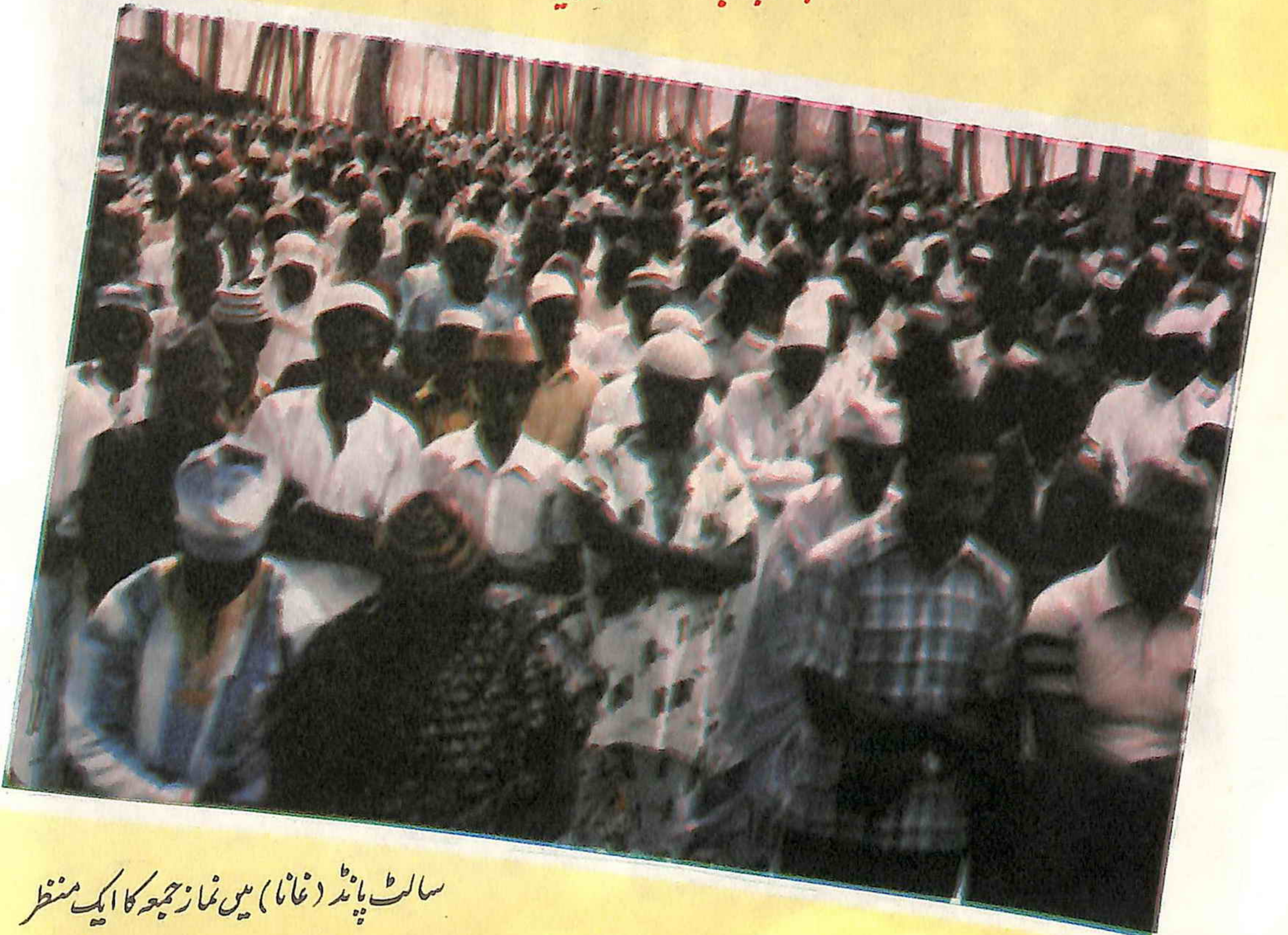
سالٹ پانڈ (غانا) میں نماز جمعہ کا ایک منظر

حضور ایدہ اللہ پریس کانفرنس سے
خطاب فرما رہے ہیں۔
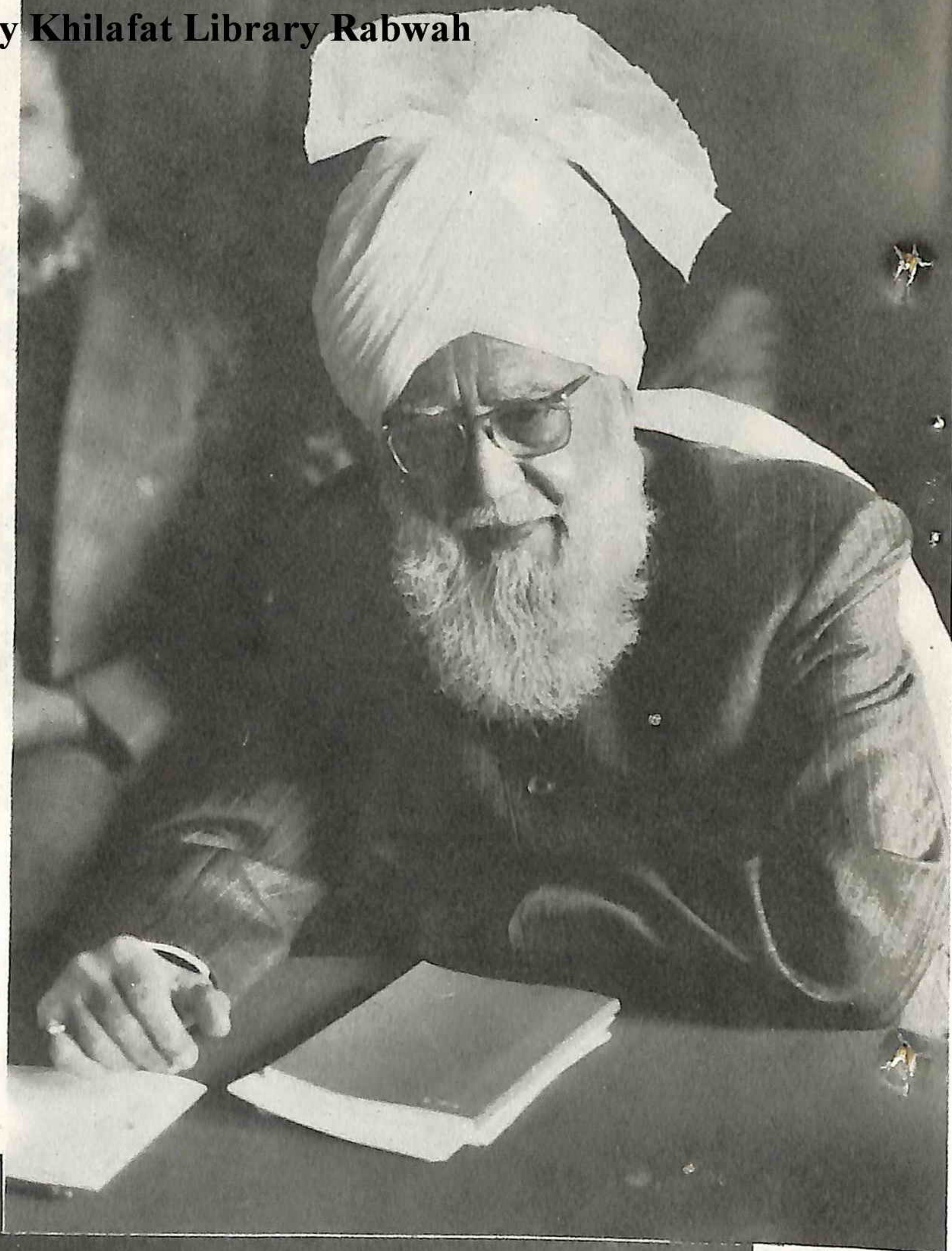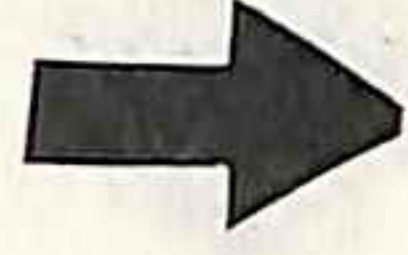
پریس کانفرنس کا ایک اور منظر
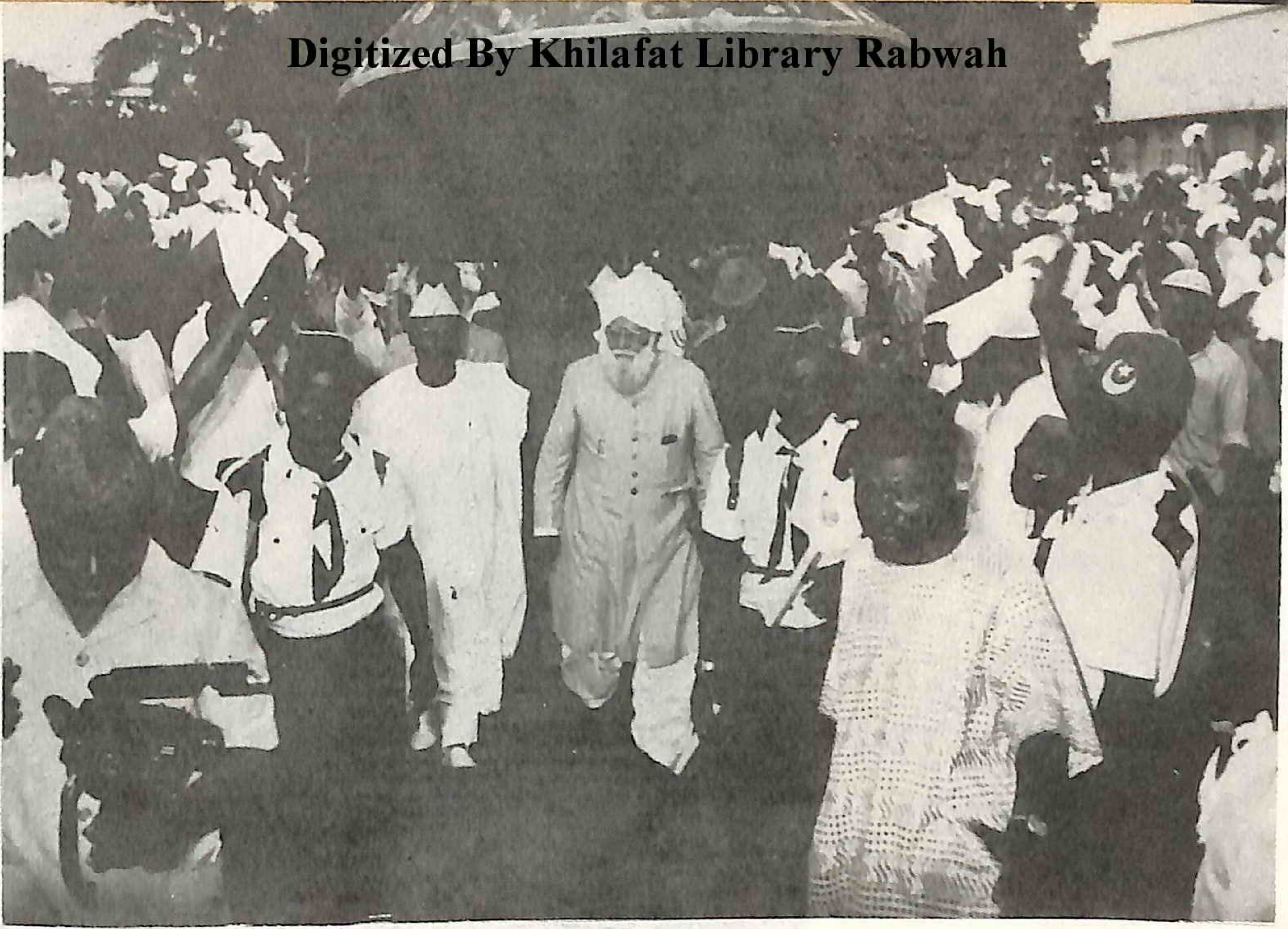
احمدیہ سکول کماسی (غانا) میں حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری پر ہزاروں احباب نے استقبال کیا۔

ڈپٹی وزیر داخلہ کو کماسی (غانا) میں حضور ایدہ اللہ شرف ملاقات بخش رہے ہیں۔

کماسی (غانا) میں مقامی عیسائی بشپ نے بھی حضور ایدہ اللہ سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ حضور کے دائیں طرف محترم موصوف کھڑے ہیں۔

کوکوفو (غانا) کے پیراماؤنٹ چی

حضور ایدہ اللہ کی خدمتِ اقد

میں سپاسنامہ پیش کر رہے
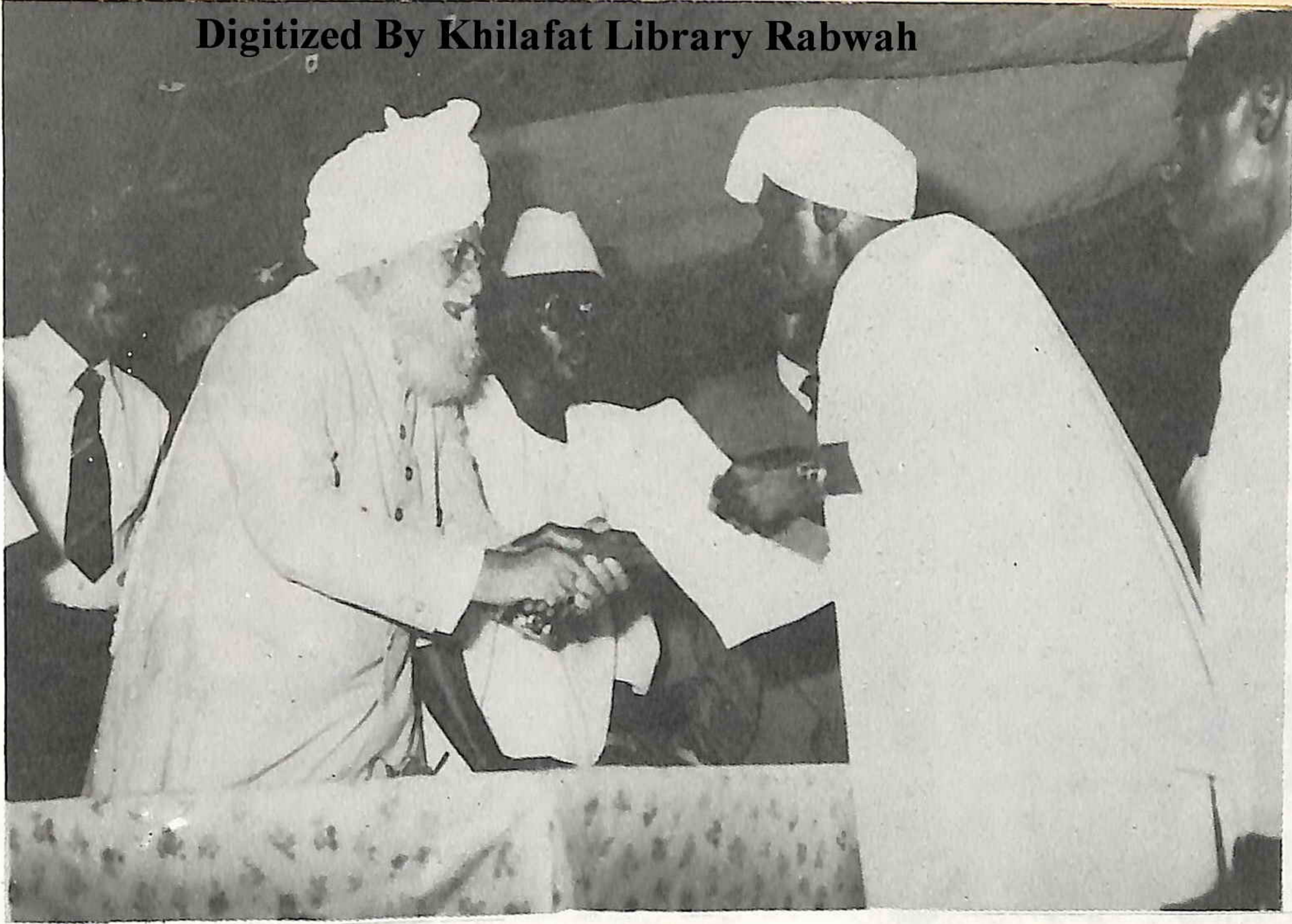
حضور ایدہ اللہ سے اسکورے (غانا) کے پیراماؤنٹ چیف کی ملاقات کا ایک منظر
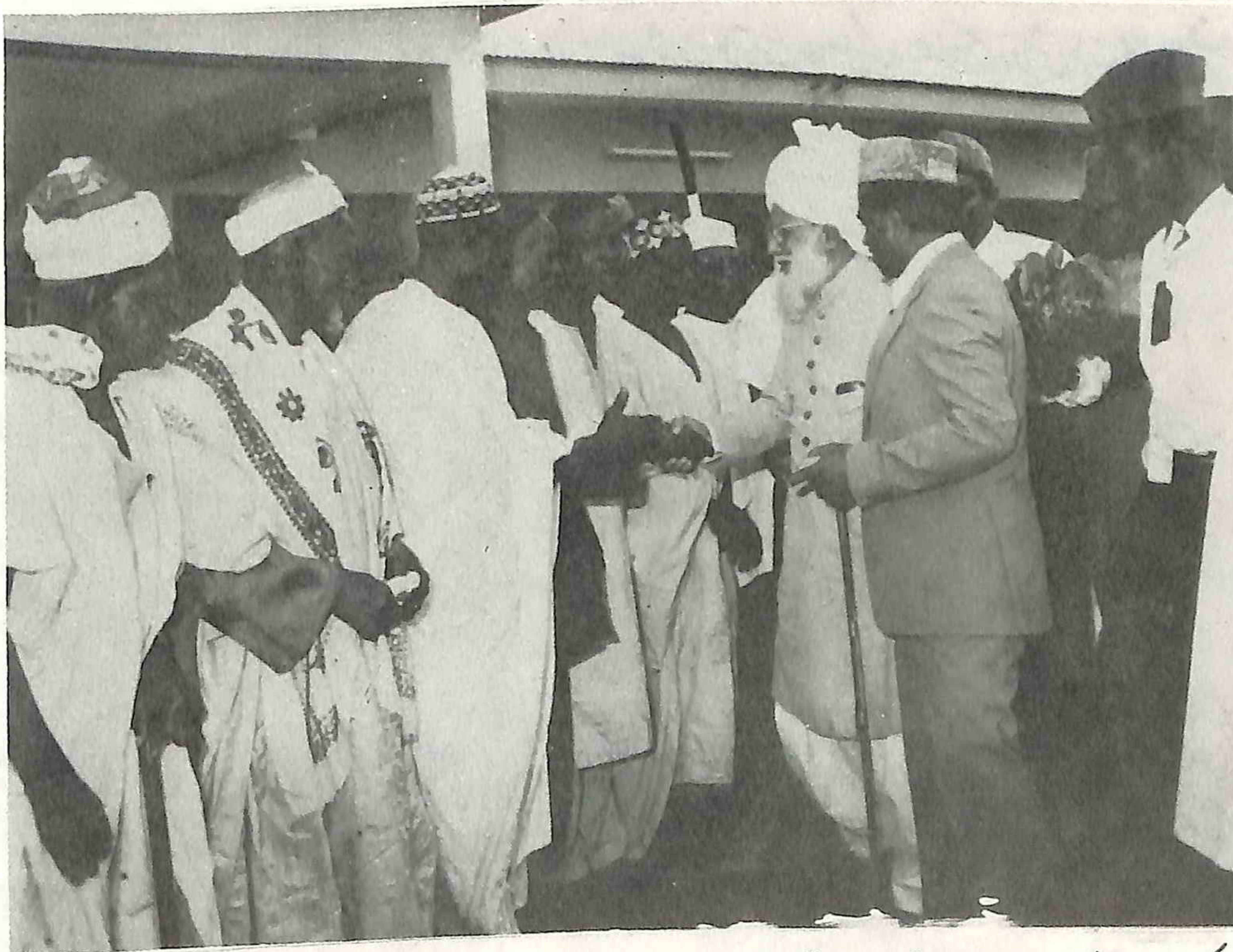
اسکورے (غانا) کے احمدیہ ہسپتال میں مقامی مسلمان احباب سے ملاقات۔
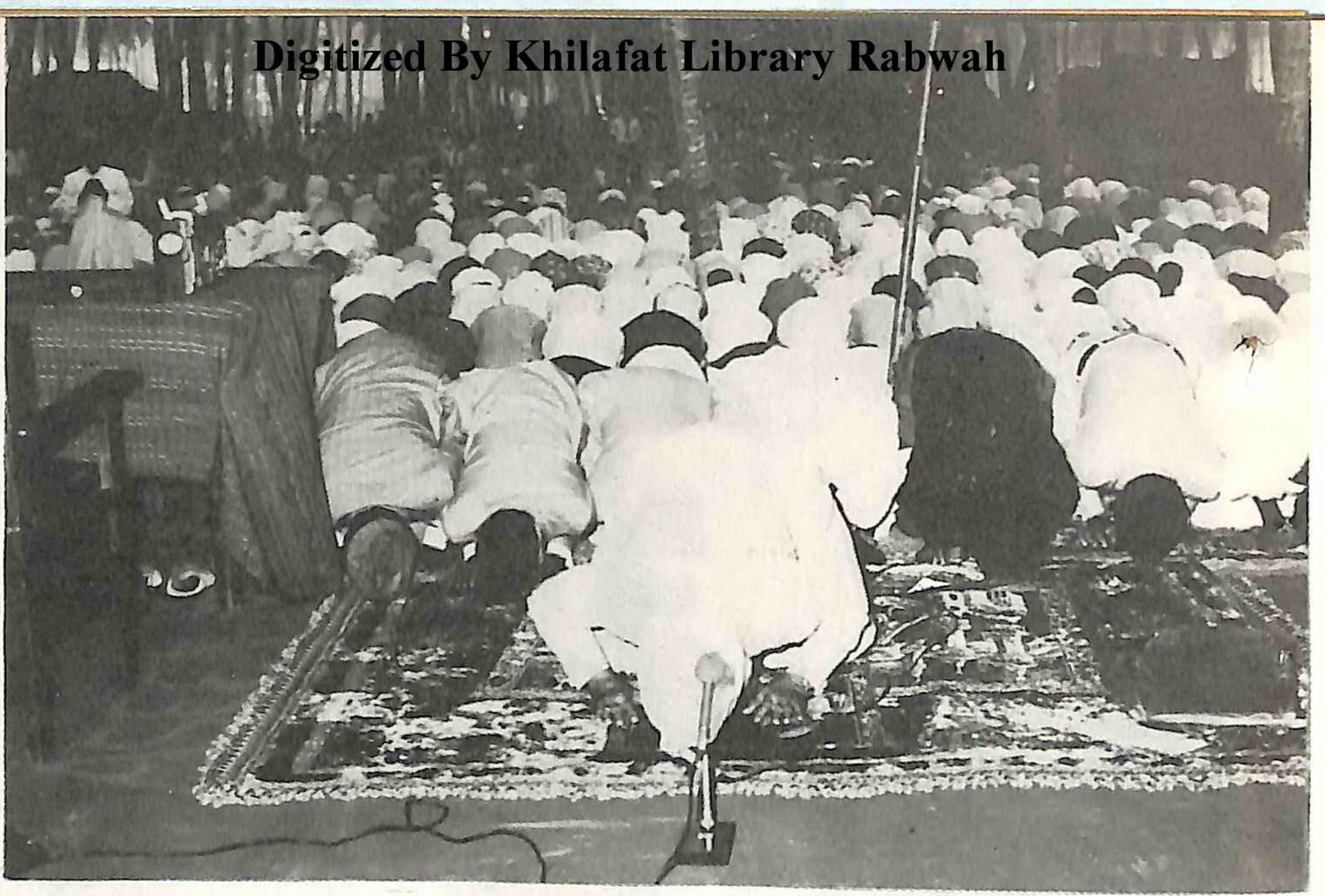
دورہ غانا کے بعد حکومت غانا کی
سالگرہ کے موقع پر ایک نمائش کا
اہتمام کیا گیا جس میں حضور ایدہ اللہ
کے دورہ کو خاص اہمیت دی گئی

سالٹ پانڈ غانا میں نماز جمعہ کے دوران احباب جماعت بارگاہِ الوہیت پر سر بسجود ہیں۔

احمدیہ سیٹلمنٹ لیگوس (نائیجیریا) میں حضور ایدہ اللہ احمدیہ ہسپتال کی نئی عمارت کے سنگِ بنیاد رکھنے کیلئے تشریف لا رہے ہیں۔
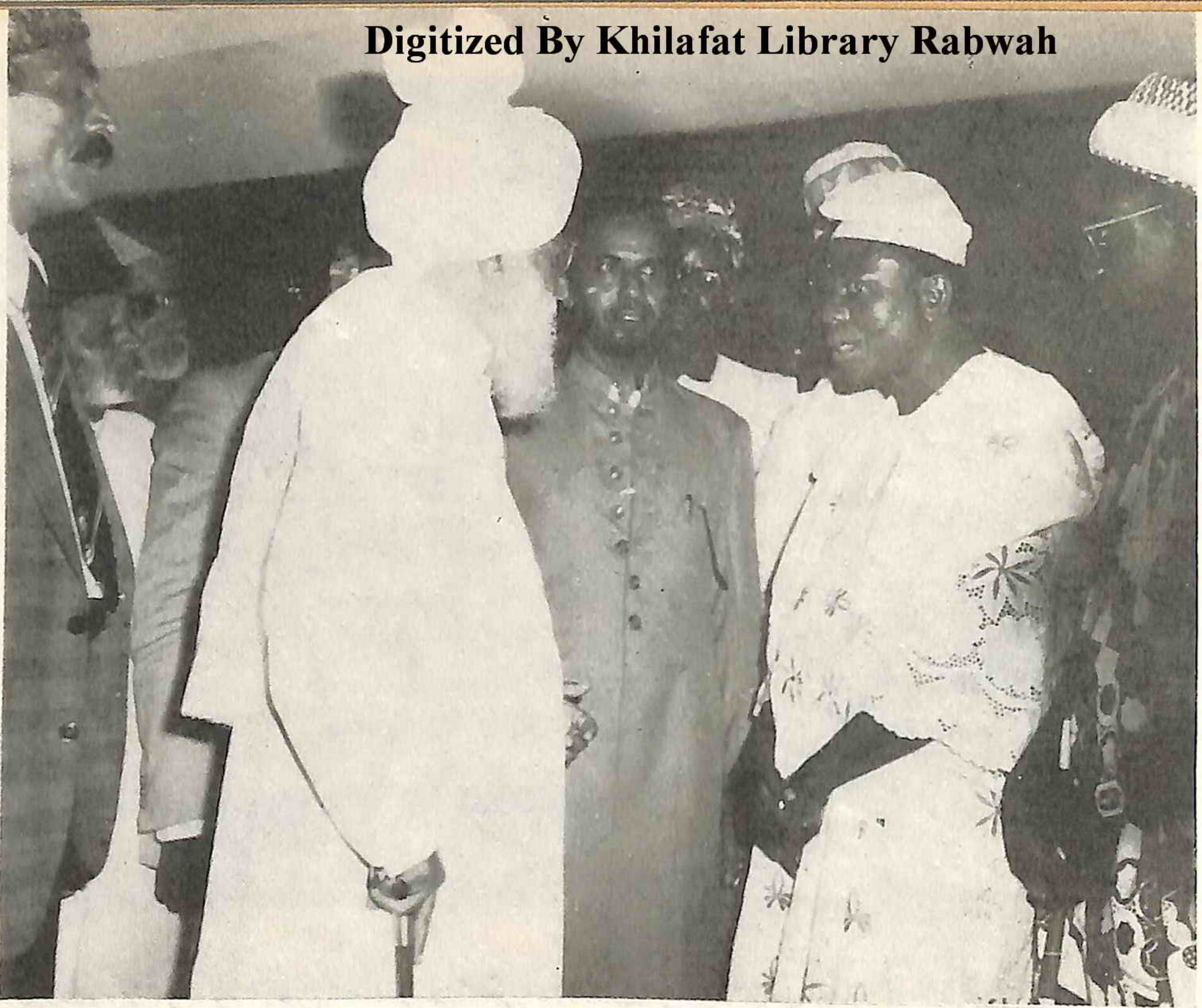
جماعت احمدیہ لیگوس (نائجیریا) کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں حضور ایدہ اللہ ایک مقامی تاجر سے گفتگو فرما رہے ہیں۔

صدر مجلس کا

خدام سے خطاب
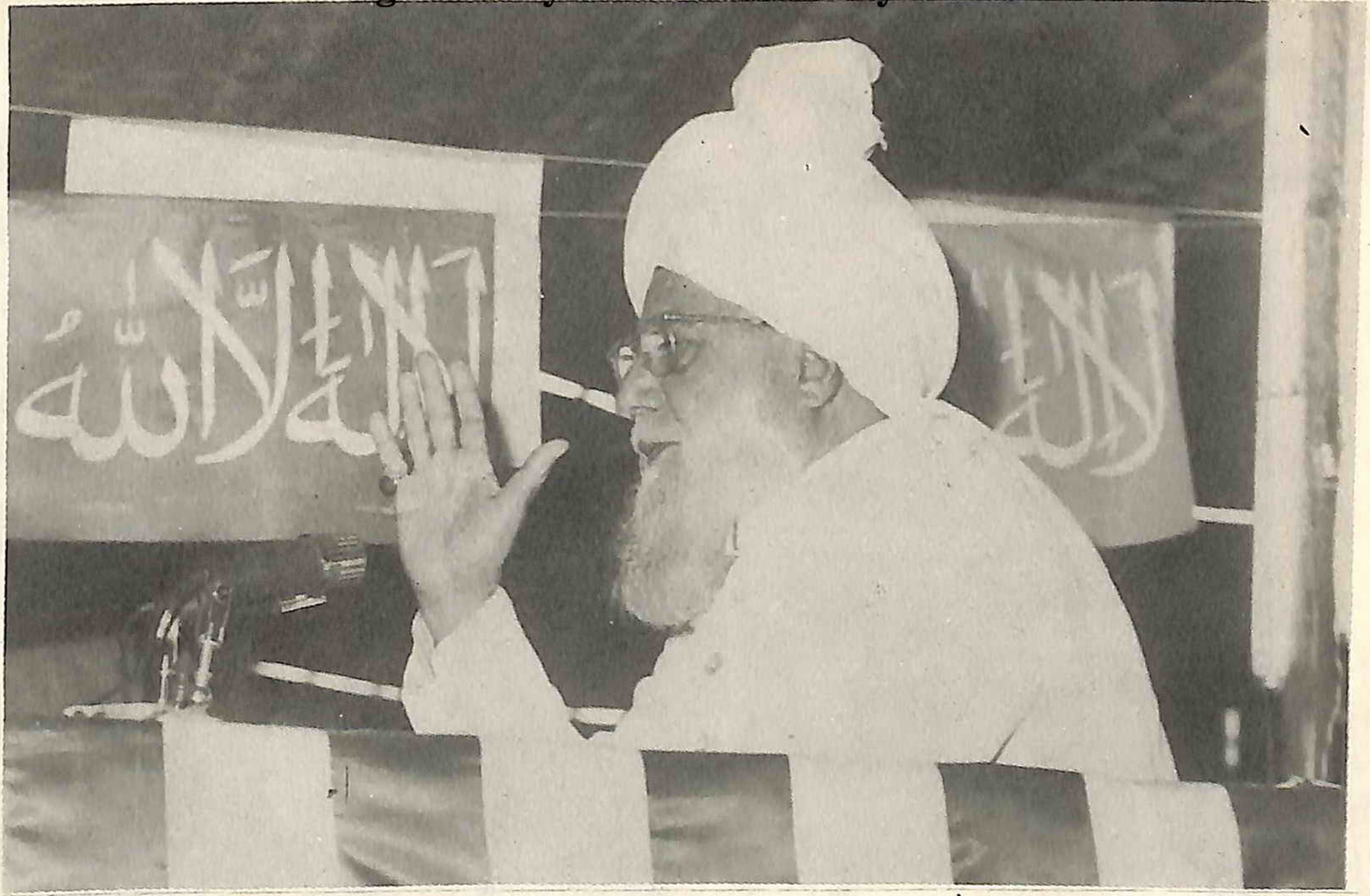
خدام الاحمدیہ کے مرکزی سالانہ اجتماع سنہ ۱۹۸۰ء سے حضور ایدہ اللہ نے تین مرتبہ خطاب فرمایا۔

سامعین ہمہ تن گوش ہیں

اندلس کی ایک تاریخی جھلک

جناب بشارت احمد بشیر ایم۔اے۔ نائب وکیل التبشیر

مسلم اسپین کو نہ صرف تاریخ اسلام میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے بلکہ تاریخ عالم میں بھی اُسے ایک امتیاز حاصل رہا ہے۔ ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں اسلام کا چشمہ جو ریگزار عرب سے پھوٹا اس برق رفتاری سے بڑھا کہ اس نے ایک بحرِ بیکراں بن کر ساری دُنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس دَور کی دو طاقتور حکومتوں —— ایران اور بازنطینہ —— نے اسلام کی اس اُبھرتی ہوئی موجوں کو دبانے کے لئے اپنی پوری قوت اور مال و دولت صرف کر دی لیکن وہ اسلام کے اس سیلِ بے پناہ میں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں

مسلمانوں نے سرزمین اندلس میں اپنے دورِ اقتدار میں علوم و فنون کی قندیلیں روشن کر کے اقلیم یورپ کی ظلمتوں کو روشن کیا۔ آج اگر یورپ کی اقوام سائنس کے انتہائی نقطۂ عروج کو پہنچ چکی ہیں تو واقعات کا تجزیہ کرنے پر یہ حقیقت سامنے اُبھر کر آجاتی ہے کہ انہوں نے مُسلمانوں کے علوم سے استفادہ کیا ہے اور اس میدان میں وہ مُسلمانوں کی ہی کدو کاوش کے مرہونِ منّت ہیں۔

ہر ایک کے دِل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان عرب بادیہ نشینوں کے پس منظر میں وہ کون سی قوّت کارفرما تھی جس کے بل بوتے پر وہ تھوڑی ہی مدّت میں کرّہ ارض کے ایک وسیع خطّے کے مالک بن گئے؟ یہ قرآن مجید کی ہمہ گیر اور عالم گیر تعلیم ہی کا نتیجہ تھا جس نے ان کے دلوں میں ایک ولولہ بپا کیا اور ان کے ذہنوں میں ایک جِلا پیدا کر دی۔ اسلام نے ان کو ایک نئی اخلاقیات ایک نیا سیاسی نظریہ اور ایک نیا فلسفۂ توحید عطا کیا تھا۔ جس کی بُنیادیں تقویٰ پر استوار ہوئی تھیں۔ جب تک مسلمانوں نے قرآنِ مجید کی تعلیم کو اپنا دستورِ عمل بنائے رکھا وہ خود بھی محفوظ رہے اور ان کے علوم و فنون کے چشموں سے تشنگانِ علوم سیراب ہوتے رہے۔ جونہی انہوں نے اسلام کی تعلیم سے منہ موڑا وہ صفحۂ ہستی سے معدوم ہو گئے اور آج ان کی وُقعت و حیثیّت اوراقِ پارینہ کی سی ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

بانی سلسلہ جماعت احمدیہ نے اپنی کتاب "الهدیٰ والتبصرة لمن یریٰ" میں جو سلاطین اسلام کا نقشہ کھینچا ہے وہ ان خلفاء اندلس پر بھی صادق آتا ہے جس کا ملخّص یہ ہے۔

بادشاہ جو حامیانِ شرعِ متین سمجھے جاتے ہیں وہ زینتِ دُنیا کی طرف جُھک گئے شراب، باجے اور نفسانی خواہشوں کے سوا اور انہیں کوئی سروکار نہیں رہا۔ انہوں نے آسمان کے پروردگار کو ناراض کیا اور جو خدمت اُن کے سپرد ہوئی تھی اس کا کوئی حق ادا نہیں کیا۔ اَنّه یُؤیّد الکفرة ولا یؤید الفجرة ولذلك تری ملوك النصاریٰ یُؤیدون وینصرون ویاخذون ثغورهم ویتملکون ومن کل حدب ینسلون۔ وما نصرهم الله لرحمته علیهم بل نصرهم لغضبه علی المسلمین لو کانوا یعلمون۔ کیف اُظهر علیهم اعداءهم ان کانوا یتقون۔

کہ وہ .... کافر کو تو مدد دیتا ہے پر فاجر کو ہر گز نہیں دیتا یہی وجہ ہے کہ نصرانی بادشاہوں کو مدد مل رہی ہے اور ان کی حدوں اور انکی مملکتوں پر قابض ہو رہے ہیں اور ہر ایک ریاست کو دباتے چلے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو اس لئے نصرت نہیں دی کہ وہ ان پر رحم کرے بلکہ اس لئے کہ اس کا غضب مُسلمانوں پر بھڑکا ہوا ہے کاش مُسلمان جانتے اور اگر یہ متقی ہوتے تو کیونکر ممکن تھا کہ ان کے دُشمن ان پر غالب کئے جاتے۔ (صفحہ ۲۸۷)

ہم یہ نہیں کہتے کہ خلفاءِ سپین سب عیاش اور خدا تعالیٰ سے غافل تھے۔ نہیں بلکہ ان میں زاہد و پارسا اور متقی بھی گزرے ہیں جنہیں اپنی رعایا کی فلاح و بہبُود کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ مَیں صرف عبدالرحمٰن الثالث کا ذکر کرتا ہوں جس نے قرطبہ میں پہلی بار جبکہ بغداد کی خلافت آخری دموں پر تھی دُعاؤں استخاروں اور بزرگانِ دین کے مشورے کے بعد اپنے لئے "خلیفہ" کا لفظ پسند کیا۔ ایک مرتبہ آپ کے عہدِ حکومت میں امساکِ باراں کے باعث قحط کے آثار پیدا ہو رہے تھے آپ نے اس وقت قرطبہ کے قاضی مُنذر بن سعید کو شہر سے باہر نماز استسقاء کے پڑھانے کا حکم فرمایا۔ عبدالرحمٰن الثالث نے محل کے اُوپر سے دیکھا کہ سارا شہر نماز استسقاء کے لئے اُمڈ آیا ہے تو آپ تسبیح واذکار کرتے ہوئے پا پیادہ چل نکلے دیکھا کہ ابھی قاضی نہیں آیا تو آپ نے جائے نماز پر کھڑے ہو کر خُطبہ دیا جب کہ آپ کی آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ اور فرمایا

"یا ایّها النّاس سلامٌ علیکم" یہ کہہ آپ چُپ

ہو گئے حاضرین سوچ و بچار میں پڑ گئے کہ آپ کیوں خاموش ہو گئے ہیں پھر چند لمحات کے بعد کہا۔

"کتب ربّکم علیٰ نفسہ الرحمۃ لا
من عمل منکم سوءًا بجھالۃ
ثم تاب من بعدہٖ واصلح فانہٗ
غفور رّحیم ط (الانعام 6/55)
استغفروا ربّکم ثم توبوا الیہ...."

ترجمہ:۔ تمہارے رب نے اپنے پر رحمت کو فرض کر لیا ہے کہ تم میں سے جو کوئی غفلت میں کوئی بدی کر بیٹھے گا پھر اس کے بعد توبہ کرے گا اور اصلاح کرے گا تو اس خدا کی صفت یہ ہے کہ وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

آپ کے خطبے کے افتتاح کا اسلوب بھی حیرت انگیز تھا۔ "یا ایھا النّاس" کے الفاظ دُہرا چاروں سمتوں میں ہاتھ سے اشارہ کرتے اور فرماتے۔

"انتم الفقراء الی اللّٰہ ج واللّٰہ ھو الغنی
الحمید ان یشأ یذھبکم ویات
بخلق جدید وما ذالک علیٰ
اللّٰہ بعزیز" (الفاطر 2/16)

اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ سب تعریفوں کا مالک ہے اگر وہ چاہے تو تم سب کو تباہ کر دے اور ایک نئی مخلوق پیدا کر دے۔ اور اللہ پر یہ بات ہرگز دُشوار نہیں ہے۔

حاضرین پر ایک رقّت طاری ہو گئی اور چیخ و پکار کا ایک سماں بندھ گیا۔ چند گھنٹوں کے بعد موسلا دھار بارش برسی جس سے قحط سالی کے آثار شادابی و سیرابی سے بدل گئے۔

یہ تھا کہ ان کے ایمان کا جذبہ اور یہ ہے ان کے تقویٰ کی مثال۔ بہرکیف مجھے مُسلمانوں کے دور عروج کا تذکرہ کرنا مقصود ہے۔ جس میں علوم و فنون کو ترقی ہوئی معاشرہ اور معیشت میں ایک انقلاب بپا ہُوا جس کے باعث مملکت کو ایسا استحکام حاصل ہُوا کہ وہ یورپ پر صدیوں حکمران رہی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسپین میں اقتدار کے حصُول کے لئے مُسلمانوں میں باہمی جنگ و جدال جاری رہی اور بہت سیاسی تغیّرات رونما ہوتے رہے لیکن جونہی مُسلمانوں کو چین و آرام کی زندگی نصیب ہوئی وہ اپنی ساری توجہ علم و حکمت کے نشر و اشاعت پر مرتکز کرتے۔ انہوں نے نہ صرف یُونانیوں کے علوم کے تراجم کر کے ان کو آئندہ کی نسلوں کے لئے محفُوظ کر لیا بلکہ ان کی اصلاح بھی کی مثلاً یُونانیوں کا یہ نظریہ تھا کہ روشنی آنکھ سے نکل کر جب کسی چیز پر پڑتی ہے تو وہ چیز دکھائی دیتی ہے لیکن مُسلمان اطباء نے اس کے برعکس یہ نظریہ پیش کیا کہ روشنی کسی جسم سے آنکھ میں آکر اسکو ظاہر کرتی ہے۔ ابن حزم نے سب سے پہلے بتایا کہ کرۂ ہوائی میں سے روشنی خطِ مستقیم کی بجائے خط منحنی پر جاتی ہے اور اس لئے ہم آفتاب و ماہتاب کو طلوُع سے پیشتر اور غروب کے بعد بھی دیکھتے ہیں۔ یورپ کا نظریہ یہ تھا کہ زمین چپٹی ہے

لیکن قرطبہ یونیورسٹی میں جغرافیہ کرۂ ارض کے ماڈل (گلوب) پر پڑھایا جاتا تھا اور ابنِ حزم کی کتاب سے ہی کیپلر نے انحرافِ نور کا تخیّل لیا۔

علم طبیعات میں کششِ زمین کا تخیّل جو نیوٹن کا نظریہ سمجھا جاتا تھا اسپین کے عربوں کو پہلے سے معلوم تھا اور وہ ان قوانین سے آگاہ تھے جن کے ماتحت اشیاء زمین کی طرف گرتے ہوئے زیادہ رفتار حاصل کرتی جاتی ہیں۔ محمّد بن موسیٰ کی کتابوں میں کششِ ثقل کے قانون کا ذکر ہے۔ سیب گرنے کا واقعہ محض فرضی ہے نیوٹن نے یہ نظریہ عربوں سے لیا ہے۔

علومِ نجوم میں مُسلمانوں کو تقدم حاصل رہا ہے اندلس میں کئی ایک مقامات پر عربوں کی رصدگاہیں تھیں انہوں نے ستاروں کے نقشے بنائے اور ان کو وہ نام دیئے جن سے وہ آج تک موسوم ہیں جہاں تک اندلس کا تعلق ہے اس کے ایک شہر قرطبہ میں کئی سو مدرسے تھے جن میں دینیات کے ساتھ ساتھ فلسفہ، ادب، تاریخ اور سائنس کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اندلس میں ہی قرطبہ، اشبیلیہ، ملاغہ اور غرناطہ کی یونیورسٹیاں تھیں قرطبہ کی یونیورسٹی کے گیٹ پر یہ فقرہ آویزاں تھا کہ دُنیا صرف چار چیزوں پر قائم ہے۔

"علماء کا علم، اکابرین کا ادب،
عابدوں کی عبادت اور بہادروں
کی شجاعت۔"

اندلس کے عرب فنِ تعمیر سے بھی خوب واقف تھے۔ ان کی عمارتوں کی مضبوط ساخت اور عمدہ صنعت، صدیاں گزرنے کے بعد بھی اپنی شان و شوکت کے اعتبار سے منفرد و یگانہ ہیں۔ اندلس کے شہر اشبیلیہ میں عربوں کا ایک تاریخی مینار جو "جیرالڈا" کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۱۹۶ء میں تعمیر ہُوا تھا وہ مسجد جس میں یہ مینارہ واقع ہے۔ اس کو عیسائیوں نے مسمار کر کے ایک گرجا تعمیر کیا ہے۔ جس کی چھت کا درمیانی حصّہ زلزلے کے باعث دو مرتبہ زمین پر گر چکا ہے جبکہ جیرالڈا ویسے ہی کھڑا ہے۔

مُسلمانوں کی ترقی و عروج کا ایک طائرانہ جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ آٹھویں سے تیرھویں صدی تک کا زمانہ غیر معمُولی ترقیات کا زمانہ رہا ہے۔ اس کے بعد کا زمانہ جہاں تک مُسلمانوں کا تعلق ہے "تاریک زمانہ" کہلاتا ہے۔ اس دور میں نہ صرف ان کی سیاسی قوت جاتی رہی بلکہ فکر و ثقافت بھی زوال پذیر ہوتی چلی گئی۔ اگر اس دور میں کوئی مُسلمان فلسفی اُبھرا بھی تو کسی نے اس کی سرپرستی نہیں کی۔ پھر اس کے بعد ایک بڑا اور عظیم حادثہ جو سیاسی انقلاب کی صورت میں پیش آیا۔ اس نے مُسلمان دانشوروں کی ہمتیں پست کر دیں۔ شہر کے شہر مسمار کر دیئے گئے۔ ہزاروں کُتب خانے نذرِ آتش ہو گئے۔ مُسلمان معاشرے کا اخلاقی طور پر دیوالیہ نکل گیا۔ قضاء و قدر نے علم کی مشعل کو ان سے چھین کر مسیحی علماء کے ہاتھوں میں تھما دیا۔ اب اس دور میں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس کی نشأۃ ثانیہ کی بُنیاد رکھی جا چکی ہے اور ان کے متبعین کے ذریعہ دوبارہ علوم کا احیاء مقدّر ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کی ایک واضح مثال ڈاکٹر عبدالسلام ۴

ثاقب زیروی

اسپین پہ لہرا دیا توحید کا پرچم

وہ شمعِ ہدایت بھی ہے تصویرِ وفا بھی
حاصل اُسے ہر گام ہے تائیدِ خُدا بھی

دِل جیت لئے اُس نے محبّت کی نظر سے
دی اپنے پرائے کو دَوا اور دُعا بھی

ایقان کا ہر دل میں بکھیرا ہے اُجالا
تشکیک کی ذہنوں سے اُٹھائی ہے رِدا بھی

اسپین پہ لہرا دیا توحید کا پرچم
اللہ کے گھر کی وہاں ڈالی ہے بِنا بھی

ہیں اُس کے عزائم کی فتوحات بَلائیں
منزل اُسے خود دیتی ہے بڑھ بڑھ کے صدا بھی

اللہ رے غانا کے مقدر کا سِتارا
شرمندہ ہوتی جاتی ہے تاروں کی ضیا بھی

دائم رہے ہر سَر پہ یہ شفقت بھرا سایہ
دِل شُکر سے لبریز ہیں مصروفِ دُعا بھی

ثاقب یہ ہمیں فخر ہے ہم اُس کے ہیں خُدّام
حاصل ہے جسے ربِّ دو عالم کی رضا بھی

اسلامی عہد کے علمی کارنامے

جناب ڈاکٹر نصیر احمد خان، ربوہ

سپین میں مسلمانوں کی تاریخ تین طرح سے حیرت انگیز ہے۔
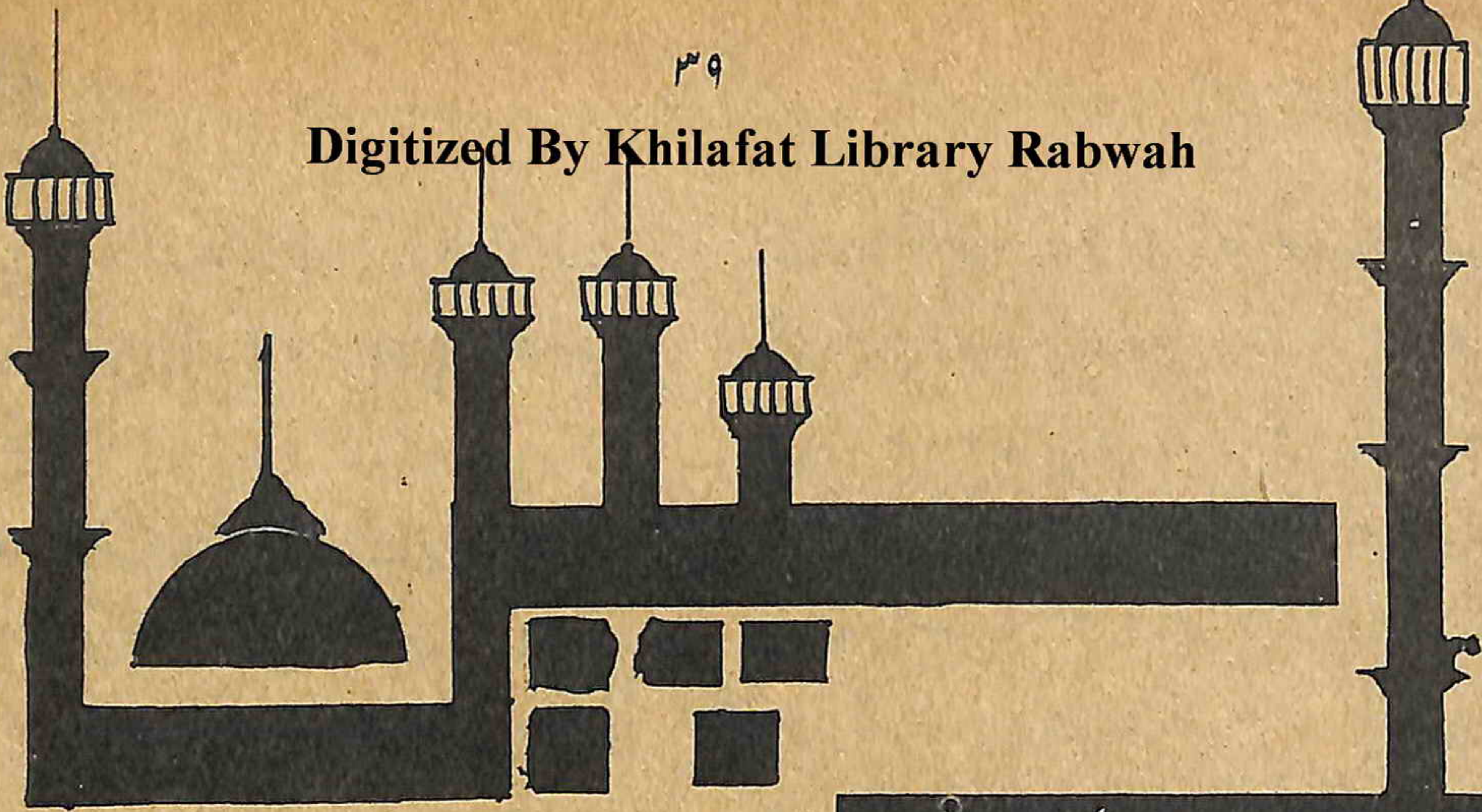
اوّل: اس لحاظ سے کہ ۷۱۱ عیسوی میں طارق ابن زیاد کے حملہ کے بعد نہایت سرعت سے یکے بعد دیگرے مختلف شہر اور علاقے فتح ہوتے چلے گئے۔ اور پہلے اموی شہزادے عبد الرحمٰن بن معاویہ کے ۷۵۵ء میں سپین میں داخلے کے بعد ایک مستحکم اور منظم سلطنت کی بنیاد رکھ دی گئی۔ اموی بادشاہت اگرچہ صرف تین صدیوں تک چل سکی اور ۹۷۶ء میں اموی خاندان کا اقتدار ختم ہو گیا مگر مسلم اقتدار پندرھویں صدی عیسوی تک یعنی ۱۴۹۲ء تک قائم رہا۔

دوسری وجہ حیرت کی یہ ہے کہ اس آٹھ سو سالہ دورِ اقتدار کے بعد مسلمان سپین سے اس طرح غائب ہوئے کہ اس ملک کے طول و عرض میں پچھلے پانچ سو سال کے طویل عرصہ میں دیکھنے کے لئے بھی مسلمان نہیں ملتا تھا۔

تیسری حیرت انگیز بات وہ عظیم الشان علمی ترقی ہے جو سپین کے مسلمانوں کو نصیب ہوئی ان کے علمی خزانوں کا یورپ صدیوں تک خوشہ چیں رہا۔ یہ علمی ترقی بالخصوص عبد الرحمٰن ثالث کے عہد میں اپنے عروج کو پہنچی۔ عبد الرحمٰن ثالث کا عہد ۵۰ سال کے طویل عرصہ پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کا دور ترقی اور خوشحالی کا دور تھا اور اس کے عہد کا اندلس سارے یورپ کے لئے قابلِ رشک تھا۔

عبد الرحمٰن کا جانشین حکم ثانی اپنے باپ

کی طرح سائنس اور ادب کا دلدادہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے وقت میں شاہی لائبریری چار لاکھ کتب پر مشتمل تھی۔

عبدالرحمٰن ثالث اور اس کے فرزند اور جانشین حکم ثانی کا دور علمی لحاظ سے کیوں اس قدر ممتاز ہوا؟ اس کی ایک بڑی وجہ تو علم کے حصول کی وہ ترغیب و تحریک ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے قرآن کریم کی روشنی میں ہر مسلمان کو فرمائی۔ ایک دوسری وجہ رشک اور مسابقت کا وہ جذبہ تھا جو دو مسلمان خاندانوں میں موجود رہا اور جس کا اظہار بعض اوقات نہایت ناگوار صورت بھی اختیار کرتا رہا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب خلافت خاندان بنو عباس میں آئی اور انہوں نے بغداد کو پایہ تخت بنا کر اپنی سلطنت کو مستحکم کر لیا تو خلفاء بنو عباس نے علم اور سائنس کی طرف توجہ مبذول کی۔ سائنس اور فلسفہ کے اس شوق کو بعض سادہ لوح مورخین عباسی خلیفہ المامون (۸۱۳ء تا ۸۳۳ء) کے اُس خواب کا نتیجہ بتاتے ہیں جس میں اُس نے ارسطو کو دیکھا اور اس سے بعض سوالات دریافت کئے مثلاً یہ کہ اچھائی کسے کہتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ اور ان کے تسلّی بخش جوابات پائے۔ اس خواب سے مامون کو یونانی حکماء کے علمی خزانوں کی طرف توجہ ہوئی اور اس نے علماء کو تراجم پہ مامور کیا۔ جو کام مامون نے شروع کیا تھا اسے بعد کے آنے والے خلفاء نے جاری رکھا۔ خواب کا واقعہ صحیح ہو یا غلط۔ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا اور رسولِ خدا کے احکامات علم کے بارہ میں اس قدر واضح ہیں کہ کوئی بھی صاحب اقتدار مسلمان حاکم اس کے فروغ سے غافل نہیں رہ سکتا۔ خصوصاً جب تہذیبوں کے ٹکراؤ کے نتیجہ میں نئے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہوں۔ جیسا کہ عباسیوں کے وقت میں ہوا کہ معتزلہ کا فرقہ وجود میں آیا اور متعدد بحثیں از قسم خلقِ قرآن شروع ہوئیں۔ انہیں بحثوں کا نتیجہ تھا کہ مامون کے جانشین المعتصم کے عہد میں حضرت امام احمد بن حنبل کو قید و بند کی صعوبتیں اٹھانا پڑیں۔

بہرحال ان علمی آویزشوں کا اچھا پہلو یہ تھا کہ دسویں صدی عیسوی تک یونانی حکماء کے اکثر نسخے عربی میں ترجمہ ہو چکے اور موضوع بحث بن چکے تھے۔ ان علوم سے مسلمانوں نے نہ صرف استفادہ کیا بلکہ ان پر مثبت جرح کی اور انہیں آگے بڑھایا اس زمانہ کے مسلمان علماء میں امام غزالیؒ کا نام سرفہرست ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ عباسی خلفاء بغداد نے ایک عظیم علمی روایت قائم کر رکھی تھی۔ اندلس میں جب عبدالرحمٰن ثالث نے اپنی خلافت کا اعلان کیا تو یہ اعلان رقابت کا ایک جذبہ بھی اپنے اندر رکھتا تھا۔ جو علمی کارنامے خلافتِ عباسیہ کے ساتھ منسوب ہو چکے تھے وہی کارنامے سپین میں دُہرانے کا عزم عبدالرحمٰن ثالث نے کیا۔ اور اس میں کوئی

شک نہیں کہ جو کام عبد الرحمٰن کے عہد میں شروع ہوا (یا یوں کہنا چاہیئے کہ تیز ہوا) وہ ایک عظیم روایت بن کر ابھرا اور صدیوں تک مسلم سپین علم و سائنس کا گہوارہ بنا رہا۔ اس کے علمی ادارے اور یونیورسٹیاں یورپ کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوئے۔ مسلم سپین ہی کی بدولت یورپ میں سائنس کا چرچا ہوا جس نے بعد میں جا کر وہ صورت اختیار کی جسے دیکھ کر آج ساری دنیا حیران و ششدر ہے۔

سپین میں مسلمانوں کی علمی کاوش صدیوں پر محیط ہے۔ اس سارے عرصہ میں سپین کے مسلم علماء علمی دنیا کے امام بنے رہے۔ یہاں تک کہ یورپ کے مختلف ممالک کے بڑے بڑے پادری اور راہب سپین کی یونیورسٹیوں میں آکر تعلیم حاصل کرتے تھے بعینہ اس طرح جس طرح آج کل مشرقی اور دیگر ترقی پذیر ممالک کے نوجوان اپنی تعلیم کی تکمیل کے لئے یورپ اور امریکہ کے تعلیمی اداروں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس لمبی علمی روایت کو پوری طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یقیناً یہ کام اس لائق ہے کہ نوجوان محققین اس کام کا بیڑا اٹھائیں اور مسلمانوں کے اس سنہری دور کے کارناموں کو منظر عام پر لائیں۔

اس نہایت ہی مختصر مضمون میں ہم صرف بعض علوم کے چیدہ چیدہ علماء کا ذکر کر سکتے ہیں۔ ان علوم میں سر فہرست علم فلکیات ہے۔

علم فلکیات شروع ہی سے انسان کا دل پسند مشغلہ رہا ہے۔ کچھ اس وجہ سے کہ انسان اپنی قسمت ستاروں سے وابستہ سمجھتا رہا ہے۔ مگر زیادہ اس وجہ سے کہ یہ ایک ایسا علم ہے جس کا انسان کے روزمرہ کے معمولات کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ مسلمانوں کے لئے مزید دلچسپی اُن کی وسیع سلطنت کی وجہ سے پیدا ہوئی جس کے انتظام و انصرام کے لئے انہیں خشکی اور تری کے سفر اختیار کرنے پڑتے تھے اور ان سفروں کے لئے ستاروں کی مدد سے سمت متعین کی جاتی تھی۔ نیز سمتِ قبلہ کے لئے بھی علم فلکیات ایک ضروری علم تھا۔ لہٰذا اس امر میں کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے کہ مسلمان بادشاہوں نے ہمیشہ اور ہر جگہ اس علم کی سرپرستی کی۔ سپین میں اس علم کا مشہور ماہر جس کا نام آج تک زندہ ہے اور جسے اہلِ یورپ "ارزاقیل" (Arzachel) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ابو اسحاق ابراہیم بن یحیٰی النقاش الزرقانی ہے جو ۱۰۲۹ء میں قرطبہ میں پیدا ہوا اور طلیطلہ (Toledo) کی ریاست کے حکمران مامون کی سرپرستی میں سائنس میں کار ہائے نمایاں سر انجام دیتا رہا۔ اس مامون سے مراد عباسی خلیفہ المامون نہیں ہے بلکہ طلیطلہ کی ریاست کا حاکم تھا۔ اس کی یادگار ایجاد اصطرلاب کی ایک ترقی یافتہ شکل تھی۔ جس کا نام اس نے اصطرلاب مامونی رکھا۔ اہلِ یورپ میں یہ آلہ "سفاقہ" کے نام سے معروف رہا ہے اور صدیوں تک اس سے کام لیا جاتا رہا۔

زرقانی ایک عظیم سائنسدان تھا جس نے اپنی ساری عمر تجربات اور مشاہدات پر صرف کر دی۔ اس نے ثابت کیا کہ اوجِ شمس (Solar Apogee)

تغیّر پذیر ہے۔ اس تغیّر کی مقدار اس کے مشاہدات کے مطابق ۱۲ زاویاتی منٹ سالانہ تھی جو موجودہ مسلّم مقدار کے حیرت انگیز طور پر قریب ہے۔ دائرۃ البروج (Obliquity of Ecliptic) کے متعلق بھی اس نے بہت سے مشاہدات کئے اور اس کی قیمت کا بہت حد تک صحیح اندازہ لگایا۔ زرقانی نے ٹرگنومیٹری میں بہت سی نسبتوں کے نقشے مرتب کئے جو اس وقت کے موجودہ نقشوں سے بہت زیادہ صحیح تھے۔

سپین کے نامور مسلمان سائنسدانوں میں ابن رشد کا نام بھی بہت مشہور ہے جس کو اہل یورپ ایوروس (Averroes) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس کا کارنامہ وہ تنقید ہے جو اس نے ٹولمی کے نظریہ اجرام فلکی پر کی۔ ٹولمی کے نقطہ نظر سے سب اجرام فلکی زمین کے گرد گھوم رہے ہیں۔ بعد میں کوپرنیکس نے ثابت کیا کہ نظام شمسی کا محور زمین نہیں بلکہ سورج ہے۔ لیکن یہ پندرھویں صدی کی بات ہے جب کہ ابن رشد نے ۱۲۰۰ عیسوی ہی میں ٹولمی کے نظریہ کو غلط قرار دے دیا تھا۔

علم ہیئت ہی کا ایک اور عالم ابو القاسم اصباغ بن محمد تھا جس نے اصطرلاب سازی پر بہت کام کیا۔ اس نے فلکی مشاہدات کے ذریعہ ہیئت کی جدولیں تیار کیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ابو القاسم اصباغ نے تجارتی حساب پر بھی ایک کتاب تصنیف کی۔ ریاضی میں ہی اس نے اعداد کی خاصیتوں پر ایک کتاب تصنیف کی۔ اصباغ بن محمد کا زمانہ دسویں صدی کے آخر کا زمانہ ہے اور اس کا تعلق سپین کے جنوبی علاقہ میں اسلامی سلطنت کے دوسرے بڑے شہر غرناطہ سے تھا۔

طبّ اور علم کیمیا

طب اور علم کیمیا کے کئی ماہر سپین میں پیدا ہوئے جن میں سے مشہور نام ابو القاسم مسلمہ مجریطی تھا۔ جس کو یورپ میں ابو القاسس (Abulcasis) کہتے ہیں۔ اس کا آبائی وطن سپین کا مشہور شہر میڈرڈ تھا جسے مسلمان مجریط کہتے تھے۔ اس شہر کی نسبت سے ابو القاسم مسلمہ کو مجریطی کہتے تھے۔ ابو القاسم ۹۳۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۰۰۳ء میں فوت ہوا اس نے اپنی ساری عمر دارالسلطنت قرطبہ میں گزاری اور تین اندلسی بادشاہوں یعنی عبد الرحمٰن ثالث، حکم ثانی اور ہشام ثانی کا عہد سلطنت پایا۔ وہ طب، کیمیا اور ریاضی میں متعدد تحقیقات کا بانی تھا۔ ریاضی میں اس نے تجارتی حساب کے موضوع پر ایک کتاب لکھی جو اس موضوع پر پہلی تصنیف تھی اور جس کا ترجمہ اسی زمانے میں لاطینی میں ہو چکا تھا۔ علم طب میں ابو القاسم کا خاص موضوع "حیوانات کی نسل" تھا جس پر اس نے ایک تحقیقی کتاب تصنیف کی۔ موجودہ اصطلاح میں اس تحقیق کو زوولوجی کے مضمون میں شامل کریں گے۔ علم کیمیا میں اس نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "غایۃ الحکیم" لکھی۔ جس کا

ترجمہ سپین کے عیسائی علاقے کے بادشاہ نے ۱۲۵۰ عیسوی میں لاطینی میں کروایا۔ ابوالقاسم دارالسلطنت میں شاہی طبیب تھا اس نے طبّ کے موضوع پر تیس جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب تیار کی جس کی آخری جلد میں علم جراحت اور جراحت کے مختلف آلات کا ذکر ہے اس کتاب کا نام اُس نے "کتاب التصریف" رکھا۔ جن آلات جرّاحی کا ذکر ابوالقاسم نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور باقاعدہ اشکال کے ذریعہ ان کی ساخت کو ظاہر کیا ہے ان کی تعداد دو سو سے زیادہ ہے۔ اس کتاب کا لاطینی زبان میں بارھویں صدی عیسوی میں ترجمہ ہوا اور یہ یورپ میں مشہور و مقبول ہوئی۔

قبل ازیں ابنِ رُشد کا ذکر علم فلکیات کے سلسلہ میں آچکا ہے۔ فلکیات کے علاوہ اُسے طب میں بھی یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ چنانچہ اپنے استاد ابنِ طفیل کے بعد وہ شاہ ابو یعقوب کا شاہی طبیب مقرر ہوا۔ ابن رشد کی شخصیت ایک ہمہ پہلو شخصیت تھی۔ وہ بیک وقت طبیب۔ ماہر فلکیات فلاسفر اور قانون دان تھا۔ اس نے ارسطو کی مشہور زمانہ تصانیف پر تنقید کی یہاں تک کہ یورپ میں ابنِ رشد کو ناقد (The Commentater) کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ ۱۱۷۱ء میں اُسے قرطبہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا اور ۱۱۸۲ء میں وہ شاہی طبیب مقرر ہوا۔ اس کا ایک ہم عمر حکیم ابو مروان ابن زہر تھا جس کے ساتھ مل کر اس نے علم طب کی ایک ضخیم

کتاب تیار کی جس کا نام "کُلیات" تھا۔ ابن زہر نے ابنِ رشد کی معاونت میں ایک اور کتاب "تاثیر" لکھی طب ہی کے مضمون کا ایک اور عالم سلیمان جلجل ہو گزرا ہے جس کا پورا نام ابوداؤد سلیمان ابن حسن ابنِ جلجل تھا جو بعد میں ہشام ثانی کا شاہی طبیب مقرر ہوا۔ اس نے بعض نئی مفرد ادویات کے خواص کی چھان بین کی۔ ابن جلجل کا ایک اور علمی کارنامہ ایک ضخیم کتاب "تاریخ الاطباء و فلاسفہ" کی شکل میں منظر عام پر آیا۔ اس میں اس نے یونانی اور اسلامی دور کے فلسفیوں اور طبیبوں کے حالات قلم بند کئے۔ ۱۹۱۰ء عیسوی میں قرطبہ کے شہر میں ابن جلجل نے وفات پائی۔

سپین کے متقدمین دانشوروں میں ایک مشہور نام عریب بن سعد الکاتب قرطبی کا ہے۔ چودھویں صدی عیسوی کے شروع میں قرطبہ میں پیدا ہوا اور بلوغت کو پہنچنے کے بعد مشرف بہ اسلام ہوا۔ طب اس کی تحقیق کا خاص موضوع تھا اس نے زچہ و بچہ۔ دایہ گری اور جنین کی پیدائش پر کتب تصنیف کیں اور نباتات پر بھی ایک تحقیقی کتاب لکھی۔ زچہ اور بچہ کے موضوع پر غالباً یہ پہلی کتاب تھی۔ عریب نہ صرف ایک طبیب بلکہ ایک اعلیٰ ذرلیعہ کا مؤرخ بھی تھا اس نے افریقی اور ہسپانوی مسلمانوں کی تاریخ پر ایک مستند کتاب تصنیف کی۔ شاہی طبیب کے طور پر وہ عبدالرحمٰن ثالث اور حکم ثانی کے درباروں سے منسلک تھا۔

طب کے میدان میں ایک اور مشہور نام ابوالمطرف عبدالرحمان بن محمد بن عبدالکریم بن یحییٰ ابن الواقد ہے۔ جسے ابن گیفت (Aben-Guefith) کہا جاتا ہے۔ طلیطلہ کا یہ مشہور سائنس دان ۹۹۷ء میں پیدا ہوا اور اس نے ۱۰۷۴ء میں وفات پائی۔ اس کی عظیم تصنیف "کتاب الادویۃ مفردۃ" جس میں اس نے مفرد دواؤں کے خواص لکھے ہیں۔ اور اپنی تحقیقات کے نتائج پیش کئے ہیں۔ وہ غذائی طریقہ علاج کا معتقد تھا۔ اس کی نظر میں دواؤں کا استعمال اس وقت کرنا چاہیئے جب صرف غذائی اشیاء سے علاج ممکن نہ ہو۔ اور اس صورت میں بھی مرکب دواؤں پر مفرد دواؤں کو ترجیح دینی چاہیئے۔ ۱۵۲۹ء میں اس کی کتاب کا لاطینی ترجمہ وینس سے شائع ہوا۔ عرصہ دراز تک اس کی تصنیف کو ایک مستند تصنیف سمجھا جاتا رہا۔

فلسفہ:

سپین کے مشہور حکماء میں قرطبہ کے ابن حزم کا نام سرفہرست ہے۔ ابن حزم نے مذہب میں جائز عقلی استدلال کی حدیں مقرر کیں اور قرآن اور حدیث کو آخری حکم قرار دیا۔ اس کے نزدیک کسی بڑے سے بڑے عالم کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مذہب کے معاملہ میں اپنی تاویل اور تفسیر کو حتمی قرار دے۔ قرآنی احکام کی اتباع اس لئے ضروری نہیں کہ وہ ہماری عقل کے معیار پر پورا اترتے ہیں بلکہ ان کی اتباع اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا حکم دیا ہے گویا شریعت کا سرچشمہ منشاء باری ہے نہ کہ انسانی دانش۔ اس نظریہ میں درحقیقت ان مذاہب اور مسالک سے واضح گریز پایا جاتا ہے جو خلافتِ عباسیہ کے دور میں مستند سمجھے جاتے تھے اور جنہیں آج تک اکثر اسلامی دنیا میں معتبر سمجھا جاتا ہے۔ کسی حد تک یہ نظریہ داؤد ابن علی کے فرقہ ظاہریہ کی بازگشت ہے جس کے نزدیک مسلمانوں کو احکام کے الفاظ کا پابند ہونا چاہیئے نہ کہ ان کی تفسیر و تاویل کا۔ ابن حزم کے نظریہ سے متاثر ہو کر بعد میں ابن طومرت نے یہ تحریک چلائی کہ ہمیں ائمہ کے اجتہاد کے بجائے قرآن اور حدیث کو حکم بنانا چاہیئے۔ ظاہریت کا یہ رجحان درحقیقت ابن رشد کی اس تنقید کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ جو اس نے ارسطو کی تصانیف کا ترجمہ کرنے والے علماء پر کی اس تنقید میں امام غزالی ابن سینا اور فارابی شامل تھے۔ ابن رشد کے خیال میں امام غزالی نے جو باتیں یونانی حکماء کی طرف منسوب کی ہیں وہ درست نہیں تھیں۔ ابن رشد اپنے آپ کو ارسطو کا صحیح جانشین تصور کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے لکھا کہ قرطبہ اور ایتھنز آب و ہوا کے لحاظ سے ایک ہی جیسے علمی ماحول کے متحمل ہیں۔ اس لئے وہ عراقیوں کے نسبت ارسطو کے خیالات کو بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے۔ گویا جس طرح ابن رشد نے ارسطو

کے فلسفے کے بارے میں عراقی علماء سے اختلاف کیا۔ اسی طرح ابن حزم اور اس کے جانشینوں نے ان مسالک مذہبی کو ردّ کیا جن کی بنیاد اندلس میں نہیں بلکہ مشرق میں رکھی گئی تھی۔ موجودہ علمی اور سائینسی ترقی کے بعد جس کی رو سے ارسطو کے اکثر نظریات غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ ابن رشد کا اس کی صحیح جانشینی پر فخر کس قدر عجیب معلوم ہوتا ہے۔ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۔

شعر و ادب:

آٹھ سو سال کے اس لمبے عرصہ میں نہ جانے کس قدر شعراء اور ادیب پیدا ہوئے ہوں گے۔ سب کے نام تاریخ نے محفوظ نہیں رکھے تاہم ایک زمانہ اسلامی عہد کا ایسا ہے جو شعر و ادب کے لحاظ سے ممتاز ہے یہ وہ زمانہ تھا جب سپین میں عبدالرحمان ثالث کی قائم کردہ خلافت کا چراغ گُل ہو رہا تھا۔ اور مرکزی طاقت کے زوال کے بعد متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستیں وجود میں آ رہی تھیں۔

افراتفری کا ایسا ہی زمانہ شعر و ادب کے لئے سازگار فضا ہوا کرتا ہے۔ ہندوستان میں مغل سلطنت کے زوال کا زمانہ اردو شاعری کے عروج کا زمانہ ہے۔ آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کے عہد کے ذوق اور غالب اردو شاعری کے مایہ ناز استاد تھے۔ اسی طرح اسپین کی خانہ جنگی کے زمانہ نے بھی ادباء اور شعراء کو جنم دیا جن کے نام اب تک محفوظ ہیں۔ ان میں عظیم مورّخ ابن حیّان جس کا زمانہ ۹۸۷ عیسوی ۱۰۷۶ سن عیسوی ہے ایک عظیم نثر نگار اور نقّاد تھا اس کی تصنیف متین اور مقتبس سے اس زمانہ کے حالات اور واقعات کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے علاوہ دو نامور اور قابل ذکر ہیں۔ یعنی ابن شہید (۹۹۲-۱۰۳۵) اور ابن حزم (۹۹۱-۱۰۶۳) جن کا کچھ تذکرہ پہلے آ چکا ہے۔ یہ دونوں خانہ جنگی کے دوران اموی حکومت میں وزیر تھے اور دونوں عظیم شاعر تھے۔ ان دونوں کے کلام کو اندلسی عرب شعر و ادب کا معراج قرار دیا جاتا ہے۔ یہ آزاد منش پرانے خیالات کو ردّ کرنے والے اور نئی تحریکوں کو ہوا دینے والے تھے۔ یہ نظم اور نثر دونوں میں برابر کی دسترس رکھتے تھے۔

ابن شہید کی مشہور تصنیف رسالۃ الطوابی و النزوابی اب تک محفوظ ہے۔ اس میں وہ اپنے ایک سفر کا حال لکھتا ہے جس میں اس کی ملاقات جنوں اور قدیم روحوں سے ہوتی ہے۔ درحقیقت اس کی یہ کوشش ڈانٹے (DANTE) کی مشہور زمانہ نظم (Divine Comedy) کا پیش خیمہ تھی۔ ابن شہید کا مزار قرطبہ کے ایک پارک میں ہے۔

ابن حزم کی شہرت کی بنیاد اس کی وہ عظیم تصنیف ہے جو اندلس ادب کا شاہکار ہے اور جس کا نام طوق الحمامہ ہے اس میں محبت کا تذکرہ ہے اور اس موضوع پر دنیا کی بہترین کتب سے

موازنہ کیا جاسکتا ہے۔ یورپ پر اس کتاب کا بہت اثر ہوا۔ علاوہ اور باتوں کے یہ ایک سفرنامہ ہے اور اموی قرطبہ کے حالات کا عظیم تذکرہ بھی۔ طوق کا ایک مشہور شعر کچھ اس طرح ہے کہ :۔

"مجھے چین کے بے حیثیت موتی کی کیا پرواہ۔ مجھے اپنے اسپین کے زمرد پر فخر و ناز کافی ہے۔"

طوائف الملوکی کے دور میں بھی بہت سے ادباء اور شعراء پیدا ہوئے جن میں ابن باقی اور ابن قزمان مشہور ہیں۔

غرناطہ کے مشہور ادباء میں ابن الخطیب۔ ابن لویون ساطبی، ابن اباد الترمذی۔ ابو بکر ابن عاصم اور شعراء میں ابو التبعاء، ابن شریف، ابن خاطمہ، اور ابن زمرق مشہور ہیں۔ ان کے کلام میں اُس زمانہ کے حالات خصوصاً اسلامی سپین کے زوال پذیر معاشرے کا ذکر ملتا ہے۔ آخر کار غرناطہ کی حکومت بھی چودہ سو بانوے ۱۴۹۲ء میں ختم ہوئی اور اگرچہ اس کے چند سال بعد ترکی کے سلطان نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر کے کسی حد تک غرناطہ کا بدلہ لے لیا۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ غرناطہ کے زوال کے بعد اسلام کا نام سپین سے مٹ گیا اور وہ سورج جس نے آٹھ صدیاں اس خطے کو اپنے نور سے منور کیا۔ آئندہ پانچ سو سال تک کے لئے غروب ہوگیا۔ حتیٰ کہ مہدی علیہ السلام کے وقت میں اس کے خلیفہ ثالث کے ذریعہ اُمید کی ایک کرن قرطبہ کے نزدیک ایک مسجد کے سنگِ بنیاد کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ ہیں :۔

"اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلّتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔"

مجاہد اسپین

محترم کرم الٰہی ظفر صاحب

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

حضرت فضل عمرؓ، اللہ آپ سے راضی ہو۔ کے ارشاد پر مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب ۱۰ جون ۱۹۴۶ء کو اپنے ایک رفیق کار محترم محمد اسحٰق ساقی صاحب کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے لندن سے سپین کے دارالحکومت میڈرڈ پہنچے۔ یہاں انہیں اوّل قدم پر ہی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ یہ ملک صدیوں سے نہایت متعصب اور ظالم و متشدد کیتھولک چرچ کے ہاتھوں کٹھ پُتلی بنا ہُوا تھا۔ جہاں کیتھولک فرقہ کے سوا کسی دوسرے مذہب بلکہ عیسائی فرقہ پروٹسٹنٹ تک کو اپنے مخصوص نظریات پھیلانے کی اجازت نہ تھی۔ ان حالات میں ان دونوں مجاہدین نے تبلیغ کا کام شروع کیا یہ مشن ابھی ابتدائی مراحل میں ہی تھا کہ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں خرچ ختم ہو گیا۔ جس پر مرکز کو یہ مشن بند کر دینے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ چنانچہ ساقی صاحب کو تو واپس بُلا لیا گیا لیکن مولوی کرم الٰہی صاحب نے اپنے آقا کے حضور خط لکھا کہ مشن بند نہ کریں، خاکسار اخراجات خود برداشت کرے گا۔ حضور کی طرف سے اجازت ملنے پر محترم مولوی صاحب نے عطر پھیری لگا کر فروخت کرنا شروع کر دیا لیکن اس راہ میں بھی کئی مشکلات پیش آئیں۔ مگر آپ نے اپنا کام جاری رکھا۔ عطر خود تیار کرتے اور بیچتے رہے۔ اور اس طرح سے سپین میں ایک چلتا پھرتا تبلیغی ادارہ کام کرنے لگا۔ جسے حکومت مشتبہ نظروں سے دیکھتی اور ایک مرتبہ مولٰنا خوانچہ لگائے عطر بیچ رہے تھے کہ خفیہ پولیس کے چند آدمی آپ کو گرفتار کر کے لے گئے اور چار گھنٹے حراست میں رکھا۔

ہسپانوی زبان میں معرکہ آرا لیکچر "اسلام کا اقتصادی نظام" کا ترجمہ مولٰنا موصوف کا ابتدائی کارنامہ ہے۔ آپ نے اس کا ترجمہ کر کے اشاعت کیلئے وزارت تعلیم میں درخواست دی اور ساتھ ہی جولائی ۱۹۴۷ء میں اسی کتاب کا انگریزی ایڈیشن محکمہ سنسر شپ میں پیش کر دیا۔ لیکن اس کتاب کی اشاعت میں کافی دقت ہوئی۔ کیونکہ مولٰنا موصوف نے اس کے دیباچہ میں لکھا تھا کہ "کمیونزم کا علاج اسلام ہے"۔ اس لئے سنسر والوں نے اصرار کیا کہ اس میں اسلام کا لفظ کاٹ دیں۔ لیکن مولٰنا موصوف نے بعض ذمہ دار افسران سے مُلاقات کی اور بار بار درخواست دی کہ عیسائیت کا ذکر کئے بغیر اسلامی تعلیم پیش کی گئی ہے۔ آخر کار تھوڑی سی ترمیم کے بعد اگست ۱۹۴۷ء کو اس کتاب کی اشاعت ہوئی۔

قریباً تین ہزار نسخہ تھا۔ جس پر پانچ سو پونڈ سے بھی زیادہ لاگت آئی۔ اور نتیجۃً آپ زیر بار ہو گئے۔

اسی دوران آپ کو اکتوبر میں صوبہ اراگون کے قدیم شہر مشاراگونا کی قومی صنعتی نمائش میں پھیری لگا کر عطر بیچنے کی اجازت مل گئی۔ جس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی آمد ہوئی کہ سب قرضہ بے باق ہو گیا۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد سپین کے بعض متعصب عیسائیوں نے برملا یہ کہنا شروع کر دیا کہ اسلام کا اقتصادی نظام ہی دُنیا کے دُکھوں دردوں کا بہترین اور کامیاب علاج ہے۔

اس کے بعد مولٰنا موصوف کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ سیدنا حضرت اقدسؑ کی حقائق و معارف سے پُر اور قرآنی علوم سے بریز کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا ہسپانوی ترجمہ شائع کیا جائے۔ چنانچہ محکمہ سنسر شپ کے انچارج پروفیسر BENEXTO نے اپنی ذمہ داری پر یہ کتاب طبع کروانے کی اجازت دے دی اور کہا کہ جلد سے جلد شائع کر دو تاکہ کوئی روک نہ پڑے چنانچہ مولٰنا نے ۱۹۵۰ء میں یہ کتاب بھی اسی مطبع کو دے دی جہاں سے پہلی کتاب طبع ہوئی تھی۔ کتاب پانچ ہزار کی تعداد میں چھپ کر تیار ہو چکی تھی اور سرورق لگ رہا تھا کہ سپین حکومت کے وزیر تعلیم نے اس مطبع والوں کو حکم جاری کر دیا کہ کتاب کی اشاعت روک دی جائے۔ اور اس کی تقسیم شدہ کاپیاں ضبط کر لی جائیں۔ مولٰنا موصوف نے وزیر تعلیم سے ملنے کی کوشش کی اور مختلف شخصیتوں سے مُلاقاتیں کیں۔

بالآخر سپین کی وزارتِ خارجہ نے مولٰنا موصوف کو بلا کر کہا کہ آپ اس کتاب میں سے بعض عبارتیں حذف کر دیں تو ہم اسے شائع کرنے کی اجازت دے دیں گے۔ لیکن مولٰنا موصوف اس میں تبدیلی پر آمادہ نہ ہوئے۔

سلسلہ مراسلات جاری تھا کہ سنسر شپ کا محکمہ وزارتِ تعلیم کی بجائے وزارتِ اطلاعات کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا اور کتاب کا معاملہ از سرِ نو اٹھانا پڑا۔ مولٰنا موصوف نے ایک مفصل خط ڈائریکٹر آف پروپگنڈہ کو لکھا اور ملاقات بھی کی۔ لیکن اس نے بھی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اور باوجود مزید کوششوں کے کامیابی نہ ہوئی۔

انہیں ایّام میں خدا کے فضل سے لنڈن کے ایک نئے احمدی دوست محمد یسین صاحب نے مولٰنا موصوف کو خط لکھا اور وعدہ کیا کہ "اسلامی اصُول کی فلاسفی" کا ہسپانوی ترجمہ اور ہسپانیہ کے چوٹی کے معزز اشخاص کے پتے ہمیں بھجوا دیں۔ ہم لنڈن سے یہ کتاب انکو بھجوا دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کتاب پہنچنے پر ہی بذریعہ ڈاک ہسپانوی مُعززین کو پہنچانا شروع کر دی۔ اس دوران مولوی صاحب نے اس کتاب کا ایک نسخہ سپین کے صدر جنرل فرانکو کی خدمت میں بھجوایا۔ جس پر جنرل موصوف نے شکریہ ادا کیا اور کتاب کی تعریف کی۔ اس کے بعد مولٰنا موصوف نے کتاب کی محدود تقسیم شروع کر دی۔ پولیس والے جواب طلبی کے لئے آتے۔ لیکن آپ انہیں جنرل فرانکو کا خط دکھاتے تو وہ واپس چلے جاتے۔ بالآخر ۱۴ برسوں کے بعد انفارمیشن سنٹر نے نہ صرف اس کتاب کے شائع کرنے کی بلکہ ایک ٹریکٹ "میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں" کے چھپوانے کی بھی باقاعدہ سرکاری اجازت دے دی۔

مولانا نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو میڈرڈ تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ وقتاً فوقتاً سپین کے دوسرے مشہور شہروں مثلاً اشبیلیہ، بلنسیہ، تاراگوتا، برشلونہ تشریف لے جا کر پیغامِ حق پہنچاتے رہے۔ ۱۹۵۶ء میں کیتھولک پادریوں نے جن کے لئے اسلام کی ترقی ناگزیر بڑھتی سرکاری حلقوں سے گٹھ جوڑ کر کے تبلیغ اسلام پر پابندی لگوا دی۔

لیکن اس کے باوجود ملک کے چھوٹے بڑے حلقوں کی اسلام سے دلچسپی میں کوئی کمی نہ آئی۔ لوگ اسلام کے متعلق شوق اور دلچسپی کا اظہار کرتے اور کتب خریدتے رہے اور ان سے مراسم بڑھتے رہے اور مبلغ اسلام بھاری تعداد میں اہلِ سپین سے پرائیویٹ ملاقاتیں کرتے رہے۔ اور انہیں تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ اس کے علاوہ ملک کی صنعتی نمائشوں اور دوسرے اجتماعی موقعوں سے بھی محترم مولانا موصوف پورا پورا فائدہ اٹھاتے رہے۔ اور اہلِ ہسپانیہ کے دلوں کی زمین اسلام کی خاطر ہموار کرنے کے لئے آہستہ آہستہ مگر مسلسل کوشش کرتے رہے۔ چنانچہ آپ کی یہی جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم کو خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ اور آج سپین کی دھرتی پر ان کوششوں کا شیریں ثمرہ مسجد احمدیہ کی تعمیر کی صورت نظر آتا ہے۔

محترم مولوی صاحب کی قربانیوں کی داستان طویل ہے آپ تبلیغ اسلام کے دوران بیسیوں مرتبہ پکڑے گئے اور اس راہ میں مختلف تکالیف اور مصائب برداشت کرتے رہے۔ لیکن یہاں صرف وہی واقعات لکھے گئے ہیں جو تاریخ احمدیت میں شائع ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محترم مولوی صاحب کی قربانیاں قبول فرمائے۔ اور ان کی جزائے خیر عطا فرماتے اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ایسی ہی قربانیاں پیش کرتے چلے جانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(مرتبہ ل، ل، ل)

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے دورہ ۱۹۸۰ء کے دوران مختلف ممالک میں جو تقاریر فرمائیں، اُن میں سے چند ایک تقاریر کا خلاصہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ادارہ جناب یاسین شوق کا شکرگزار ہے۔

قرآنِ کریم اس نکتہ نظر سے پڑھیں کہ آپ کے ملک کے کس مسئلے کا حل اس میں کہاں موجود ہے

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ احمدی احباب و خواتین قرآن کریم کو اس نکتہ نظر سے پڑھا کریں کہ جو مسئلہ ان کے ملک میں ان کے وقت میں درپیش ہے اس کا قرآن کریم کیا حل بتاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ مسجد فضل لندن میں رمضان المبارک کے آخری سے پہلے دن ۱۰ اگست ۱۹۸۰ء کو درس دے رہے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر قرآن کریم ہر نسل اور ہر دور کے مسائل حل کرتا ہے تو پھر تو یہ زندہ کتاب ہے۔ ورنہ مردہ کہی جائے گی اور یہ مردہ کتاب نہیں ہے یہ ایک زندہ کتاب ہے اور آپ کو اس کا ذاتی مشاہدہ ہونا چاہیئے یورپ کو میں نے کہا ہے کہ جس طرح آپ ہتھیار جمع کرتے چلے جا رہے ہیں اسی طرح سے مسائل کا بھی انبار لگا رہے ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ آپ کو ان مسائل کا حل نہیں ملے گا کیونکہ سارے مسائل عقل حل نہیں کر سکتی اس وقت تم قرآن کریم کی عظمت کو تسلیم کرو گے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ ایک حقیقت ہے اور میں علیٰ وجہ البصیرت یہ بات کہتا ہوں کہ یہ میری ذات کا مشاہدہ ہے کہ قرآن کی روشنی میں آپ ہر نسل کے مسائل حل کر سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر ضروری چیز موجود ہے۔ یہ کتاب مبین ہے اس لحاظ سے کہ تاریخ اسلامی میں ماضی کی نسلوں کو جو مسائل پیش آئے ان کا حل قرآن کریم کے ذریعے کیا گیا۔ اور آج جو مسائل نظر آ رہے ہیں ان کا حل قرآن کریم میں موجود ہے اور یہ کتاب مکنون اس لحاظ سے ہے کہ ہر آنے والی نسل اس کے پوشیدہ علوم اور رازوں کا علم حاصل کر کے اپنی اپنی نسل اور اپنے اپنے دور کے مسائل کا حل تجویز کرے گی۔ حضور نے فرمایا کہ اس بات میں ایک پیشگوئی اور خوشخبری بھی موجود ہے کہ ہر دور میں ایسے مطہر وجود امتِ محمدیہ میں پیدا ہوتے رہیں گے جو کہ اس چھپی ہوئی تعلیم کے حصے سامنے لا کر قیامت تک پیدا ہونے والے مسائل حل کرتے چلے جائیں گے۔

حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو مطہرین کے گروہ میں داخل کرے اور خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو یہ توفیق دے کہ وہ خدا سے علم قرآن حاصل کر کے دنیا کے پیچیدہ اور نہ حل ہونے والے مشکل مسائل کا حل پیش کرے۔ خدا آپ کے ساتھ ہو!

آئندہ دس سال میں جماعت احمدیہ کو چوٹی کے سو سائنسدان مل جائینگے

سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس امید کا اظہار کیا ہے کہ آئندہ دس سال کے اندر اندر جماعت احمدیہ کو چوٹی کے سو سائنسدان مل جائیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ اب بھی ایسے ذہین احمدی نظر آ رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ ۱۵ اگست ۱۹۸۰ء کو مسجد فضل لندن میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے مَیں نے تعلیمی منصوبہ شروع کیا ہے اور فی الحال دو سال کیلئے یہ تجربتہً پاکستان ہندوستان اور بنگلہ دیش میں شروع کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں نے اس بات پر بہت سوچا ہے کہ خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ایک ذہین بچہ ہے۔ ذہنِ رسا سے بہتر کوئی چیز نہیں اور اللہ تعالیٰ احمدیوں کو بڑی عقل دے رہا ہے ایسے ذہن کے لئے اگر ایک ملین (دس لاکھ) روپیہ بھی دینا پڑے تو دیں۔ ہم نے یہ کوشش کرنی ہے کہ ہر ذہین بچے کو سنبھالا جائے اور جینئس کو ہر قیمت پر سنبھالنا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہم نے اسی منصوبہ کے ذریعے سے اسلام کو غالب کرنا ہے۔ کوئی بچہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو میٹرک سے پہلے تعلیم چھوڑ دے۔ حضور نے فرمایا کہ ہم آدھا پیٹ بھر کر تو زندگی گزار سکتے ہیں مگر بچوں کو تعلیم ضرور دلوائیں گے۔ اور ایسے بچوں کو جماعت ضرور سنبھالے گی۔ حضور نے فرمایا۔ یہ ذہن ہم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ علم کے میدان میں آگے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی جائے اور یہ یاد رکھا جائے کہ اللہ کی مدد کے بغیر کوئی شخص علم حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے لئے دعا کے ساتھ خدا کے فضلوں کے دروازے کھٹکھٹاؤ اور یاد رکھو کہ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ جو یہ دروازہ کھٹکھٹائے گا اس کے لئے یہ دروازہ کھولا جائے گا۔ حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس میں سے ایک فقرہ لیا۔ یہ فقرہ ہے :-

" فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے۔"

حضور نے فرمایا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ تحقیق کے میدان میں احمدیوں کو اللہ تعالیٰ کے افضال حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھنا چاہیئے اور تحقیق کی راہوں پر اس طرح چلیں کہ نوع انسان کے خادم بنیں۔ اسی طرح سے جس طرح سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھے۔

حضور نے احمدیوں کو نصیحت فرمائی کہ جب تک قرآنی ہدایت کے مطابق علمی تحقیق میں آگے نہیں بڑھو گے اس وقت تک تم دنیا کے معلم نہیں بن سکو گے

اس لئے یہ تعلیمی منصوبہ خدا تعالیٰ کے اذن سے شروع کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ زمانہ غلبۂ اسلام کا زمانہ ہے اور غلبۂ اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں انتہائی قربانیاں دے کر آگے بڑھنا ہے اور ان قربانیوں کے میدان میں ایک میدان علم کا بھی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر ماں باپ یا بڑے بھائی کی ذمہ داری ہے کہ ان کے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں ایم ایس سی تک پڑھیں۔ حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ عطا کرے اور ہم خدا سے اس کے افضال و انعامات مانگنے والے ہوں۔ آمین!

ہم اُسوقت تک اسلام نہیں پھیلا سکتے جبتک یورپ کو تعلیم کے میدان میں شکست نہ دیدیں

مسجد احمدیہ اباداں (نائیجیریا) کے افتتاح کے موقعہ پر خطاب کا خلاصہ

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۰ اگست ۱۹۸۰ء کو نائیجیریا کے شہر اباداں میں مسجد احمدیہ کا افتتاح کیا اور اس کے بعد احباب سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ ہم مسلمان ہیں ہم اس پر یقین رکھتے ہیں جو قرآن کریم میں آیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ قادرِ مطلق ہے، اسلام ایک عظیم مذہب ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں تو وہ ہم کو اپنی بے شمار برکات سے نوازے گا۔ اگر آپ کے دل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوگی تو وہ آپ سے محبت کرے گا۔ حضور نے فرمایا کہ میں اپنے ذاتی تجربے کی بناء پر کہتا ہوں کہ اللہ میرے ساتھ ہے اس لئے نہیں کہ مَیں کچھ ہوں۔ مَیں تو حقیر ترین خادم ہوں بلکہ اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن میں بعض اعراب کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ اگرچہ ابھی ان کے دل میں اسلام داخل نہیں ہوا لیکن وہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان کہو لیکن مومن نہ کہو۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ اللہ کی نگاہ میں مَیں مسلمان ہوں۔

حضور نے احباب نائیجیریا کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت نے آپ کے کندھوں پر عظیم ذمہ داریاں ڈالی ہیں۔ جب آپ نے یہ ذمہ داری اٹھائی ہے تو آپ کو اس کے لئے تیاری کرنی چاہیئے۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی طاقت عطا کرے۔

حضور نے فرمایا کہ مَیں نے یورپ میں ایک پریس

کانفرنس میں اہلِ یورپ کو بتایا کہ ایک وقت آئے گا۔ جبکہ آپ کو اپنے مسائل کا حل نہیں ملے گا اس مشکل وقت میں آپ لوگ اسلام قبول کریں گے۔

حضور نے فرمایا کہ نائجیریا کے تمام احمدی احباب کے گھر میں قرآن کریم کا یوروبا ترجمہ ہونا چاہیئے اس سے اگلا مرحلہ یہ ہو کہ آپ قرآن کریم کی تفسیر سیکھیں

حضور نے فرمایا کہ ہمارا اللہ بڑا مہربان اور فیاض ہے اس نے جماعت احمدیہ کو ذہین بچے عطا فرمائے ہیں۔ خدا کی یہ عظیم برکت ضائع نہیں ہونی چاہیئے

حضور نے فرمایا کہ یہ جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو سنبھالے اور ان کو اعلیٰ تعلیم دلائے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ اس میں کامیاب ہو گئے تو آپ دیکھیں گے کہ آئندہ دس سالوں میں دنیا بھر کے علمی میدانوں میں جماعت احمدیہ کے افراد کی تعداد بڑھ جائے گی۔ حضور نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے احمدی بچوں کو غذا بھی اچھی ملنی چاہیئے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے لئے سویابین استعمال کریں جو کہ بچوں کے ذہنوں کے لئے بہت اچھی چیز ہے

حضور نے فرمایا کہ ہر سکول جانے کی عمر کا ہر بچہ سکول جائے۔ حضور نے اس بات پر زور دیتے ہوئے اسے دوبارہ دوہرایا۔ حضور نے فرمایا کہ ہم اسلام کو اس وقت تک نہیں پھیلا سکتے جبتک یورپینوں کو تعلیم کے میدان میں شکست نہ دیدیں۔

حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن کی محبت اور آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دے اور آپ کو وہ سب کچھ دے جس کا وعدہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے۔ آمین!

(نوٹ۔ حضور نے یہ خطاب انگریزی میں فرمایا۔ حضور کے خطاب کا ساتھ ساتھ ترجمہ مقامی زبان میں کیا گیا۔ درمیان میں احباب جوشِ مسرت سے اسلام۔ احمدیت۔ حضرت امام جماعت احمدیہ زندہ باد کے اردو زبان میں نعرے لگاتے رہے)

ہمیں دُنیا بھر میں سب سے زیادہ صحتمند جماعت ہونا چاہیئے

مسجد احمدیہ لیگوس کے افتتاح کے بعد خطاب

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۲ اگست ۱۹۸۰ء کو نائجیریا کے دارالحکومت لیگوس میں مسجد احمدیہ کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد حضور نے خطاب فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ میں دس سال کے بعد نائجیریا آیا ہوں اس دوران میں جہاں تک احمدیت کا تعلق ہے نائجیریا کا چہرہ بدل گیا ہے کیونکہ دس سال پہلے بعض علاقوں کے لوگ ہم پر ہنستے تھے اور ان میں احمدیوں کا جانا مشکل تھا لیکن اس دورے میں ایک

صوبائی حکومت نے مجھے خط لکھا ہے جس میں یہ درخواست
کی گئی ہے کہ ہم اس علاقے میں پانچ سکول کھول دیں۔
اس ریاست سے ایک اور خط میں یہ بھی درخواست
کی گئی ہے کہ دو میڈیکل سنٹرز بھی کھولے جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ میں نے ان کی درخواست قبول
کر لی ہے اور ہم انشاء اللہ یہ سکول اور یہ طبی مراکز قائم
کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ جب میں پچھلی دفعہ آیا تھا تو
میں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے ملک میں چار
ہائر سیکنڈری سکول کھولوں گا۔ اب خدا کے فضل سے
چار کی بجائے چھ ہائر سیکنڈری سکول کھل گئے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ۱۹۷۰ء میں میرا تاثر یہ تھا کہ
آپ لوگ پوری طرح بیدار نہیں ہیں لیکن اس دفعہ کے دورے
سے میرا یہ تاثر ہے کہ میں نے اکثریت کو پوری طرح بیدار
پایا ہے۔ حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اہلِ نائیجیریا
کو اسلام اور احمدیت کی قوت عطا فرمائے۔ آمین!

حضور نے فرمایا کہ اس کے لئے آپ کو قرآن پڑھنا
چاہیئے اور قرآن سیکھنے کے لئے آپ کو فزکس کیمسٹری
جغرافیہ اور تمام حساب آنے چاہئیں۔ اس لئے آپ کو
چاہیئے کہ ہر سکول جانے والی عمر کے بچے کو سکول بھیجیں

حضور نے فرمایا کہ جب تک ہم اسلام سے نفرت
کرنے والے لوگوں کو تعلیم کے میدان میں شکست نہ دے
دیں گے ہم اسلام کو نہیں پھیلا سکتے۔ حضور نے فرمایا کہ
تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہر ذہین بچے کو یورپ اور امریکہ
یا روس بھی بھیجنا پڑے تو بھیجیں کیونکہ ہمارے نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے تعلیم پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میری نصیحت یہ ہے کہ اپنے
بچوں کو اور اپنے آپ کو صحت مند بناؤ۔ اوّل یہ کہ اچھی
غذا کھاؤ۔ دوسرے یہ کہ اس غذا کو ہضم کرنے کے لئے
ورزش کرو۔ حضور نے فرمایا کہ ہم کو دنیا بھر میں سب
سے زیادہ صحت مند جماعت ہونا چاہیئے۔ اسی طرح
سے جس طرح سے صحابہ رضوان اللہ علیہم نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے وقت میں تھے۔ حضور نے اس کی مثال
دیتے ہوئے کہا کہ کسریٰ کے خلاف جنگ میں جہاں
ایرانی سپاہی دو گھنٹے تلوار چلاتا تھا وہاں مسلمان آٹھ
گھنٹے تلوار چلاتے تھے اور تھکتے نہ تھے اس کا مطلب
ہے کہ وہ ایرانی سپاہیوں سے چار گنا زیادہ طاقتور تھے۔
حضور نے فرمایا کہ آج کے دور میں آپ کو روحانی اور
اخلاقی جنگوں کا سامنا ہے۔ اس کے لئے زیادہ سے
زیادہ صحت مند ہونا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا کہ یورپ اور دیگر مہذب کہلانے
والے ملک اخلاقی لحاظ سے دیوالیہ پن کا شکار ہیں۔ اب
یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اخلاقی لحاظ سے
ایک نمونہ بن کر ان کو دکھائیں اور بہترین بات جو میں
آپ کو کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے
زندہ تعلق پیدا کریں۔

حضور نے فرمایا کہ ہم اس خدا پر یقین رکھتے ہیں
جو ہم سے زندہ تعلق رکھتا ہے اور میں دنیا کو متعدد
بار کہہ چکا ہوں کہ میں فروتنی اختیار کرنے والوں میں
سے سب سے زیادہ فروتنی اختیار کرنے والا ہوں۔ آپ
کو بھی چاہیئے کہ آپ عاجزی اور فروتنی اختیار کرنے

والوں میں سے سب سے بڑھ کر ہوں۔ آپ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں آپ جب بھی اسی خدا کو پکارینگے وہ آپ کے قریب ہوگا اور آپ کی پکار کا جواب دیگا۔

(نوٹ: حضور نے یہ خطاب انگریزی میں فرمایا۔ اس کا ترجمہ ساتھ ساتھ مقامی زبان میں احباب جماعت کو سنایا گیا)

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آپ اس کی صفات کا علم حاصل کرنے کیلئے ہر سائنس پڑھ ڈالیں

الارو۔ ۲۲ اگست ۱۹۸۰ء

خطبہ جمعہ کا خلاصہ

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۲ اگست ۱۹۸۰ء کو مرکزی مسجد احمدیہ الارو (نائیجیریا) کا افتتاح فرمایا۔ افتتاح کے بعد حضور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن میں مساجد کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ کسی کی ملکیت نہیں ہیں۔ یہ کسی فرد واحد یا جماعت کی ملکیت نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے دروازے ہر اس شخص کے لئے کھلے ہیں جو کہ خدائے واحد کی عبادت کرنے کے لئے اس میں داخل ہوتا ہے چاہے وہ عیسائی ہو یا کسی اور مذہب کا ہو مگر وہ ایک خدا کے سوا کسی دوسرے کو معبود نہ مانتا ہو۔

(حضور نے فرمایا کہ عیسائیوں میں بھی بعض فرقے موحد موجود ہیں)

حضور نے فرمایا کہ ایک دفعہ چند عیسائی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ وہ باغ میں جا کر اپنے عقیدے کے مطابق نماز ادا کریں گے چونکہ وہ خدائے واحد کو ماننے والے عیسائی تھے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ باغ میں نہیں بلکہ مسجد نبوی میں نماز ادا کریں۔ حضور نے فرمایا کہ جب دنیا کی مقدس ترین مسجد یعنی مسجد نبوی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کو عبادت کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں تو میں یا آپ کون ہیں جو اس مسجد سے یا کسی اور مسجد سے خدائے واحد کی عبادت کرنے والوں کو روکیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ مسجد میں وہ شخص داخل نہ ہو جو کسی بری نیت یا غلط ارادے سے اندر آتا ہو۔

حضور نے فرمایا کہ مسجد بتاتی ہے کہ اسلام کا مذہب مساوات انسانی کا عظیم سبق دینے والا ہے کیونکہ مسجد میں آنے والا ہر شخص دوسرے کے برابر ہے اور دوسری عبادت گاہوں کی طرح اس میں کسی کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ مسجد ایک مقدس جگہ ہے اس میں شور و غل۔ گالی گلوچ یا

باآواز بلند گفتگو نہیں ہونی چاہیئے۔

حضور نے مسجد کے آداب بتاتے ہوئے فرمایا کہ مسجد روحانی اور اخلاقی تعلیم حاصل کرنے کی ایک مرکزی جگہ ہے۔ حضور نے کہا کہ اس لحاظ سے مَیں تمہیں تمہاری اس ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہر احمدی بچے کو تعلیم دلاؤ۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ غافلوں کی جماعت نہیں ہے۔ یہ سکالروں۔ پڑھے لکھوں کی جماعت ہے۔ ہم کو ہمارے خدا نے بنایا ہے کہ ہم اس کے قریب ہوں اور اس کی ذات کا عرفان حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کا علم رکھتا ہے اور دنیا کے تمام علوم کیمسٹری۔ حساب۔ فزکس۔ جغرافیہ۔ فلکیات وغیرہ وغیرہ اس کی صفات کے مظہر ہیں اور جتنا زیادہ آپ ان علوم کو حاصل کرتے چلے جائیں گے اتنا زیادہ آپ خدا کی صفات کا علم حاصل کر سکیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آپ اس کی صفات کا علم حاصل کریں اور دنیا کی رہنمائیں پڑھیں۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت کو اس لئے دنیا میں بھیجا گیا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب اسلام کے سامنے جھک جائیں اور اسلام دنیا کی بہت بڑی اکثریت کے دل جیت لے اور ہم یہ لڑائی اُس وقت تک نہیں جیت سکتے جب تک اسلام کے دشمن کو تعلیم کے میدان میں شکست نہ دے لیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی توقعات پر پورا اترنے کے لئے علم حاصل کرو اور ایسی کوئی بات نہیں ہونی چاہیئے کہ آپ کے بچے اعلیٰ ترین تعلیم سے محروم رہ جائیں۔

مَیں نے یورپ کو بتا دیا ہے ہم جیت رہے ہیں آخری فتح اسلام کی ہو گی

فیڈرل پیلس ہوٹل نائجیریا میں عام ملاقات کے دوران حضور ایدہ اللہ کا خطاب:

سیدنا حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۳ راگست ۱۹۸۰ء کو نائجیریا کے دورے کے آخری روز احباب جماعت نائجیریا سے ایک عام ملاقات فرمائی۔ اس میں حضور نے احباب جماعت سے انگریزی میں خطاب فرمایا۔

حضور نے بتایا کہ مَیں نے حالیہ دورے میں نائجیریا کے بہت سے علاقے دیکھے ہیں مگر میری خواہش ہے کہ مَیں اس ملک کا ہر قصبہ اور ہر گاؤں دیکھوں۔ حضور نے فرمایا کہ الارو جاتے ہوئے راستے میں دو جگہ ہم نے مختصر سا قیام کیا اور ڈیڑھ ہزار احمدی بچوں اور بچیوں سے ملاقات کی جن سے مل کر مَیں بہت خوش ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ الارو کی جماعت بڑی دلیر جماعت ہے۔ حضور نے احباب کو تلقین کی کہ وہ اسلام۔ احمدیت اور عالم انسانیت کے لئے دعاؤں کے ساتھ ساتھ مجھے بھی اپنی

دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ توفیق بخشی ہے کہ وہ ساری دنیا میں اسلام کو پھیلائے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ وہ کسی کی استعداد سے زیادہ اس پر بوجھ نہیں ڈالتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ کو وہ قوتیں اور استعدادیں بھی عطا کیں جو کہ اسلام کو دنیا بھر میں پھیلانے کے لئے ضروری ہیں۔ اللہ نے اس جماعت کو یہ طاقت عطا کی ہے کہ وہ دعاؤں کے ذریعے اور دیگر ذرائع سے دنیا بھر کی خدمت کرے۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں پر یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے انہیں یہ ایک بڑا اعزاز بھی ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کو اس ذمہ داری کے نبھانے کے لئے تیار رہنا چاہیئے جو کہ اس کے مسیح اور مہدی کے توسط سے آپ پر ڈالی گئی ہے اور ہم نے کسی کو نقصان نہیں پہنچانا کیونکہ اسلام تو امن اور محبت کا مذہب ہے یہ دل جیت کر پھیلنے پر یقین رکھتا ہے۔ یورپ میں اخبار نویسوں نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا آپ ہمارے ملک کو مسلمان بنا لیں گے؟ تو میں نے انھیں کہا کہ میں اسلام کی تعلیم کا حسن اور خوبصورتی اس انداز میں تمہارے سامنے رکھوں گا کہ تم اس مذہب کو قبول کرنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔

حضور نے نائیجیریا کے ایک مجدد حضرت عثمان فودی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر فرمایا کہ اُنہوں نے مصر کے بعض لوگوں کو دریائے نیل کی پوجا سے روکا۔ سینی گال کے لوگوں کو ایک دریا کی پوجا سے روکا۔ وہ لوگ ان دریاؤں کو بھی پوجتے تھے اور خود کو مسلمان بھی کہتے تھے انھوں نے حضرت عثمان فودی کی بڑی مخالفت کی اور ان کو کافر کہا۔ . . . .

حضور نے احباب جماعت کو اپنے خالق و مالک سے حقیقی اور زندہ تعلق استوار کرنے پر زور دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں سے گفتگو کرتا ہے اور اس کی ہمکلامی ایک عظیم نعمت ہے۔ وہ رحیم وکریم ہے اس کی رحمتیں تیز موسلا دھار بارش کے قطروں سے بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس پر توکّل کرو کہ اگر ساری دنیا بھی ایک طرف ہو جائے اور خدا چاہے کہ آپ کو نقصان نہ پہنچے تو آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ ساری دنیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو گئی مگر آپ کو ذرّہ بھر بھی نقصان نہ پہنچا سکی۔ اسی طرح ساری دنیا مسیح و مہدیؑ کی مخالف ہو گئی۔ مگر وہ ایک اکیلا شخص آج ایک کروڑ بن گیا ہے اور اسی طرح سے آنے والے ایک سو سالوں میں ساری انسانیت اسلام کے جھنڈے تلے آ جائے گی۔

حضور نے فرمایا کہ:-

میں نے یورپ کو بتا دیا ہے کہ ہم جیت رہے ہیں۔ آخری فتح ہماری ہوگی۔ آئندہ صدی کے اندر اندر اسلام ساری دنیا کا مذہب ہوگا اور اسلام جیتے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرطبہ میں ایک ہزار مساجد بنانے کی توفیق عطا فرمائے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ ہمارے لئے ایک بڑی دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس قرطبہ شہر میں ایک ہزار مساجد بنانے کی توفیق دے جس میں مسلمانوں کے عروج کے وقت چھ سو مساجد تھیں۔

حضور ایدہ اللہ ۱۷؍ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ سپین میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ کر واپس آنے کے بعد حضور کا یہ پہلا خطبہ تھا۔

اس روز حضور کے سر میں بڑا شدید درد تھا۔ اور حضور نے خیال فرمایا کہ وہ مختصر خطبہ ارشاد کریں گے تاہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے حضور نے خاصا لمبا خطبہ دیا۔

حضور نے اس خطبہ میں سپین میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے واقعہ کی تفصیلات اپنی زبانِ مبارک سے پہلی دفعہ ارشاد فرمائی تھیں۔

حضور نے فرمایا کہ جس چھوٹے سے گاؤں میں سنگِ بنیاد رکھا گیا اس کے باشندوں کے جوش و مسرت کا عجیب حال تھا۔ حضور نے فرمایا کہ ان کے جوش و خروش کے بارے میں میرے ذہن میں جو انگریزی کا فقرہ آیا وہ تھا:

"Intense emotional outburst."

یعنی "شدید جذباتی اور بے ساختہ اظہار"

حضور نے فرمایا کہ سب لوگ جو آئے ہوئے تھے ان کا حال یہ تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ خوشی ان کے جسم کی ہر پور سے نکل رہی ہے۔ حضور نے بتایا کہ میرے سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد منصورہ بیگم (حرم محترم حضور ایدہ اللہ) نے ساری دنیا کی احمدی مستورات کی طرف سے سنگِ بنیاد رکھا۔ قصبے کی معمر ترین عورت سے بھی سنگِ بنیاد رکھوایا گیا وہ اتنی بوڑھی تھی کہ دو عورتوں نے اسے پکڑ رکھا تھا۔ اسی طرح سب سے کمسن بچہ جس نے سنگِ بنیاد رکھا اس کی عمر ڈھائی سال تھی جو کہ اپنی ماں کی گود میں تھا۔

حضور نے فرمایا کہ اس مسجد کے لئے میں نے بہت دعائیں کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور اس گاؤں کے لوگوں کو جنہوں نے بڑے پیار سے اس تقریب میں شرکت کی۔ اللہ ان کو نورِ اسلام سے منور کرے اور کچھ خاندان ان میں سے ہم کو دے دے۔

حضور نے فرمایا کہ الحمراء کے محل میں جگہ جگہ چھ کونوں والا ستارہ بھی لگا ہوا ہے۔ یہ سلطنتِ بغداد کا نشان تھا لیکن جب سپین کی حکومت کو زوال آ گیا تو انھوں نے آٹھ کونوں والا ستارہ بنایا۔ حضور نے فرمایا کہ دعا کریں کہ جہاں خدا تعالیٰ ہم کو چھ سو کی جگہ ایک ہزار مساجد قرطبہ میں بنانے کی توفیق دے وہاں پر ہمیں دس کونوں والا ستارا بنانے کی بھی توفیق دے۔ آمین۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سب سے اہم بات جس کی طرف ہر احمدی کو توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ وہ اس کا احساس کرے کہ اللہ نے ہم پر اتنا بڑا انعام کیا اس زمانہ میں مسیح اور مہدیؑ کو مبعوث کیا اور ہمارے بڑوں کو توفیق بخشی کہ وہ اس پر ایمان لائیں۔

حضور نے فرمایا کہ امتِ محمدیہ میں کوئی جماعت ایسی نہیں ہے جو کہ ثمراتِ اسلام کو حاصل کر رہی ہو۔ جبکہ اور لوگوں کی ناکامیاں تو اس حد تک بڑھ گئی تھیں کہ انھوں نے یہ اعلان کر دیا کہ کبھی مسلمان کو سچی خواب ہی نہیں آسکتی۔ جبکہ ہمارے ہزاروں بچے بھی ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں۔ اور یہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے طفیل ملا ہے حضور نے فرمایا کہ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ جو ملا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نہیں ملا۔ ہم تو محمدؐ محمدؐ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے اور آپؐ کے مقام کو سمجھنے والے ہیں۔ حضور نے دعا کی کہ خدا کرے کہ یہ ثمرات ہم میں ہمیشہ قائم رہیں اور ایک دفعہ یہ ثمرات حاصل کرنے کے بعد ہم کبھی گمراہ نہ ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بات بہت فکر کرنے والی ہے کہ جب دل کا عقیدہ کمزور ہو جائے تو اس پر عمل اور اس کے اعلان میں بھی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ امتِ مسلمہ کی چودہ سو سالہ تاریخ اس پہ شاہد ہے اور ہم نے خون کے آنسو رُلا دینے والا یہ نظارہ سپین میں دیکھا ہے کہ ایک وقت میں ان کو خدا تعالیٰ کی ذات پر اس قدر پختہ یقین دل میں تھا کہ جب طارق بن زیاد ساحل سپین پر اترے تو ان کی بارہ ہزار فوج لاکھوں پر غالب آگئی اور جس وقت اعمال کی کمزوری سے دل کچے ہو گئے تو لاکھوں کی فوج لاکھوں پر بھی بھاری نہ ہو سکی۔

مسلمانوں نے سپین میں جس دن شکست کھائی اس دن ان کی تلوار کا لوہا فتح حاصل کرنے والے دن کی تلوار سے بہتر تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھلائی کہ:۔

"رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا۔"

حضور نے فرمایا کہ امتِ مسلمہ کی ہر نسل اس دعا میں شامل ہے۔ حضور نے سپین میں مسلمانوں کے عروج کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت خدا کا خوف اور عظمت ان کے دلوں میں زندہ تھی جب یہ چیز ختم ہو گئی تو سپین مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔

حضور نے کہا کہ دعا کریں کہ ہم ثمراتِ اسلام حاصل کر کے کبھی گمراہ نہ ہوں اور ہماری چھوٹی سی جماعت اسلام کو غالب کرنے میں کامیاب ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہر گھر پر لہرانے لگے اور خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے جب ہماری زندگیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کردہ خوشی سے معمور ہو جائیں۔

مکرم لطف الرحمٰن صاحب ۲۱ جون ۱۹۳۱ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ محترم عبد الرحمٰن صاحب انور سابق پرائیویٹ سیکرٹری کے صاحبزادے ہیں۔

۱۹۴۷ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک پاس کیا۔ دسمبر ۱۹۴۷ء میں زندگی وقف کی اور لاہور میں کالج میں داخلہ لے لیا۔ ۱۱ فروری ۱۹۵۰ء سے نور ہسپتال ربوہ میں اسسٹنٹ آپریشن روم کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ بعد ازاں لیبارٹری کا کام سیکھنے کے سلسلہ میں میو ہسپتال لاہور سے ایک سال کی ٹریننگ لی اور ۱۹۵۲ء میں واپس آکر ربوہ میں نور ہسپتال میں باقاعدہ کام شروع کیا۔ لطف الرحمٰن صاحب کو حضرت اماں جان اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خاص طبی خدمات بجا لانے کا موقع ملا اور آجکل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایسی ہی خدمات بجا لا رہے ہیں اور حالیہ دورہ میں انہی فرائض کے تحت شاملِ قافلہ تھے۔

حسین یادیں

لطف الرحمٰن شاکر کے تاثرات

مکرم لطف الرحمٰن صاحب لطفی نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ یہ دورہ میرے لئے بڑی سعادت کا باعث ہے۔ مجھ ناچیز کے لئے یہ بڑے فخر کا مقام ہے کہ ایسے بابرکت وجود کے ساتھ سفر کا موقعہ ملا۔ میں بطور شکر گزاری کئی بار اپنے مولا کے حضور گڑگڑایا ہوں کہ مالک! یہ محض تیرا احسان ہے کہ تو نے مجھے حضور کے چار ماہ کے اس طویل سفر میں حضور کی معیت کا شرف بخشا۔

ہم نے لطفی صاحب سے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک دورے کا اہم ترین حصہ کون سا ہے؟

وہ فوراً بولے۔ اس دورے کی جان سپین میں پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنا تھا۔ انھوں نے

تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ جس دن حضور نے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا تھا۔ اس رات حضور نے ارشاد فرمایا کہ صبح مجھ سے کوئی بلاوجہ بات نہ کرے اور نہ ہی کوئی شخص ملاقات کے لئے آئے۔ ہمارے لئے یہ بات بڑی حیرانگی کا باعث تھی۔ اس تقریب کی افادیت ہم سب پر عیاں تھی اور حضور کی بات بڑی اہمیت کی حامل تھی۔ چنانچہ ہم سب محتاط ہو گئے۔ ہم لوگ "خلیفہ" ہوٹل میں ٹھہرے تھے جبکہ حضور ایدہ اللہ کی رہائش "ولویہ" ہوٹل میں تھی۔ جس روز سنگِ بنیاد رکھا جانا تھا۔ ہم حضور کی جائے رہائش پر پہنچے۔ مگر حضور ایدہ اللہ دوپہر کے وقت اپنے کمرے سے باہر تشریف لائے۔ میرا یقین ہے کہ حضور نے یہ سارا وقت اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں میں گزارا ہوگا۔ ہم لوگ کاروں میں سوار ہوئے اور ایک تاریخی سفر پر روانہ ہو گئے۔ اس تاریخ ساز واقعہ کی اہمیت اور خوشی کا عجیب اثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے تاثر سے دل بھر گیا اور ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے سفر طے کرنے لگے۔ سارا راستہ غیر معمولی طور پر خاموشی طاری رہی۔ میرے رفیقِ سفر چوہدری انور حسین صاحب اور مولانا شیخ مبارک احمد صاحب تھے۔ دونوں کے ہونٹ ہل رہے تھے اس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ زیر لب دعائیں پڑھ رہے ہیں۔ میں بھی دعاؤں میں مشغول ہو گیا۔ لطف الرحمٰن صاحب نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ جب ہم مسجد کی جگہ پر پہنچے تو دیکھا کہ

اس جگہ پر ایک شامیانہ نصب ہے۔ لاؤڈ سپیکر لگا ہوا ہے۔ سب سے پہلے حضور ایدہ اللہ نے سنگِ بنیاد کا بڑا سا پتھر جو کہ ایک Block کی شکل کا تھا۔ محترم میر محمود احمد صاحب مبلغ انچارج امریکہ کو اٹھانے کا ارشاد فرمایا پھر حضور ایدہ اللہ نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وہ انگوٹھی جس پر "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" کندہ ہے اس پتھر پر رکھی اور اس جگہ پر پہنچے جہاں پر سنگِ بنیاد نصب کرنا تھا۔ یہاں پر بنیاد کے لئے ایک گہرا گڑھا کھودا گیا تھا چونکہ گڑھا گہرا تھا اس لئے سطح زمین سے اس جگہ تک یہ پتھر پہنچانا مشکل تھا اس مشکل کے ازالے کے لئے اس گڑھے کے اندر پہنچنے کے لئے ایک ڈھلان دار راستہ بنایا گیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعائیں پڑھیں اور اس کے بعد دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے اس پتھر کو گڑھے میں رکھا۔ اس کے بعد حضرت سیدہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سنگِ بنیاد رکھا۔

لطفی صاحب نے کہا کہ قبل اس سے کہ حضور سنگِ بنیاد رکھتے حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے ان قرآنی دعاؤں کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر سنایا جو حضور نے پڑھی تھیں۔ بعد ازاں اور بہت سے لوگوں نے سنگِ بنیاد رکھا۔ اور وہ عجیب نظارہ تھا جب ملحقہ گاؤں پیڈرو آباد کی سب سے معمر عورت کو بلایا گیا۔ اس پر دو تین عورتیں آگئے آئیں ان میں سے ایک عورت کو سب سے معمر تسلیم کیا گیا انہوں نے بھی سنگ بنیاد رکھا۔ یہ سب عورتیں اس موقعہ پر نہایت خوشی کا اظہار کر رہی تھیں۔ اس کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا کہ گاؤں کے سب سے کم عمر بچہ کو لایا جائے۔ چنانچہ دو تین عورتیں اپنے بچوں کو لے کر آگئے آئیں ان میں سے سب سے کم عمر بچے کا (جو بہت ہی چھوٹا تھا) ——— کا ہاتھ پتھر کو لگا کر اس کی ماں کو کہا گیا کہ وہ سنگِ بنیاد رکھے۔ اس کے بعد حضور نے نہایت دردبھری سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی دعا کروائی۔ یہ عجیب پرلطف دعا تھی۔ دعا مانگتے ہوئے دل کی عجیب حالت تھی یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہماری روحیں پگھل کر آستانۂ الٰہی پر گر رہی ہیں۔ دعا کے بعد حضور سائبان کے نیچے تشریف لے گئے اس وقت جہاں پر لگ بھگ سات سو سے زائد لوگ یہاں موجود تھے۔

اب مبلغ انچارج سپین مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر کے بیٹے نے تلاوت قرآن پاک کی۔ اس کے بعد ایک اور نوجوان نے "ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے" نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں حضور نے تمام لوگوں کے سامنے پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس کے بعد حضور نے گاؤں کے لوگوں میں سپینش کرنسی کے نوٹ تقسیم فرمائے۔ یہ نوٹ سو سو کے تھے (یاد رہے کہ سو کے ایک نوٹ کی قیمت قریباً ۲۷ پاکستانی روپے ہے) یہ بڑا عجیب منظر تھا حضور جب اپنے نوٹ ختم کر چکے تو آپ نے حضرت بیگم صاحبہ سے نوٹ لئے وہ ختم ہو گئے تو صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب سے اور پھر صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب سے نوٹ لئے وہ ختم ہو

گئے تو باقی اہلِ قافلہ کے پاس جتنے بھی نوٹ تھے لے اور تقسیم کر دیئے۔ نوٹ ختم ہوئے تو سکوں کی باری آئی۔ اور حضور نے وہ بھی تقسیم کر دیئے۔ یہ بڑا عجیب منظر تھا گاؤں کے لوگ عقیدت اور محبت سے نوٹ لینے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔ اور یہ کسی لالچ کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس یادگار موقع میں وہ لوگ زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہتے تھے۔ حضور نے فرمایا تھا کہ جن جن لوگوں سے مَیں نے نوٹ لئے ہیں وہ نوٹ کر لیں کہ یہ ان کا مجھ پر قرضہ ہے اور حضور لندن پہنچ کر یہ سب نوٹ واپس کر دیں گے۔ یہ ایک شادی کے سے جشن کی کیفیت تھی حضور بے انتہا خوش تھے آپ کے نورانی چہرے پر ایک عجیب روشنی تھی۔ جس کو سب لوگ محسوس کر رہے تھے۔

لطفی صاحب نے بتایا کہ اہلِ سپین اگرچہ اب عیسائی ہیں لیکن مسلمانوں کے بڑے ناموں سے ان کی دابستگی اب بھی قائم ہے مثلاً ایک ہوٹل کا نام "خلیفہ" ہوٹل ہے۔ جب اہلِ قافلہ الحمراء محل دیکھنے گئے تو گائیڈ نے بتایا کہ اس کے آباء و اجداد مسلمان تھے۔ اور ان کی نشانیاں اب بھی اس کے پاس محفوظ ہیں۔ ہوٹلوں میں اب بھی "العزۃ للّٰہ" "القدرۃ للّٰہ" کے الفاظ خوبصورت عربی میں لکھے نظر آتے ہیں۔ ہم نے ویٹر سے پوچھا کہ یہ کیا لکھا ہے؟ تو اُس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ایک جگہ ہوٹل میں ٹائلٹ

کے دروازے پر ایک اینٹ اُلٹی لگی ہوئی تھی۔ غالباً ان لوگوں نے خوبصورت عربی کو کوئی خوبصورت ڈیزائن سمجھ کر لگایا ہوا تھا۔

لطفی صاحب یہ بتایئے کہ "دورے کے دوران آپ کے فرائض کیا تھے؟"

ہمارے اس سوال پر انھوں نے بتایا کہ حضور کی صحت کا خیال رکھنا میرے فرائض میں شامل تھا۔

لطفی صاحب نے بتایا کہ دورانِ سفر حضور بچوں پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ بچوں کو بوسہ دیتے اور پاس کوئی چیز ہوتی تو وہ بھی عطا فرماتے۔

سوئیٹزرلینڈ سے جرمنی واپسی پر بلیک فارسٹ نامی جنگل میں کنارے ایک سڑک پر حضور چائے پینے کے لئے رُکے۔ ہوٹل سے باہر تشریف لائے تو حضور نے دو تین بچے دیکھے جن کے پاس کیمرے تھے حضور ان سے کیمروں کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے اسی طرح آسٹریا سے واپسی پر راستے میں ایک ہوٹل میں حضور کو دس سے بارہ سال کی عمر کے تین چار بچے نظر آئے حضور نے رک کر ازراہِ شفقت اپنے کیمرے سے ان کی تصاویر لیں۔ اسی طرح سپین میں جب حضور سنگِ بنیاد رکھ کر واپس آرہے تھے تو حضور نے بارہ تیرہ سال کی عمر کے کچھ بچوں کو دیکھا اور ان کی تصاویر لیں اور فرمایا کہ یہ فوٹو ان کو بھی بھیجیں گے۔

لطفی صاحب نے اہلِ قافلہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضور سبھی اہلِ قافلہ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ حضور اس وقت تک نہ سوتے جب تک انھیں یہ اطمینان نہ ہو جاتا کہ سب لوگوں نے آرام سے کھانا وغیرہ کھا لیا ہے اور آرام کر رہے ہیں۔

"لطفی صاحب یہ بتایئے کہ حضور ایدہ اللہ اتنے طویل اور اتنے مصروف سفر کے دوران کبھی تھکن کا بھی اظہار فرماتے تھے؟"

ہمارے سوال پر لطفی صاحب بے ساختہ بولے۔ "نہیں ہرگز نہیں! مَیں تو سمجھتا ہوں کہ فرشتے حضور کی حفاظت پر مامور تھے۔ انھوں نے مثال کے طور پر بتایا کہ جب ہم میڈرڈ سے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے چلے تو صبح کے ناشتہ کے بعد حضور نے رات کو نو بجے کھانا کھایا۔ اس دوران طویل سفر، سنگِ بنیاد رکھنے کی مصروفیات۔ شدید رش۔ تقاریر۔ گفتگو اور ہنگامہ رہا۔ حضور نے عموماً سارا دن کچھ نہ کھایا پیا۔ لیکن مَیں قربان جاؤں اپنے آقا کے کہ حضور کے چہرے سے یا گفتگو سے ادنیٰ سا بھی احساس نہ ہوا کہ حضور کسی قسم کی تھکن محسوس کر رہے ہیں یا حضور کو بھوک کا احساس ہوا ہے۔"

دیگر اہلِ قافلہ کا ذکر کرتے ہوئے لطفی صاحب نے خصوصاً صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کا ذکر کیا اور کہا کہ انھوں نے ہمارا بہت خیال رکھا۔ حضرت بیگم صاحبہ نے تو بعض اوقات مجھے پان بھی بنا کر بھیجا۔

"لطفی صاحب یہ سفر بہت طویل اور برکتوں سے معمور تھا اس میں سے آپ کو جس حصہ نے سب سے زیادہ متاثر کیا اس کا ذکر فرمایئے!"

ہمارے اس سوال پر لطفی صاحب نے چند لمحے سوچا۔ پھر ان کی آنکھیں کسی اندرونی جوش کے سبب سے چمکنے لگیں وہ بولے کہ جب ہم نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے غانا کے شہر سالٹ پانڈ جا رہے تھے تو میرے ساتھ کار میں صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب اور غانا کے امیر محترم عبدالوہاب بن آدم صاحب بھی تھے۔ جب ہم ایک سڑک کے کنارے سے گزر رہے تھے تو آدم صاحب نے ٹین کے بنے ہوئے ایک بوسیدہ اور چھوٹے سے مکان کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ :۔

"یہ وہ مکان ہے جہاں پر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرّ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے آکر ٹھہرے تھے۔"

وہ مکان بہت چھوٹا سا تھا۔ حالت خستہ تھی اور چھت ٹین کی تھی۔

اس نظارے کو دیکھ کر میرا دل خدا کی حمد سے بھر گیا۔ ہم چند روز سے اس ملک میں جماعت کی جو قدر و منزلت اور عزت دیکھ رہے تھے کہ سینکڑوں مکان عالی شان مساجد۔ کاریں اور شان و شوکت اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو بخشی ہے۔ یہ سوچتے ہوئے ہم اس کوٹھی میں بھی پہنچے جس میں حضور نے جمعہ کے لئے تشریف لے جانے سے پہلے تھوڑی دیر قیام کرنا تھا۔ یہ ایک وسیع و عریض کوٹھی تھی جس کے کمپاؤنڈ میں کاروں کی قطار لگی ہوئی تھی۔ میں نے ایک دفعہ پھر ٹین کے اس بوسیدہ مکان کا تصور کیا

اور اس عالی شان دُھنی کو ایک نظر دیکھا جو کہ احمدیت کے محض ایک ادنیٰ سے خادم کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی تھی تو میری آنکھیں بے اختیار پرنم ہو گئیں اور میرا دل خدا تعالیٰ کی حمد اور عقیدت سے بھر گیا۔ الحمد للہ ! ثمّ الحمد للہ علیٰ ذالک !!

غانا کے لوگوں کا ذکر چھڑا تو لطفی صاحب بتانے لگے کہ ان لوگوں کی ایک نمایاں خصوصیت ان کی صفائی پسندی تھی وہاں ان دنوں شدید گرمی تھی اور پھر حضور کے استقبال کی مصروفیات اور بھاگ دوڑ اس پر مستزاد تھی لیکن اس کے باوجود وہاں کے خدام سفید قمیض اور سیاہ پتلون میں اس طرح چاق و چوبند اور صاف ستھرے نظر آتے تھے کہ گرد کا ایک ذرہ دکھائی نہ دیتا تھا اس کا راز مجھ پر اس طرح کھلا کہ جس ہوٹل میں ہم ٹھہرے تھے اس کے کمرے سے میں ایک دن رات گئے باہر نکلا تو ہوٹل کی عمارت میں میں نے کئی خدام کو کپڑے استری کرتے پایا۔ اس سے مجھے پتہ چلا کہ یہ خدام ہر روز اپنے کپڑے دھوتے اور ہر روز ان کو استری کرتے ہیں کیونکہ وہاں پر غربت بہت ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ ان کے پاس اس ایک کے سوا دوسری قمیص نہ ہوگی۔

غانا میں صرف احمدی ہی حضور کا استقبال نہیں کر رہے تھے بلکہ میں نے ایک گرجے کے باہر ایک عیسائی کو حضور کا استقبال کرتے ہوئے ہاتھ ہلاتے ہوئے دیکھا جس نے پادریوں والا لمبا چوغہ پہن رکھا تھا۔

لطفی صاحب حضور کے دورے کے واقعات بیان کر رہے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ

ایک ایسی داستان شروع ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔
انھوں نے امریکہ کی احمدی عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امریکن احمدی عورتیں۔ سفید فام بھی اور سیاہ فام بھی پردہ کی سختی سے پابند ہیں۔ ان کی صرف آنکھیں ننگی ہوتیں اور آنکھوں پر بھی اکثر نے چشمہ چڑھایا ہوتا تھا۔ باقی سارا جسم چھپا ہوتا اور اسی طرح سے وہ اپنے کام کاج بھی جاری رکھتیں۔

لطفی صاحب نے بتایا کہ امریکہ میں سان فرانسسکو اور واشنگٹن جانے کا موقعہ ملا اور دونوں جگہ پر عورتوں کو اسلامی طریقے پر برقعے میں ملبوس پردہ کرتے پایا۔

حضور کے دورے کی پریس کانفرنسوں کا ذکر کرتے ہوئے لطفی صاحب نے بتایا کہ سب سے بڑی پریس کانفرنس لندن میں ہوئی جس میں قریباً ۵۶ نمائندے شامل تھے۔

لطفی صاحب سے باتیں کرتے ہوئے کافی دیر ہوگئی مگر یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ داستانِ عشق کبھی ختم نہ ہوگی۔ ایک کے بعد دوسری بات اور ایک کے بعد دوسرا واقعہ شروع ہو جاتا۔ آخر کار ہم نے اجازت لی تو لطفی صاحب بولے!

"بھائی! میں تو بہت معمولی آدمی ہوں
یہ اعزاز مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا تھا کہ میں
حضور کے ساتھ سفر کرتا اتنا ہی کہتا ہوں:۔

؎ "ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

جان و دل سے محبوب آقا سیّدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدّیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور عالمگیر جماعت احمدّیہ کے جملہ احباب کرام کی خدمت میں حضور کا یورپ۔ امریکہ اور افریقہ ــ تین براعظموں کا کامیاب ترین دورۂ تبلیغ اسلام ـــــ پانچ سو سال بعد سرزمین سپین میں نئی مسجد کے سنگِ بُنیاد کا تاریخ ساز کارنامہ اور

پندرہویں صدی ـــــ غلبۂ اسلام کی صدی مبارک ہو

منجانب قائد ضلع و اراکین مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدّیہ ضلع بہاولنگر

کیا ہی سہانے وہ لمحات تھے

جناب بہادر شیر سے ایک ملاقات:

محترم ناصر احمد صاحب جنہیں حضور ایدہ اللہ پیار سے بہادر شیر کہتے ہیں۔ ضلع ہوشیارپور کے ایک گاؤں کاٹھ گڑھ میں مکرم محمد علی خان شاہی صاحب کے گھر ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا کے ذریعہ آئی۔ تقسیم برصغیر کے بعد آپ کا خاندان تھل میں آکر آباد ہوگیا اور ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے کہ محترم بہادر شیر صاحب بوجوہ تھل میں اپنی زمینیں چھوڑ کر ربوہ آکر آباد ہوگئے اور ۱۹۶۱ء میں عملہ پرائیویٹ سیکرٹری سے منسلک ہوگئے۔ (ادارہ)

"ہم جونہی ربوہ سے ۲۶ جون ۱۹۸۰ء کو حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک عظیم الشان عالمی دورہ پر روانہ ہوئے۔ ہم نے ہر قدم پر خدا تعالیٰ کے بارشوں کی طرح برستے نشان دیکھے۔ جہاں بھی گئے ـــ ہر جگہ ہی پاکستان یا پاکستان سے باہر لوگ بہت عزت اور احترام سے پیش آتے رہے۔

احمدیت کی اتنی برکتیں دیکھیں کہ انتہا نہیں۔ جس گلی سے ہمارا آقا گزر گیا۔ عیسائی بھی کھڑے ہو ہو کر سلام کرتے نظر آئے۔

نائیجیریا اور غانا میں ہم نے جو کچھ دیکھا بتلا ہی نہیں سکتے۔ گلیاں سڑکیں۔ چھتیں سب انسانوں سے بھری ہوئی تھیں۔ ہوائی اڈہ پر تو گویا دیوانوں کا ایک لہریں مارتا ہوا سمندر تھا جس کو اگر قانونی روک نہ ہوتی تو وہ دیوانہ وار جہاز کے گرد آ جمع ہوتے۔

وہاں ہم نے لوگوں میں عجیب عشق دیکھا۔ یقین جانیئے جہاں سے حضور گزرتے وہاں کی خاک کو وہ لوگ چومتے۔ ہر کوئی ہر ممکن کوشش کرتا کہ وہ حضور کے جسم کو کم از کم چھو لے۔ اور حضور بھی ہجوم کی پرواہ نہ کرتے۔ اس بات کو خاطر میں نہ لاتے کہ دھکے لگیں گے۔ بلکہ جہاں زیادہ لوگ ہوتے۔ اسی

طرف ہی آپ جاتے اور اس دھکم پیل میں آپ خوشی سے مسکراتے ہی رہتے۔

قارئین! شاید آپ یہ کہیں کہ میں حضور کا خادم ہوں اس لئے یہ بیان کر رہا ہوں۔ نہیں۔ خدا کی قسم! میں بالکل صحیح بتا رہا ہوں اور وہی بتا رہا ہوں جو میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے دل و دماغ نے محسوس کیا۔"

محترم بہادر شیر صاحب، جو حضور کے ساتھ ۲ ماہ تک گزارے ہوئے لمحات کے واقعات سنا رہے تھے۔ کی آواز بھر آگئی اور بولے:۔

"خدا کی قسم! ان افریقہ کے لوگوں کی حضور سے والہانہ محبت اور حضور کا ان سے پیار دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔"

انھوں نے افریقہ میں خوشی سے معمور حضور کا استقبال کرنے والوں کی کثرت بیان کرنے کی کوشش میں کہا:

"ہم ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے تو سارا سارا راستہ لوگوں کے دو رویہ ہجوم سے اٹا ہوتا۔ یہ فاصلہ بعض اوقات آٹھ دس میل ہوتا اور بعض جگہ تو ہم نے میلہا میل تک ایسے چشم براہ افریقیوں کو نعرۂ تکبیر اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد احمدیت زندہ باد وغیرہ نعرے لگاتے سنا۔

اور ہاں ایک شہر میں اس قدر احباب جمع تھے کہ ہمارے قافلہ کے افراد بھی کھو گئے اور ہم صرف تین

رہ گئے ۔۔ ایک حضور آقا، بیگم صاحبہ اور مَیں ۔۔ میاں فرید میرے ساتھ تھے۔ مَیں نے اُن کا بازو پکڑا ہوا تھا۔ مگر اس ہجوم میں وہ بھی پتہ نہیں کہاں گئے"۔

مَیں نے پوچھا۔ "اتنی مصروفیت کے دوران کیا حضور ایدہ اللہ کے چہرہ سے کبھی تھکن کا احساس ظاہر ہوا؟"

بے اختیار و بے ساختہ بولے۔ "کبھی تھکن کا اظہار نہیں کیا۔ کبھی بھی نہیں تھکے میرے آقا۔ پتہ ہی نہیں لگا۔"

"آپ کی مصروفیات کیا تھیں۔ آپ کو کس قدر آرام کا موقع ملتا؟"

"مَیں ہر وقت حضور کے ساتھ یا حضور کے کمرہ کے دروازے پر رہتا۔ دن کے اوقات میں آرام کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ رات بارہ ایک بجے تمام دروازے بند کرتا۔ ڈیوٹیوں پر متعین خدام کو دیکھتا اور اپنے کمرہ میں جا کر لیٹ جاتا۔ اور صبح نماز سے پہلے پھر حاضر خدمت ہو جاتا۔ میرا کمرہ اکثر حضور کے کمرہ کے ساتھ ہوتا اور بعض اوقات تو حضور کے دروازے کے باہر فرش پر ہی بستر ڈال کر لیٹ رہتا۔"

"حضور مختلف مواقع پر جو تقاریر فرماتے ان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟"

"مجھے تو کچھ پتہ نہ ہوتا کہ حضور نے کیا فرمایا ہے کیونکہ اوّل تو مَیں انگریزی نہیں جانتا دوم یہ کہ اگر سننے کی طرف توجہ کرتا تو اصل فریضہ سے لاپرواہی

بنتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ پریس کانفرنس ہوتی تو میں ہال کے دروازے پر کھڑا ہوتا اور حضور واپس تشریف لے جاتے ہوئے بعض اوقات مجھے فرماتے:

"کیوں بہادر شیر! کیسی رہی کانفرنس؟"

میں عرض کرتا:۔

"حضور بہت اچھی!"

فرماتے:۔

"تجھے کیسے پتہ ہے؟"

عرض کرتا۔ "حضور لوگ بڑے خوش اور مطمئن نظر آتے ہیں اور ان کے چہروں سے خوشی کا اظہار ہوتا ہے"

بہادر شیر صاحب پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ وہ پریس کانفرنس کا نقشہ کھینچنے لگے۔

"دیکھو! بڑے بڑے علماء اور سائنسدان اور صحافی پریس کانفرنسوں میں آتے۔ انہیں اپنے علم پر بڑا گھمنڈ ہوتا ــــ اور ادھر اکیلا ہمارا شیر ہوتا۔ اور وہ اکیلا ہی ان سب کے منہ بند کر دیتا۔"

جناب بہادر شیر ایک مرتبہ پھر ہمیں ارض بلالؓ لے گئے۔

"غانا میں اتنی پبلک چھتوں پر نہ تھی جتنی نیچے اور جتنی نیچے تھی اتنی چھتوں پر نہ تھی ــ وہاں جناب عبدالوہاب بن آدم کا انتظام دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ تنظیم کے ساتھ سب احمدی قطار اندر قطار کھڑے تھے۔ کیا مجال تھی کہ کوئی احمدی مرد یا عورت اپنی اپنی قطار سے ایک انچ بھی آگے

پیچھے ہوتی۔ حضور اور اہلِ قافلہ قطاروں میں سے گزرتے جاتے اور وہ نہایت اطمینان سے کھڑے رہتے وہاں ایک عجیب نظارہ دیکھنے میں آیا کہ کسی علاقہ کا ایک عیسائی چیف اپنے روایتی لباس میں ملبوس حضور کے استقبال کے لئے آیا ہوا تھا جونہی حضور کا قافلہ وہاں پہنچا۔ اس نے آگے بڑھ کر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے حضور کی کار کا دروازہ کھولنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ اجازت ملنے پر اس نے دروازہ کھولا اور انتہائی مسرت اور خوشی محسوس کی۔

"وہاں ایک روز میں صبح کے وقت مشن ہاؤس سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کی ٹولیاں اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد۔ مہدی علیہ السلام زندہ باد کے نعرے لگاتی ہوئی ادھر ادھر جا رہی تھیں۔"

"حضور کو ان افریقیوں سے بہت ہی پیار تھا جس وقت بھی وہ آجاتے حضور ان سے ملاقات فرماتے ایک جگہ رات کے ۱۱½ بجے چار سو احمدی احباب کی ایک جماعت آگئی۔ جن میں سارے کے سارے مرد اور عورتیں سفید لباس میں ملبوس تھیں۔ مردوں نے سفید پگڑیاں پہن رکھی تھیں اور عورتوں نے مکمل پردہ کیا ہوا تھا۔ ان میں سے مجھے کسی ایک کا بھی چہرہ بے پردہ نظر نہ آیا۔ ان کی طرف اشارہ کر کے میرے آقا نے اس وقت مجھے فرمایا:-

"دیکھ میرے راجپوت!"

میں نے کہا کہ "دورانِ سفر حضور ایدہ اللہ کی

شفقت اور پیار کے واقعات سنایئے۔ تو کہنے لگے:۔

"ہمارا سیدہ بیگم صاحبہ اور مرزا انس احمد صاحب اور مرزا فرید احمد صاحب سبھی نے بہت خیال رکھا۔ جب تک ہمیں کھانا نہ ملتا خود نہ کھاتے لیکن حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پیار۔ محبت اور شفقت کے کیا کہنے عجیب وہ وقت ہے جو آپ کے ساتھ گزرا۔ کیا ہی سہانے وہ لمحات تھے۔ حضور باہر سیر کو جاتے تو ہمارے ساتھ بڑے ہی بے تکلف ہو جاتے۔ آپ بالکل احساس نہ ہونے دیتے کہ آپ کے ساتھ کوئی باڈی گارڈ ہے بلکہ آپ اپنے ساتھ بٹھا کر ہلکا پھلکا مزاح فرماتے اور کچھ باتیں سنتے کچھ سناتے اور وہاں اسی وقت تو حضور کی شفقت کی انتہا ہی ہو گئی ——

جب ہم اسپین میں مسلمانوں کا ایک محل دیکھ رہے تھے۔ جو سینکڑوں سال گزرنے کے باوجود ایسا ہی نیا لگ رہا تھا جیسے کل نیا ہوا ہو اس پر مرور زمانہ کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور اس میں مختلف حصے دیکھتے دیکھتے جب ہم اس جگہ پہنچے جہاں بادشاہ مجلس لگا کر بیٹھا کرتا تھا۔ تو اس تخت کے ساتھ بادشاہ کے محافظ کے لئے بنی ہوئی جگہ کو دیکھ کر حضور بڑے محبت بھرے انداز میں مجھے بلا کر فرمانے لگے۔

"بہادر شیر! یہاں بادشاہ کا باڈی گارڈ کھڑا ہوتا تھا۔ میرا باڈی گارڈ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ چلو کھڑے ہو۔"

پھر حضور نے اپنے کیمرہ سے میری وہاں کھڑے ہوئے تصویر لی اور فرمایا:۔

یہ تاریخی تصویر ہے دوں گا نہیں۔"
چنانچہ وہ نہیں ملی۔ پھر حضور ہر جگہ ہی یہ فرماتے رہے
کہ فلاں چیز بڑی اچھی ہے۔ جاؤ دیکھ کر آؤ۔ چنانچہ
مجھے اس طرح بہت سی اچھی اچھی جگہیں دیکھنے کا موقع
ملا۔ یہ بھی حضور کی مسلسل شفقت میں سے چند
ایک مثالیں!"

"آپ اسپین کے اس محل میں سیر کر رہے تھے
تو اس وقت دوسرے زائرین کی کیا کیفیت تھی؟"

"وہ حضور کو دیکھ کر بے تاب ہو جاتے اور
حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مصافحہ کرتے اور تصویر
لینے کی درخواست کرتے چنانچہ حضور عورتوں کو کہتے
بیگم صاحبہ کے ساتھ تصویر کھنچوا لو اور مردوں کے ساتھ
خود کھڑے ہو کر کھنچواتے۔"

اور آخر میں جب میں نے بہادر بشیر صاحب سے
پوچھا کہ اس دورہ سے آپ نے کیا تاثر لیا؟"

اس پر اُن کی آنکھوں میں ایک خاص چمک آ
گئی کہنے لگے۔ "بھئی! میں وہاں جو دیکھ آیا ہوں اس
سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آئندہ چند سالوں میں ان
ملکوں میں احمدیت کے لئے ایک بہت بڑا انقلاب پیدا
ہو جائے گا۔ ان لوگوں کے دلوں میں جو جوش میں نے
دیکھا ہے اس نے مجھے اس بات کا یقین دلا دیا ہے
ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ انشاء اللہ!"

PS INTERVIEW

ZATERDAG 6 SEPTEMBER 1980 — PAGINA 25

...aan de Oostduinlaan in Den Haag bouwde de Ahmadiyya Moslim Missie in 1955 de Mobarak Moskee, de eerste Moskee in ons land.

De Islam, staat de laatste jaren in het middelpunt van de belangstelling. In het verband van politieke ontwikkelingen in de Arabische wereld komt die Islam nogal eens naar voren als een wrede en aggressieve leer die zijn aanhangers aanspoort hun geloof met wapengeweld te verbreiden. Het is een van de vele verkeerde beelden die tallozen hebben van de jongste en snelst groeiende wereldgodsdienst. Ook onder Westerlingen begint de Islam een groeiende aanhang te krijgen. In Nederland is vooral de Ahmadiyya Moslim Missie in Den Haag zeer actief. Wij spraken met Abdoel Hamied van der Velden, een Nederlander die negentien jaar geleden van het rooms-katholicisme naar de Islam overstapte.

Islam werft in Nederland

AbdoelHamied van der Velden: 'Wij zijn voor alles tolerant'

Het hoofd van de Ahmadiyya Moslim Beweging, de Kalief Hazrat Maziek III, bezocht onlangs Nederland. Op de foto links van hem Imam A. B. Sadiq van de Mobarak Moskee. Geheel rechts de secretaris van de missie, de Nederlandse Moslim Abdoel Hamied van der Velden.

Tolerant

Duizend

Paradijs

Een gebedsdienst in de Mobarak Moskee.

حضور نے اپنے حالیہ دورہ میں "نصرت جہاں" کے جن منصوبوں کا معائنہ فرمایا اُن کا

ایک جائزہ

نام ہسپتال	افتتاح	تعداد مریضان جواب تک استفادہ کر چکے ہیں	موجودہ ڈاکٹر انچارج
اسکورے (غانا)	اکتوبر ۱۹۷۱ء	۳,۵۵,۰۲۴	ڈاکٹر حمید احمد صاحب مع بیگم۔ لیڈی ڈاکٹر قیصرہ صاحبہ
کوکوفو (")	نومبر ۱۹۷۰ء	۳,۳۰,۲۵۳	ڈاکٹر شفیق احمد صاحب
سویڈرو (")	نومبر ۱۹۷۱ء	۳,۹۴,۱۱۵	ڈاکٹر طارق احمد صاحب
اجیبو اوڈے (نائیجیریا)	جولائی ۱۹۷۵ء	۲,۴۶,۱۱۹	ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب بھٹہ
اموسان (نائیجیریا)	جون ۱۹۸۰ء	۱۱,۰۰۰	ڈاکٹر مبشر احمد صاحب مع بیگم لیڈی ڈاکٹر صاحبہ

نام سکول	افتتاح	طلباء جواب تک داخلہ لے چکے ہیں	موجودہ پرنسپل
اسکورے (غانا)	۱۹۷۱ء	۱۴۰۴	لطیف احمد صاحب شاہد
ایسارچر (")	۱۹۷۱ء	۱۱۹۴	مرزا مسرور احمد صاحب
پولسٹن (")	۱۹۷۱ء	۹۶۲	رفیق احمد جدران

اب تک کل ۲۰۔ احمدیہ ہسپتال کام کر رہے ہیں مزید ۵ نئے عنقریب کام شروع کر دیں گے۔ ۲۳۔ احمدیہ سیکنڈری سکول کام کر رہے ہیں۔ مزید ۵ عنقریب کام شروع کر دیں گے۔

علاوہ ازیں اب تک ۲۳ لاکھ سے زائد مریض نصرت جہاں کے ہسپتالوں سے استفادہ کر چکے ہیں جن میں تقریباً ۲ لاکھ مریضوں کا علاج مفت کیا گیا۔ نیز ۳۰ ہزار سے زائد آپریشن بھی ڈاکٹروں نے انجام دیئے

محمد اسماعیل منیر

سیکرٹری نصرت جہاں ربوہ

ایک اخباری جائزہ

میرا پیغام محبت ہے

جہاں تک پہنچے!

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال تبلیغ اسلام اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چہرہ غیر مسلموں پر آشکار کرنے کی غرض سے مختلف ممالک کا جو طویل ہی سفر اختیار فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک! اس دورہ کی عظیم الشان کامیابی کے بہت سے پہلوؤں میں سے ایک پہلو یہ بھی ہے کہ عالمی پریس اور ذرائع ابلاغ نے اس دورہ کو بہت اہمیت دی۔ چنانچہ گزشتہ تمام دوروں کی نسبت اس ذریعہ سے تبلیغ اسلام کا کام کئی گنا زیادہ ہوا۔ ثم الحمد للہ!

ذرائع ابلاغ سے حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا رابطہ تین طور پر ہوا:۔

(۱) حضور جس ملک میں بھی تشریف لے گئے وہاں کے مقامی مشن کے زیر انتظام پریس کانفرنسوں سے خطاب اور رپورٹروں کو انٹرویوز کے ذریعہ۔

(۲) لنڈن مشن کی طرف سے کی گئی پریس کانفرنس ایک لحاظ سے بین الاقوامی پریس کانفرنس بن گئی۔ مختلف ممالک کے پریس کے نمائندے اور انٹرنیشنل نیوز ایجنسیوں کے نمائندے وہاں موجود تھے جس کے نتیجہ میں نہ صرف انگلستان میں بلکہ دنیا بھر کے مختلف ممالک میں خبریں شائع ہوئیں۔

(۳) سپین کی مسجد کے سنگِ بنیاد رکھے جانے کے بعد حضور ایدہ اللہ کی زیر نگرانی ایک پریس ریلیز ساری دنیا کے احمدی مشنوں کو بھجوایا گیا جو مقامی زبانوں میں ترجمہ کر کے مقامی پریس کو بھجوایا گیا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے ایسے ممالک بھی ہیں جہاں تین مختلف اوقات میں پبلسٹی ہوتی ہے۔ یعنی حضور ایدہ اللہ کے دورہ کے دوران لندن کی پریس کانفرنس کے بعد اور سپین کی مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب کے بعد۔

ہم اس اشاعت میں بطور نمونہ بعض اخبارات کے تراشوں کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

ہر ملک میں بہت سے اخبارات نے حضور کے دورہ کو رپورٹ کیا۔ ان سب تراشوں کو یکجا کرنا فی الحال ممکن نہیں اس لئے ہر ملک کے اخبارات میں سے صرف ایک اخبار کے تراشہ اور اس کا ترجمہ پیش ہے۔ ——— (ادارہ)

جرمنی

محبّت کا پیغام

"احمدیہ جماعت کے امام نے فرینکفرٹ کی مسجد کا دورہ کیا"

ستر سالہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد (جن کی تصویر ساتھ دی گئی ہے) اپنے الفاظ کے مطابق "انسانیت کیلئے محبت کا ایک سمندر" ہیں۔ یہ خلیفہ جو سفید پگڑی باندھے ہوتے ہیں ایک کروڑ سے زائد مسلمانوں کے (جن میں سے چند سو جرمنی میں بھی ہیں) امام ہیں اور ان کا تعلق اسلام کی تجدید شدہ تحریک احمدیہ سے ہے جن کی دو مساجد جرمنی میں بھی ہیں یعنی ہمبرگ اور فرینکفرٹ میں۔ بالخصوص مغربی افریقہ کے ممالک میں تعلیمی تدریسی اداروں اور بہت سے ہسپتالوں کو یہ جماعت چلا رہی ہے۔ امام جماعت احمدیہ اس وقت ایک تبلیغی دورے پر ہیں اور فرانکفرٹ میں مختصر عرصے کے لئے مقیم ہیں جس کا مقصد ہے کہ وہ "محبت کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں"۔ اس مقصد کے لئے وہ بہت سی پریس کانفرنسز منعقد کر رہے ہیں اور استقبالیوں میں شریک ہو رہے ہیں مثلاً اس قسم کے ایسے استقبالیے میں فرانکفرٹ کی برگزیدہ شخصیات نے بھی شمولیت کی۔ وہ جرمنی کے بعد سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، سپین (جہاں ایک نئی مسجد بھی بنائی جاتی گی)، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، برطانیہ، کینیڈا، نائیجیریا اور گھانا کا دورہ فرمائیں گے۔ وسط اکتوبر تک ان کا یہ دورہ جاری رہے گا جس کے بعد وہ اپنے ملک پاکستان واپس تشریف لے جائیں گے۔

سوئیٹزرلینڈ

اسلام ترقی کی شاہراہ پر

سپین کی پہلی مسجد کی تعمیر

(سوس نیشنل نیوز ایجنسی کے حوالہ سے) "قرطبہ کے نزدیک بیسویں صدی کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا ہے۔ سپین کی مذہبی تاریخ میں ایک ایسا واقعہ ہے جس کے متعلق گذشتہ چند صدیوں میں سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ اسلامی تحریک احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا ناصر احمد صاحب) خاص طور پر اس مقصد کے لئے سپین تشریف لائے۔ اس تاریخ ساز موقع پر ہزاروں ہسپانوی افراد کے علاوہ یورپ اور سمندر پار ممالک کے بہت سے سرکردہ اشخاص موجود تھے۔

ایک ایسے ملک میں جہاں پہلے صرف قرطبہ شہر میں ہی ۶۰۰ مساجد موجود تھیں۔ اگلے سال دورِ حاضر کی پہلی مسجد کا باقاعدہ طور پر افتتاح کیا جائے گا۔ عالمگیر اسلامی تحریک احمدیہ جو ۱۹۴۶ء سے سپین میں سرگرم عمل ہے کی طرف سے یہ مسجد تعمیر کی جا رہی ہے گویا سالوں کی مساعی کا نتیجہ اب واضح طور پر منصّۂ شہود پر آ رہا ہے۔"

(BERNER ZEITUNG)
BERN
۱۲ر اکتوبر ۱۹۸۰ء

◎

قادیان ہندوستان میں جماعت احمدیہ کی ۱۸۸۹ء میں حضرت مرزا غلام احمد کے ہاتھوں بنیاد رکھی گئی۔ موجودہ خلیفہ جو آکسفورڈ کے فارغ التحصیل ہیں، بانیٔ سلسلہ کے پوتے ہیں۔

یہ تنظیم ممبران کے طوعی چندوں کے ذریعہ اپنا خرچ چلاتی ہے لیکن بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ معجزات ظاہر فرماتا ہے"۔

(بقول حضرت مرزا ناصر احمد صاحب) اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے بہت سے ہسپتالوں کے ڈاکٹروں کو "معجزانہ رنگ میں شفا دینے والی طاقت سے نوازا ہے" جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بہت سے امیر لوگ لمبی مسافت طے کر کے آتے ہیں تا ان ہسپتالوں میں علاج کروا سکیں۔ اس رقم سے جو یہ (امیر) لوگ خوشی سے ادا کرتے ہیں غرباء کا علاج مفت کیا جاتا ہے۔

(حضرت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نے فرمایا:۔

"میں انسانیت کے لئے زندہ ہوں اور میں کوئی چھوٹا سا دُکھ بھی نہیں دیکھ سکتا۔" مثال کے طور پر آپ نے اپنے ملک میں ایک لڑکی کا رشتہ ایک ایسے شخص کے ساتھ ہونے سے رکوا دیا جسے وہ پسند نہیں کرتی تھی!

ہالینڈ

"نیوز پورٹ" میں پیغمبرانہ باتیں

دی ہیگ: نیوز پورٹ میں ہم نے ایک مقدس وجود سے ہاتھ ملائے یہ وہ تاثر ہے جو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد امام جماعت سے مل کر پیدا ہوتا ہے۔ جن کے خدوخال یورپین اور جن کے چہرے سے نور ٹپکتا ہے جو اہل مغرب کو (اپنی طرف) جذب کرتا ہے

وہ تیسری نسل . . . . میں نہایت اہم دینی پیغام پہنچا رہے ہیں۔ جسے لاکھوں مسلمان قبول کر چکے ہیں۔ اور جو تمام دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے ہیگ میں یہ پیغام اوسٹ ڈاؤن لان ۷۹ پر واقع مسجد سے پہنچایا جاتا ہے

جسے ہم احمد ثالث کہیں گے۔ حضرت مرزا غلام احمد کے پوتے ہیں جو ۱۸۳۵ء میں قادیان انڈیا میں پیدا ہوئے انھوں نے ۴۵ سال کی عمر میں . . . . اہونے کا دعویٰ کیا۔ جس کی بعثت کا وعدہ خدا تعالیٰ نے بائیبل اور قرآن میں دیا تھا۔ ان سے پہلے اگرچہ اور بھی بہت سے لوگوں نے ایسا دعویٰ کیا کہ یہ صرف احمدِ اول . . . . ناقل ہی تھے جو سورج اور چاند گرہن کا نشان اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کر سکے۔ یہ نشان ان کے دعویٰ کے بعد وقوع پذیر ہوا۔ انھوں نے ایک کتاب "براہینِ احمدیہ" چار جلدوں میں لکھی۔ جس میں مستقبل سے متعلق پیشگوئیاں درج ہیں۔

احمد ثالث نے ۱۹۶۷ء میں لنڈن میں احمدیت کی تعلیم نہایت وضاحت سے بیان فرمائی۔ اس صدی کے بڑے بڑے اور اہم واقعات مثلاً روس اور جاپان کی جنگ۔ ایشیا میں بڑی طاقتوں کا ظہور، زار کی حالتِ زار۔ کمیونزم کا پھیلاؤ۔ پہلی اور دوسری جنگِ عظیم۔ یہ سب واقعات آپ کے دادا . . . . کی کتاب میں بطور پیشگوئی مذکور تھے۔

یہی نہیں یہ کتاب اس سے آگے بھی بیان کرتی ہے کہ آخرکار ایک خطرناک تباہی بنی نوعِ انسان پر آنے والی ہے۔ صرف جنگیں ہی نہیں بلکہ زلزلے آنے کا ذکر بھی کتاب موجود ہے۔ امریکہ اور روس اپنی طاقت کھو بیٹھیں گے۔ روس نسبتاً پہلے سنبھلے گا۔ اور لوگ خدائے واحد کی طرف لوٹیں گے۔ تب اسلام فاتحانہ شان میں عالمی مذہب ہوگا۔

یہ بڑی تباہی ٹل سکتی ہے اگر لوگ جھوٹے خدا اور مادیت پرستی ترک کر دیں تو یہ عذابِ عظیم ٹل سکتا ہے چونکہ خدا نے اس زمانہ میں اپنا مامور احمدِ اول مبعوث فرمایا ہے۔ اس لئے اس کا پیغام تمام دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔

پریس کانفرنس میں خلیفہ سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ خمینی صاحب سے تعلق رکھتے ہیں؟

ان کا جواب تھا۔ "بالکل نہیں"

ہمارے اس سوال کے جواب میں کہ کیا وہ اپنے اس دورہ میں پوپ سے بھی ملاقات کر رہے ہیں؟ انھوں نے فرمایا۔ ایسا پروگرام میں نہیں۔ تاہم وہ پوپ سے دوستانہ گفتگو پسند فرمائیں گے۔

احمدِ ثالث نے بتایا کہ اس زمانہ میں مذہب سے بیزاری۔ صنعتی انقلاب کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے اس سے قبل لوگ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ انہوں نے ۱۹۶۷ء میں ہمبرگ میں اس بڑی تباہی کا وقت تیس ۳۰ سال بتایا تھا۔

(Weekly NU 13.8.80 Page. 4.)

•—•—•

ناروے

اخبار ہمارا ملک

- مسجد کی افتتاحی تقریب — تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز
- اب مغربی ممالک میں اسلام کو ترقی ہوگی۔

ناروے میں جماعت احمدیہ کی سب سے پہلی مسجد کی افتتاحی تقریب عمل میں آئی۔ یہ مسجد فروگنر (FROGNER) روڈ پر واقع ہے۔ اس مسجد سے اسلام کے تبلیغی مرکز کا کام لینے کے علاوہ ناروے میں مقیم تقریباً ڈیڑھ سو احمدیوں کا (تربیتی) مرکز بھی ہوگا۔

جماعت احمدیہ ۱۸۸۰ء میں قائم ہوئی جو مسلمانوں کے تہتر فرقوں میں سے ایک ہے۔

جماعت احمدیہ کی تعداد اس وقت دس ملین کے قریب ہے جبکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی تعداد قریباً چھ سے سات سو ملین کے قریب ہے۔

جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی افتتاحی تقریب میں فرمایا کہ مغربی دنیا میں بڑھتی ہوئی اقتصادی مشکلات سے دنیا کو احساس ہوگا کہ اس کا حل اسلام میں ہی ہے۔ اس جماعت نے ترقی یافتہ ممالک (مغربی دنیا) میں بہت بڑھ چڑھ کر کام کیا ہے

جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے ایک صدی پوری ہونے کو ہے۔ یہ جماعت فرانس، امریکہ، انگلستان اور کینیڈا میں بھی مشن کھول چکی ہے۔ نارویجن زبان میں قرآن کریم کے ترجمے کا منصوبہ بھی زیرِ غور ہے۔ ناروے کی اس مسجد کو اسلامی تعلیم کا مرکز بنایا جائے گا۔

اسلامک کلچر سنٹر (جس سے منسلک زیادہ لوگ ناروے میں ہیں) کے ترجمان نے کہا ہے کہ احمدی لوگ صحیح مسلمان نہیں کیونکہ احمدیت کی تعلیم اسلام کے خلاف ہے لیکن جماعت احمدیہ کے امام نے اس کی تردید میں فرمایا ہے کہ یہ امر اسلامی تعلیم کے منافی ہے کہ ایک جماعت جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے اسے صحیح مسلمان نہ سمجھا جائے۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے آپس میں

اختلافات کے باوجود ہم ان کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اور ہمارا سلوک ہمیشہ ان سے اچھا رہا ہے۔

امام جماعت احمدیہ نے اس بات کی تردید کی کہ ایران میں ہونے والے حالیہ واقعات کے ردعمل کے طور پر جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ یہاں کا ذہین اور سمجھدار طبقہ ایران میں ہونے والے تازہ واقعات اور صحیح اسلامی تعلیم کو آپس میں خلط ملط نہیں کرے گا۔

امام جماعت احمدیہ (جو ربوہ پاکستان میں مقیم ہیں) نے ایران میں خمینی سیاست پر کچھ کہنا بھی پسند نہیں کیا۔ تاہم یہ اندازہ کیا جا سکتا تھا کہ امام جماعت احمدیہ امریکی یرغمالیوں کی حراست سے خوش نہیں ہیں۔

ناروے کی یہ مسجد جو دراصل ایک پرانی عمارت ہے جماعت ہائے احمدیہ مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، انگلستان، ڈنمارک، سویڈن اور ناروے کے چندہ سے جمع ہونے والی رقم سے خریدی گئی ہے۔

اِنگلِستان

مُسلم "مسیح" کے بقول اسلام کا مطلب "امن" ہے:

سفید عمامہ باندھے اور خوبصورت سفید داڑھی والے . . . . . ، جو جماعت احمدیہ کے سربراہ ہیں۔ نے لندن کے کیفے رائل ریستوران میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

آپ حضرت . . . . کے پوتے ہیں۔ آپ کی جماعت مسلمانوں میں ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ جس کی تعداد ڈیڑھ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ پریس کے نمائندے بڑی تعداد میں ان کو ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ . . . . . اپنے عقیدت مندوں کے جلو میں تشریف لائے۔ کیمروں کی روشنی نے ماحول میں چکا چوند پیدا کیا اور آپ نے خطاب شروع کیا۔

آپ عنقریب امریکہ کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرنے کے لئے وہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ نے بار بار اس بات پر زور دیا کہ اسلام کے معنی امن کے ہیں۔ آپ نے مزید بتایا کہ آپ کی جماعت قرآن کریم کو کم از کم ایک سو غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ کرانے کا عزم رکھتی ہے اور دنیا کے ان ممالک میں جو صدیوں سے اسلام سے ناآشنا ہیں وہاں مساجد اور اسلامی سنٹر کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب سے جو ایک ہر دلعزیز انسان ہیں۔ ایک صحافی نے جس کا لہجہ آئرش تھا۔ سوال کیا کہ کیا اسلامی تعلیمات کے نتیجہ میں شمالی آئرلینڈ کو امن میسر آسکتا ہے۔ جس کے جواب میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ ابھی تک ہماری جماعت نے آئرش زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع نہیں کیا۔ میں یہ کہوں گا کہ آئرش لوگوں کا یہ حق ہے کہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ خود کریں۔

حضرت اقدس نے مزید فرمایا کہ ہر صبح کا سورج ایک مضبوط تر جماعت احمدیہ پر طلوع ہوتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے انگلستان کے مذہبی حلقوں میں کسی قسم کا کوئی تغیر محسوس کیا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ میں نے بہت سارے چرچوں اور سکولوں پہ "قابلِ فروخت" کے بورڈ دیکھے ہیں۔

فرانس

گو حضور اس ملک میں تشریف نہیں لے گئے مگر لنڈن کی پریس کانفرنس کے نتیجہ میں پیرس کے مشہور عربی میگزین نے یہ مضمون شائع کیا۔

ایک ہندوستانی مدعی جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسیح نہیں مرے ...... بلکہ وہ سفر کر کے کشمیر آ گئے تھے۔

لنڈن: (نامہ نگار رسالہ "المستقبل" پیرس)

...... مذکورہ بالا مدعی کا صاف صاف نام حضرت میرزا احمد خلیفۃ المسیح الثالث ہے اور وہ...... احمدیہ اسلامی تحریک کے رئیس اعلیٰ ہیں اور وہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد کے پہلے پوتے ہیں۔

انہوں نے گزشتہ جمعرات کو لنڈن کی مشہور ریجنٹ سٹریٹ کے رائل کیفے میں ایک پریس کانفرنس منعقد کی جس میں انہوں نے اپنے اسلامی اصولوں کی وضاحت "تعلقات عامہ" واقع شارع صحافت لنڈن کی وساطت سے کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ کینیڈا اور امریکہ نشر و اشاعت اسلام کے لئے جا رہے ہیں کیونکہ یہ عظیم ملک بے چینی اور اختلافات و شکوک کا شکار ہیں اس لئے وہ اشد ضروری خیال کرتے ہیں کہ ان ملکوں کا دورہ کیا جائے تا اہلِ امریکہ کو بھی اسلام میں پائے جانے والے حقائق، اس کے حسن و جمال اور پُر امن

تعلیم کی طرف متوجہ کیا جائے کیونکہ اسلام امن و سلامتی کا گہوارہ ہے، اور صرف اور صرف اسی کی تعلیم پر عمل کر کے اہل امریکہ بلکہ تمام دنیا کی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ اور تحریک احمدیت، جیسے کہ اس کے لٹریچر سے ظاہر ہوتا ہے، ایک ایسی تبلیغی تحریک ہے جو تمام اقوامِ عالم کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا مقصد لے کر کھڑی ہوئی ہے اس لئے اس نے اپنے تمام پیروکاروں کے لئے لازمی قرار دے رکھا ہے کہ وہ اپنی آمد کا سولہ فیصد جماعت کے مرکزی بیت المال کو پیش کریں جیسے یہ بیت المال جماعت کے ہسپتالوں، سکولوں، کالجوں، مطبع خانوں، اخبارات و رسائل اور تعلیمی وظائف پر خرچ کرتا ہے۔

اس تحریک کے لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ان کے ایک سو پینتیس ۱۳۵ تبلیغی مشنز چالیس سے زائد ملکوں میں کام کر رہے ہیں اور بیرونی مشنز کا نگران ادارہ تقریباً پچیس لاکھ پونڈ سٹرلنگ دنیا کی مختلف اطراف میں پھیلی ہوئی تقریباً چھ صد مساجد اور صرف مغربی افریقہ کے تقریباً اٹھارہ ہسپتالوں اور کلینک اور سترہ سیکنڈری سکولوں پر خرچ کرتا ہے۔ یہ تحریک پچیس ہفتہ وار اور ماہوار اخبارات و رسائل شائع کرتی ہے۔ ....

وہ لٹریچر جسے برطانیہ میں جماعت کے تعلقات عامہ کے ادارے نے تیار کیا ہے کہتا ہے کہ مسیح

علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے، بلکہ انہیں (موت سے پہلے ہی) صلیب سے اتار لیا گیا تھا اور پھر ان کے زخموں کا علاج کیا گیا اور پھر وہ ہندوستان کے سفر پر روانہ ہو گئے جہاں لمبی عمر پا کر انہوں نے کشمیر میں وفات پائی۔

یہ نئی معلومات حضرت میرزا غلام احمد صاحب کو ۱۸۹۰ء میں بذریعہ کشف بتائی گئیں۔ ان معلومات کے ملنے پر آپ نے کئی خصوصی تحقیقاتیں اور ریسرچ سے متعلق مہمات سرانجام دیں جن کے بعد آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ آپ پر یہ منکشف ہوا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر وادیٔ کشمیر میں سرینگر کے قریب موجود ہے اور قبر کے اندرونہ کے بارہ میں وسیع تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ قبر کے اندر پتھر پر کھدے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کے قدموں کے ایسے نقوش ہیں جن میں ایسے سوراخ ہیں جو پاؤں کی ان جگہوں کے عین مطابق ہیں جن میں کیل ٹھونک کر مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔

احمدیہ تحریک یہ بھی دعویٰ کرتی ہے کہ وہ کفن جو اٹلی میں ٹورینو کے مقام پر موجود ہے اور جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ . . . . . کا کفن ہے۔ اسی کفن پر واضح طور پر آپ کے جسم کے ایسے نقوش موجود ہیں جو حضرت میرزا غلام احمد صاحب کے اسی دعویٰ کو ثابت کرتے ہیں کہ مسیح صلیب سے اتارے جانے کے بعد زندہ ہی تھے۔

علاوہ ازیں ایک قدیم کتاب کا قلمی نسخہ سنسکرت زبان میں ایسا ملا ہے جس کی تاریخ

کتابت ۱۱۵ء ہے اور جو سابق مہاراجہ کشمیر کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس قلمی نسخے میں لکھا ہوا ہے کہ ۵۰ء میں اس وقت کا مہاراجہ ایک ممتاز شخصیت رکھنے والے آدمی سے ملا۔ اُس آدمی نے مہاراجہ سے پوچھا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں ابن اللہ اور مریم العذراء کا بیٹا ہوں۔

مذکورہ بالا کشفی انکشاف کے بعد میرزا غلام احمد صاحب کو یقین ہو گیا کہ یہ اہم معلومات جو انہیں بذریعہ وحی دی گئی ہیں یہ ایک خصوصی فرض کو سرانجام دینے کے لئے انہیں بتائی گئی ہیں اور وہ فرض یہی ہے کہ گویا آپ کے ذمہ یہ کام لگایا گیا ہے کہ وہ تمام دنیا کو اُس روحانی وحدت کا پیغام دیں جس کے بارے میں گذشتہ مختلف دینی کتب نے بھی ذکر کیا ہے۔ اسی طرح آپ کو یہ یقین ہو گیا کہ آپ ہی وہ مہدی منتظر اور . . . . . ہیں جس کے ظہور کی پیش گوئی رسولِ کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) نے فرمائی تھی۔ نیز آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو قرآن کریم کی ایک جدید تفسیر عطا کی گئی ہے جس سے نئی دنیا کو آگاہ کرنا وہ اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

اس طرح آپ ۱۸۹۰ء سے ہی لوگوں کو ایک مقدس جہاد کی طرف دعوت دینے میں لگ گئے لیکن یہ جہاد و جنگ مقدس مادی ہتھیاروں کے ساتھ نہیں تھی بلکہ پُرامن گفتگو کے ساتھ لڑی جا رہی تھی کیونکہ اسلام کے معنے ہی امن و سلامتی کے ہیں۔

جیسا کہ اس تحریک کے شائع شدہ لٹریچر سے ظاہر ہوتا ہے، آپ کے ظہور کی خبر پھیل جانے کے بعد آپ پر ایمان لانے والے لوگ پنجاب میں واقعہ ایک چھوٹی سی بستی قادیان میں آپ کے پاس کثرت سے آنے لگے یکے بعد دیگرے ہر سال آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی نئی پیش گوئیوں سے مطلع کیا جاتا تھا جنہیں وہ پورا ہونے سے قبل ہی تمام دنیا کے لوگوں تک پہنچا دیتے تھے۔ یہ امر بھی ایسا تھا جو آپ کے اتباع کے دلوں میں آپ کی وقعت و عظمت کو راسخ کر دیتا تھا۔

اور اب بھی، اس تحریک کے لٹریچر کے مطابق، آپ پر ایمان لانے والوں کے "خود" احمدیہ تحریک کے مرکز ربوہ میں جو چناب کے کنارے پنجاب پاکستان میں واقعہ ہے، کثرت سے آتے رہتے ہیں اور ہر سال تقریباً ڈیڑھ لاکھ آدمی حضرت بانی جماعت احمدیہ کے پوتے کو ملنے کے لیے یہاں آتے ہیں اور چونکہ ہر شخص جو آپ کی زیارت کا خواہشمند ہوتا ہے ایسا سفر نہیں کر سکتا اس لیے
. . . .)
نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ خود امریکہ جا کر اہل امریکہ کو اپنا پیغام پہنچائیں۔"
. . . .
نے اپنی لنڈن کی پریس کانفرنس میں بتایا کہ آپ کی تحریک پر ایمان لانے والے لوگوں کی تعداد ایک کروڑ پانچ لاکھ سے زیادہ ہے۔

آپ نے بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا

تھا۔ پھر آپ نے عربی زبان میں مہارت حاصل کی۔ پھر بعد ازاں آپ نے برطانیہ کی آکسفورڈ یونیورسٹی میں تکمیلِ تعلیم کی اور وہاں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کے کلاس فیلوز میں برطانیہ کے ایک سابق وزیرِ اعظم اڈورڈ ہیتھ بھی شامل تھے آپ نے (پریس کانفرنس) یہ بھی کہا کہ وہ سو مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے کے پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا عزم رکھتے ہیں اور یہ کہ قرآن کریم کو پڑھنا اور سمجھنا تمام انسانوں کا بنیادی حق ہے اور اس طریق سے ہی آخرکار دنیا سے جہالت کا خاتمہ ہوگا۔ (عربی میگزین "المستقبل" پیرس اگست ۱۹۸۰ء)

نائجیریا

"دُنیا کے مسائل کا حل صرف اسلام میں ہے"

عالمِ اسلام کے ایک رہنما نے فرمایا کہ دُنیا کے مسائل کو نہ تو سرمایہ دارانہ نظام حل کر سکتا ہے اور نہ ہی اشتراکی نظام کے پاس کوئی حل موجود ہے۔

یہ بات عالمگیر جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت میرزا ناصر احمد نے لیگوس کے ہوائی اڈہ پر اس وقت فرمائی جب وہ نائیجیریا کے دورہ پر تشریف لائے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ اسلام دُنیا کو پیش آمدہ مسائل کا حل مساوات اور بہبودی عوام کی صورت میں پیش کرتا ہے مسلمان

سربراہ جو نائیجیریا میں ۱۹۷۰ء کے بعد پہلی دفعہ تشریف لائے، نے مزید فرمایا کہ

"ان کے دورہ کا مقصد یہ ہے کہ عوام کو یہ بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور یہ کہ انسانوں کو آپس میں امن کے ساتھ رہنا چاہیئے"

فیڈرل پیلس ہوٹل لیگوس میں روحانی سربراہ نے ایک پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ان کی جماعت اسلام کے دوسرے فرقوں کے ساتھ بنیادی تعلیمات میں مطابقت رکھتی ہے"

(نیو نائیجیرین ۲۲ اگست ۱۹۸۰ء)

غانا

عالمگیر اسلامی احمدیہ تحریک کے سربراہ اعلیٰ حضرت مرزا ناصر احمد ـــــــــ نے اعلان کیا ہے کہ ہر بچہ چاہے اس کی حیثیت کچھ ہی کیوں نہ ہو اس کا یہ حق ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے تاکہ وہ اپنی ذہنی صلاحیتوں کو اتنی ترقی دے کہ اسلام کو سمجھ سکے۔

اتوار کو اکرا میں ایک نئی مسجد اور جماعتِ احمدیہ کے ہیڈ کوارٹر مشن ہاؤس کا افتتاح کرتے ہوئے حضرت احمد نے کہا کہ مساجد صرف مسلمانوں کی عبادت کے لئے نہیں ہیں۔ انہوں نے اس طرف اشارہ کیا کہ جب مسجد ایک دفعہ تعمیر ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت بن جاتی ہے۔ انسان کی نہیں۔ اس لئے اس کے دروازے ہر شخص کے لئے ہر وقت کھلے رہنے چاہیئں۔

جماعت غانا کے سربراہ مولوی اے وہاب آدم نے استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ نصرت جہاں سکیم کے تحت غانا میں سکولوں اور ہسپتالوں کے قیام سے اور غانا پر اس کے بے پناہ خوشکن اثرات سے اور اسلام کی تبلیغ میں اس کے ذریعہ تیزی سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ یہ ایک آسمانی تحریک تھی۔

استقبالیہ

مولوی آدم صاحب نے جماعت کے سربراہِ اعلیٰ کی ان تھک کوششوں کو خراجِ تحسین پیش کیا جو کہ وہ دنیا بھر میں اسلام پھیلانے کے لئے کر رہے ہیں اور ان کوششوں کا بھی عقیدت سے ذکر کیا جو کہ وہ غریب اور بیمار لوگوں کی بہتری کے لئے کر رہے ہیں۔

سربراہِ اعلیٰ نے اوسوکیسل میں صدر ڈاکٹر ہلا لیمان سے ایک خیرسگالی ملاقات کی۔

(حضرت) امام جماعت احمدیہ غانا کے پانچ روزہ دورے پر ہیں جو کہ دُنیا بھر کے احمدیہ مشنوں کے تین ماہ کے دورے کا ایک حصہ ہے، ایمبیسیڈر ہوٹل میں جماعت احمدیہ غانا کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں مہمانِ خصوصی تھے۔

اس استقبالیہ میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی جن میں پارلیمنٹ کے اوّل ڈپٹی سپیکر مسٹر ای ڈی مہامی۔ اراکینِ پارلیمنٹ مذہبی لیڈر اور چیفس شامل تھے۔

(دی غانین ٹائمز۔

THE GHANIAN TIMES

۲۶ر اگست ۱۹۸۰ء)

کینیڈا

اسلام کی طرف سے ایک پیغام

.... حضرت امام جماعت احمدیہ اسلام کے ۹۱ سال پرانے احمدیہ فرقے کے رہنما پچھلے ہفتے کیلگری تشریف لائے۔ ان کا خیرسگالی کا

پیغام یہ تھا۔

"آج سے ایک سو سال کے اندر اندر عالمِ انسانیت کی بہت بڑی تعداد اسلام میں داخل ہو جائیگی اور جنت کی طرح کی زندگی گزارے گی.... میں اس وقت یہاں نہیں ہوں گا اور ممکن ہے کہ آپ بھی یہاں نہ ہوں لیکن آپ کے بچے لازمی طور پر یہ دیکھیں گے"

تاہم اب تک تو اس دنیا کی حالت جنت سے بہت دُور ہے۔ اس صورتِ حال میں احمدی رہنما کا البرٹا کا یہ پہلا دَورہ ہے جو کہ ان کے مغرب کے ایک وسیع دورے کا حصہ ہے...

....

یہ رہنما . . . . اس شخصیت کے پوتے ہیں جن کے بارے میں احمدی یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ وہی مسیح ہیں جن کا ایک عرصہ سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ ان کے قریباً ایک سو مقامی پیروکاروں نے جن میں سے اکثر حال ہی میں پاکستان سے آئے ہیں۔ جہاں پر اس فرقہ کی ابتدا ہوئی۔ ان کا پر جوش استقبال کیا۔......"

نوٹ:۔ اخبار نے حضور کی تصویر شائع کی ہے جس کے نیچے لکھا ہے۔

"مہربان رہنما مسیح ......"

(البرٹا رپورٹ (ہفت روزہ نیوز میگزین) ۱۹ ستمبر ۱۹۸۰ء)

سپین

CORDOBA

PERFIL DEL DIA

UNA MEZQUITA EN PEDRO ABAD

Ayer fue colocada la primera piedra. Y dentro de un año, probablemente, estará ya terminada la mezquita. Será construida, como ustedes saben, por la Misión Ahmadia del Islam en España. No fallará. El islamismo se va extendiendo cada vez más, ganando adeptos de día en día, sobre todo por el Africa negra. Cincuenta millones de personas —junto a los setenta millones de fetichistas— profesan allí esta religión. Y el incremento sigue, debido a la labor que realizan sus misioneros, con preparación universitaria en muchas ocasiones. Actualmente, el Islam se extiende por Africa del Norte, por Asia (desde Asia Menor hasta Mongolia y Siberia oriental y también en Malaya e Indonesia) e incluso cuenta con unos miles de creyentes en Europa y América. Multitud de países que, en amalgama de lenguas, de razas y de formas políticas, reúnen en una misma fe a cuatrocientos millones de personas.

Ahora está llegando a Córdoba con fuerza. Poco a poco, distintos grupos, se van adentrando en el ambiente. No olvidemos que el Islam se caracteriza por su proselitismo. Desde su origen, Mahoma dio a sus seguidores un objetivo común: la «guerra santa» que, convertida en ideal, llevó a la conquista de toda Arabia en diez años. El islamismo continuó su rápida expansión, llegando a superar los límites de la península ibérica por el Oeste, y por el Oriente hasta China. La «guerra santa» es una obligación de la comunidad musulmana, de la que sólo están exceptuados los enfermos. A los combatientes se les promete la bienaventuranza eterna.

El Islam es una religión fácil. Fácil en dos sentidos. Carece de exigencia intelectual alguna. y en cuanto a las costumbres, no contradice las tendencias naturales. Permite la poligamia y sólo impone la realización externa de los cinco ritos u obligaciones, sin necesidad de desarrollar ninguna clase de vida interior. Primera obligación, la profesión de fe —«No hay más divinidad que Alá y Mahoma es el profeta de Alá»—; en segundo lugar, la recitación de la oración, que ha de hacerse cinco veces por día, según un detallado ritual de palabras y gestos; está también el durísimo ayuno del mes del Ramadán, durante el cual está prohibido comer, beber, fumar, etc., desde que amanece hasta que se pone el sol; el musulmán tiene el deber de dar limosna; y finalmente, ha de peregrinar una vez en la vida a la Meca, el santuario de la Kaaba, la piedra que siendo blanca se volvió negra a causa de los muchos pecados de los hombres que la besan.

En Pedro Abad, la Misión Ahmadia del Islam en España, ha colocado la primera piedra de una mezquita. Es una noticia, un testimonio, y desde luego, un reto para los católicos, que sabiéndonos en la religión verdadera no hacemos todo lo posible por vivirla y extenderla. Al menos, con la misma ilusión que el Islam.

ABEL

مسلمان قرطبہ کو از سرِ نو روحانی طور پر فتح کر رہے ہیں

قرطبہ ۱۸ (اکتوبر) (ایجنسی لوگوس کی معرفت مسٹر انتونیو خیل کی بھجوائی ہوئی خبر) مسلمانوں کی نظریں قرطبہ پر دوبارہ پڑ رہی ہیں۔ (قرطبہ) جو اسلام کا ایک قدیم

ہوتی ہے۔ جس کو روحانی طور پر فتح کرنے کے لئے وہ بالکل تیار ہیں۔

تھوڑے سے عرصہ کے دوران قرطبہ (کے شہر) میں مسلسل ایسے امور وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ چاہے وہ اپنی اصل کے لحاظ سے مختلف ہی ہوں مسلمانوں کے ذاتی رجحان کا پتہ لگتا ہے کہ وہ ہمارے شہر پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ سب سے قریب ترین (امر) تو پیدرو آباد میں ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جانا ہے اور (دوسرے) عید الاضحیٰ ہے جسے کل منانے کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت تیاری کر رہی ہے..........

تھوڑے دن ہوئے اس سلسلہ کی ایک کڑی کا ورود قرطبہ میں اس طرح ہوا کہ پیدرو آباد میں جو کہ (شہر) سے ۳۲ کلومیٹر پر واقع ہے جماعت احمدیہ کے امام اعظم حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے پوری شان و شوکت اور گاؤں کے مکینوں کے بے حد شوق کے درمیان پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جو کہ سپین میں سات سو سال کے بعد تعمیر ہوگی۔ ایک سفید رنگ کی عمارت جس پر دو مخروطی مینارے اور ایک محراب مخروطی ہوگی اس کے دروازے زیادہ سے زیادہ ایک سال میں کھل جائیں گے۔ یہ قومی شاہراہ نمبر ۴ پر پیدرو آباد کے مضافات میں واقع ہے۔ یہ وہ گاؤں ہے جو اپنے میں بنیادی طور پر ایک

نومبر، دسمبر ۱۹۸۰ء

....
معجزہ بھی رکھتا ہے جو کہ فرنانڈو III کی فتوحات کے موقع پر اس کے "کروسی فائیڈ" ہمراہیوں میں سے ایک نے دکھایا تھا......

(اخبار "اندلس کی ڈاک" اتوار ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

آئرلینڈ

AGUS ANOIS, AN KORAN!

Bringing Allah to Oughterard

By GERY LAWLESS

A 10-MILLION strong Moslem missionary movement is setting out to convert Ireland to Islam.

As part of an effort to convert all nations to the Moslem faith, plans have been made to translate the Holy Koran into Irish.

Last week in London the leader of the Ahmodiyya sect, His Grace Khalifatul Masih III, told me that the plan to convert Ireland from Christianity is part of a great missionary crusade to save Europe and America.

Khalifatul Masih III believes that Europeans are not only piling up sophisticated weapons of destruction but also major problems which they will be unable to solve: "I foresee a time when you Europeans can see the problems, but cannot see the solution. That will be my time, and Islam's time", he said.

And His Grace is very clear on the great benefits that Islam can bring to the Irish: "Islam is peace, we can bring peace to the troubled Irish".

His grace is clear on the political basis of the peace of Allah in Ireland: "The Irish people alone must decide the fate of Ireland. No foreigners have the right to interfere.

"On this question, De Valera was correct. Dev was a great and brave leader. Like all great men, he made mistakes. But he still remains one whose vision has a lot to offer the world.

"Above all, he was a man who saw that peace must be based on justice and this is part also of the message of Islam".

To His Grace, the idea of a Moslem mission to Maynooth is no joke. Nor is the idea of converting the Irish some unrealisable dream. For he is Supreme Head of a world-wide sect, the fastest growing religion in the world. Each morning the sun rises on a bigger movement.

In the last 40 years, the Ahmadiyyas have converted 800,000 people from Christianity and paganism in West Africa alone. And each new convert is expected to pay 16 per cent of his or her earnings to help spread Islam. At the same time, he sees in Europe more and more church buildings up for sale: "It is clear that the youth in the West have no real interest in Christianity".

Founded

The Ahmadiyya movement was founded 92 years ago by his grandfather, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, known as the Promised Messiah who told how God had revealed to him that Jesus Christ did not die on the cross, but was taken down, recovered from his wounds, journeyed to India and died at a great age in Kashmir.

Hazrat then realised that he was the promised Messiah whose advent had been predicted by the Prophet Mohammed. He began preaching in 1890, calling for a Jihad or Holy War to convert the world to Islam.

From his little village in Qadian, the Punjab, the faith spread throughout the world until today it numbers over 10½ million.

In between times, the movement has suffered persecution but this has never stopped its growth.

Amongst its well known lay members are Sir Zafrullah Khan, the former Foreign Minister of Pakistan and the former president of both the United Nations and the International Court of Justice, as well as professor Abdul Salam, a Nobel prize winner in Physics.

• KHALIFATUL MASIH III (Third Successor to the Promised Messiah), leader of the Ahmadiyya Movement in Islam.

CHURCH TIMES

Muslim 'messiah' says Islam means peace

WEARING a flowing white turban and with a venerable white beard above his fawn tunic, Khalifatul Masih III, Third successor to the Promised Messiah and Supreme Head of the world-wide Ahmadiyya movement in Islam, gave a press conference in the Café Royal, London, on Thursday of last week.

He is a grandson of the Promised Messiah. Nevertheless his movement is only a minority movement in Islam,

by

ALAN SHADWICK

a mere ten and a half million members strong. A fair number of pressmen had come to see him, several of them wearing Asiatic headdress. Khalifatul Masih III was flanked by a row of his supporters. Camera bulbs flashed; the sage turned his head and was difficult to hear on the other side of the room.

He is about to leave on a crusade to bring the truth of Islam nearer to the United States of America. Constantly it was emphasised that Islam meant peace. Details were given to no discrimination between man and man. "My message is that man should learn to love man."

A man with an Irish voice asked him if Islam could bring peace to Northern Ireland. His Grace said that so far they had no translation into Irish of the Holy Koran, but he would say that the Irish people had the right to decide their own fate.

"Every morning the sun rises on a stronger community," said Khalifatul Masih III about the Ahmadiyya movement in Islam; whereas, asked about what changes he had noticed in England, he had seen churches for sale and schools for sale. "But if you could offer them something better than they had before. . . ."

Iran cropped up again. One pressman suggested that he would be better employed sorting out the problems of the Islamic world.

"How do you get to the conclusion that I am doing nothing in the Islamic world?" riposted Khalifatul Masih III. He went so far as to add that they should not blame Islam for what Ayatollah Khomeini did. "My message," he repeated, "is that men should live at peace with one another." Then he was asked about floggings and stonings.

He said that there was no stoning in the Koran, so they could strike that off. As for flogging there had first to be four witnesses to the act of fornication, a thing that was extremely difficult—except perhaps in Hyde Park, he joked.

KHALIFATUL MASIH III

A most excellent buffet lunch, with soft drinks, came in then.

Khalifatul Masih III was born in 1909. When still only a boy he had memorised the whole of the Koran by heart. He read for a post-graduate degree at Balliol College, Oxford.

نومبر، دسمبر ۱۹۸۰ء

انڈونیشیا

سپین میں احمدیہ مسجد
کے سنگِ بنیاد کی تقریب
سے متعلق انڈونیشیا کے
اس اخبار نے یہ
خبر شائع کی۔

Pikiran Rakyat

15 Oktober Batas Akhir Penyerahan Senjata Api

DARI RAKYAT — OLEH RAKYAT — UNTUK RAKYAT

15 OKTOBER 1980 — Nomor 199 Tahun Ke-XV — Tahun Republik Ke-XXXVI — 12 Halaman — 6 DZULHIJJAH 14

Pembangunan Mesjid Pertama Di Spanyol Setelah Tujuh Abad

BANDUNG, (PR).-

Peristiwa gembira bagi dunia Islam di akhir abad ke-14 Hijrah berlangsung di Spanyol Rabu 9 Oktober lalu, ditandai dengan peletakan batu pertama sebuah mesjid di Petarabad, Spanyol Selatan.

Menurut Humas Inspektorat Jabar Djamhur W.A., peristiwa besar itu merupakan pembuka jalan bagi revolusi Islam, karena merupakan pembangunan mesjid yang pertama dibangun di Spanyol sesudah lewat tujuh abad yang lalu. Imam Jemaat Ahmadiyah, Hasrat Hafiz Mirza Nasir Ahmad tiba di tempat disambut oleh satu grup misionaris Islam yang datang dari wilayah' jauh, Afrika, Amerika, Asia dan Eropa untuk ikut serta dalam upacara berberkat itu.

Lahan mesjid itu terletak 200 mil ke arah selatan kota Madrid di tepi jalan raya dan beberapa mil dekat kota bersejarah, Cordova. Menurut Djamhur W.A. rencana mesjid yang berlokasi di atas tanah seluas 1,5 acre itu disiapkan atas petunjuk Imam dan telah mendapat persetujuan departemen - departemen pemerintah Spanyol yang bersangkutan.

سپین میں سات سو سال کے بعد پہلی مسجد کی تعمیر

عالمِ اسلام کے لئے یہ ایک خوشی کا موقعہ ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے آخر میں یعنی ۹ر اکتوبر بروز بدھ سپین کے جنوب میں پیدروآباد میں پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا ہے۔

یہ بہت عظیم واقعہ ہے کیونکہ سپین میں سات صدی کے بعد سب سے پہلی مسجد تعمیر ہو رہی ہے جس کے ذریعہ سے اسلامی انقلاب کے لئے راستہ کھل گیا ہے۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب جب وہاں تشریف لائے تو افریقہ، امریکہ، ایشیا، یورپ اور کئی ممالک سے مبلغینِ اسلام کے ایک گروہ نے استقبال کیا جو اس مبارک تقریب میں شرکت کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔

یہ مسجد میڈرڈ کے جنوب جانب سے دو سو میل ایک بڑی سڑک کے کنارے پر اور اہم تاریخی شہر قرطبہ سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کی ہدایت کے مطابق یہ مسجد ڈیڑھ ایکڑ زمین کے وسیع قطعہ پر تعمیر ہو رہی ہے اور حکومتِ سپین کے متعلقہ محکمہ کی طرف سے بھی اس کی تعمیر کی منظوری مل چکی ہے۔

(PIKIRAN RAKYAT
15 OCTOBER 1980)

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ سال ۸۱-۱۹۸۰ء

نائب صدر و مہتمم اشاعت ——— محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب

معتمد ——— مکرم چوہدری منیر احمد صاحب

مہتمم خدمت خلق ——— مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب

مہتمم تعلیم ——— مکرم لئیق احمد صاحب طاہر

مہتمم تربیت ——— مکرم حافظ مظفر احمد صاحب

مہتمم مال ——— مکرم مبارک احمد صاحب طاہر

مہتمم عمومی ——— مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب طاہر

مہتمم صحت جسمانی ——— مکرم مفتی احمد صادق صاحب

مہتمم وقار عمل ——— مکرم مرزا رفیق احمد صاحب

مہتمم صنعت و تجارت ——— مکرم چوہدری فضل احمد صاحب

مہتمم تحریک جدید ——— مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

مہتمم اطفال ——— مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز

مہتمم مجالس بیرون ——— مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب

مہتمم اصلاح و ارشاد ——— مکرم ملک خالد مسعود صاحب

مہتمم تجنید ——— مکرم نصیر احمد صاحب قمر

مہتمم مقامی ——— مکرم محمد اسلم صاحب شاد منگلا

مہتمم امور طلباء ——— مکرم قمر احمد صاحب شمس

محاسب ——— مکرم مبارک احمد خان صاحب

محمود احمد

صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ
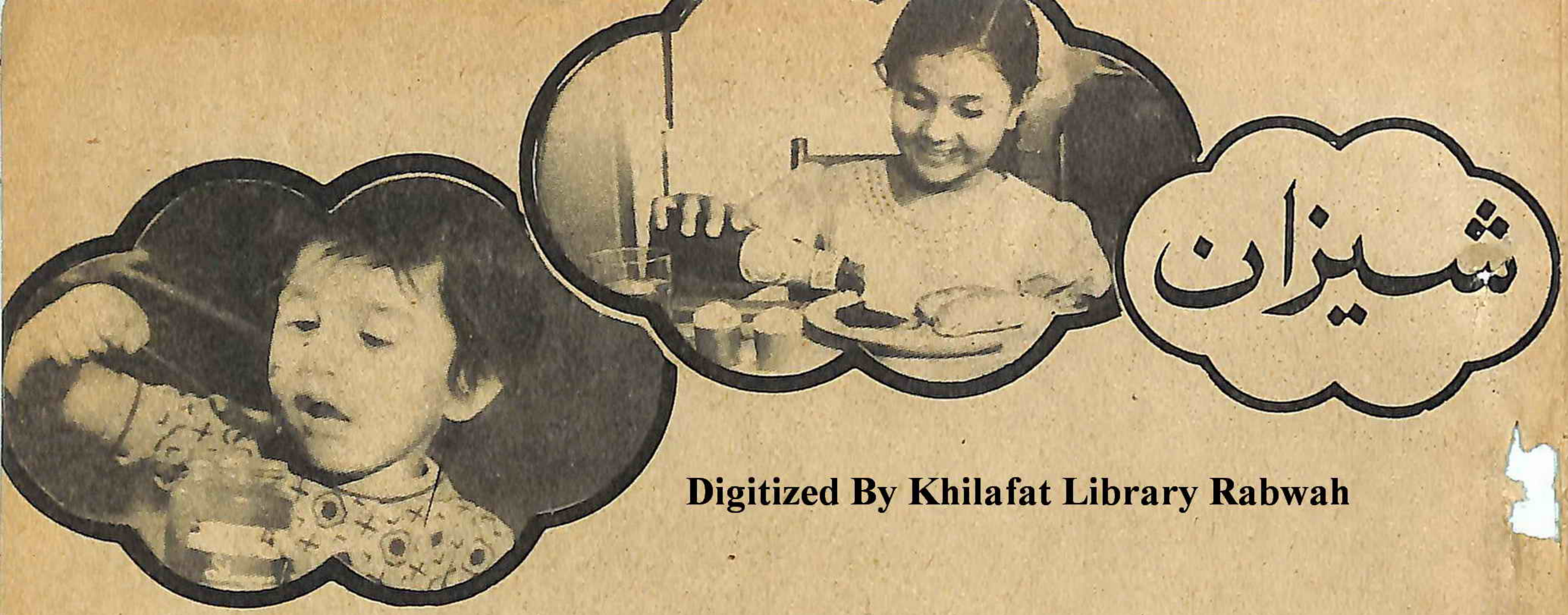
شیراز ہاؤسز لاہور میں

آپ کا اپنا گھر

کیلئے

بکنگ جاری ہے

پانچ مرلہ — دو بیڈ روم۔ ڈرائنگ روم۔ ڈائننگ روم۔ کارپورچ اور اٹیچڈ باتھ
نقد ۵۵ ہزار روپیہ تین قسطوں میں۔ کل قیمت =/۱,۱۵,۰۰۰
بقایا ادائیگی ۵ سال میں تقریباً ۱۰۰۰ روپے ماہوار قسط کے حساب سے

سات مرلہ — دو بیڈ روم۔ ڈرائنگ روم۔ ڈائننگ روم۔ کارپورچ۔ اٹیچڈ باتھ اور ٹی۔ وی لاؤنج
نقد ۷۰ ہزار (تین قسطوں میں) کل قیمت =/۱,۴۰,۰۰۰
بقایا ادائیگی ۵ سال میں تقریباً ۶۰۰ روپیہ ماہوار قسط کے حساب سے ہے۔

دس مرلہ — دو اور تین بیڈ روم۔ ڈرائنگ روم۔ ڈائننگ روم۔ کارپورچ۔ اٹیچڈ باتھ اور ٹی وی لاؤنج
نقد ۹۰ ہزار اور ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے (تین قسطوں میں) کل قیمت ۱,۷۵,۰۰۰/ ۲,۱۵,۰۰۰
بقایا ادائیگی ۵ سال میں تقریباً ۸۰۰ روپے ماہوار قسط کے حساب سے

اس کے علاوہ صرف پلاٹس کے خواہشمند دوستوں کیلئے ۳ ہزار روپیہ فی مرلہ (بمعہ ترقیاتی اخراجات) کے حساب سے ۵ مرلہ سے لیکر ایک کنال تک کے پلاٹس دستیاب ہیں۔

بکنگ کیلئے تشریف لائیں

شیراز ہاؤسز

ویبرو انٹرنیشنل — ۶۰/C نیو مسلم ٹاؤن لاہور — فون ۸۵۴۶۱۶
الحمرا اسٹیٹ — ۶۹۹/A سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا — فون ۳۸۲۲

HADA PRINCIPAL
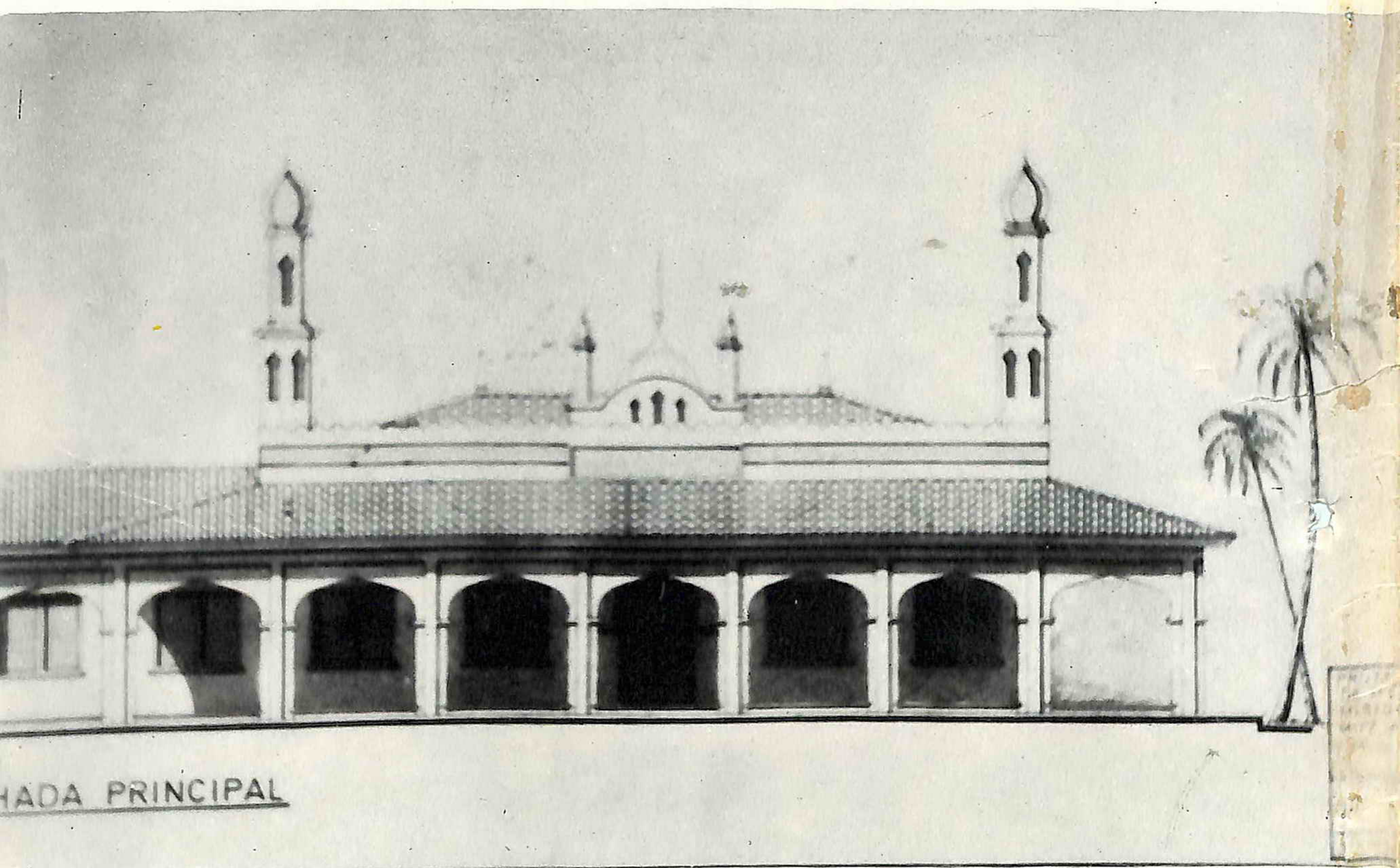
پیڈرو آباد (سپین) میں تعمیر ہونے والی مسجد کا ماڈل جس کا
حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو سنگِ بنیاد رکھا۔

Monthly KHALID RABWAH

Regd. No. L 5830

Editor : Mohammad Ilyas Munir

NOVEMBER-DECEMBER 1980

حضور ایدہ اللہ ہالینڈ کے وزیراعظم سے ملاقات کے دوران۔

Monthly **KHALID** RABWAH

Regd. No. L 5830

Editor : Mohammad Ilyas Munir

NOVEMBER-DECEMBER 1980

حضور ایدہ اللہ ہالینڈ کے وزیر اعظم سے ملاقات کے دوران۔